حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

سلسلۂ تصوف نمبر ۹۵

جواہر مجددیہ

معہ ضمیمہ جدیدہ

یعنی

سوانح عمری

سلطانِ طریقت برہانِ حقیقت، کاشفِ اسرارِ سبع مثانی، بحرِ مواج ہمہ دانی
شمعِ بزمِ عرفانی، مقتدائے اربابِ معانی

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی

ملقب بہ

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی

تصنیف لطیف

جناب حضرت مولانا مقبول الثقلین خواجہ احمد حسین خاں صاحب نقشبندی قادری مجددی سجادہ نشین
قطب زمان محمد عباس علیخان صاحب نقشبندی قادری مجددی امروہی علیہ الرحمۃ

حسب فرمائش

ملک چنن الدین تاجر کتب اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

(دین محمدی پریس لاہور میں باہتمام منیجر محمد عارف پرنٹر چھپا)

تصنیفات سرسید

ترقیم فی قصۂ اصحاب الکہف والرقیم
قیمت ۵

ازالۃ الغین عن ذکر ذوالقرنین
قیمت ۵

تفسیر القرآن جلد اول
قیمت ۳

تفسیر القرآن جلد دوم
قیمت ۶

تفسیر القرآن جلد سوم
قیمت ۶

تفسیر القرآن جلد چہارم
قیمت ۶

تفسیر القرآن جلد پنجم
قیمت ۶

مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز

تفسیر القرآن جلد ششم
قیمت ۶

ترجمہ الطعام اہل کتاب
قیمت ۴

سفرنامہ سرسید احمد کے مضامین
قیمت ۹

الدعاء والاستجابۃ
قیمت ۲

مجموعہ لکچرز و اسپیچز
نواب محسن الملک

اسباب بغاوت ہند
قیمت ۲

تحریر فی اصول التفسیر
قیمت ۵

الجن والجان علیٰ ما فی القرآن
قیمت ۵

خلق الانسان

تیرہ سو برس پہلے انسان
کی پیدائش کی نسبت جو آجکل کی
نئی تحقیقات سے ثابت کیا ہے
کہ انسان کیڑے سے پیدا ہوتا ہے
لیکن آج سے تیرہ سو برس پہلے مسلمانوں
کی پاک کتاب میں اسکو دنیا پر روشن کر
چکی ہے اس مضمون کو سرسید نے قرآن سے
بکمال وضاحت کیا ہے کہ لکھا ہے اور
نئے فلسفہ کا اس کو خوب جواب دیا ہے
اسکا مطالعہ ہر شخص کے لئے
ضروری ہے
قیمت ۲

حفاظ الامام من مسائل حجۃ الاسلام
قیمت ۸
لکچر اسلام ۲

النظر فی بعض مسائل الامام الہمام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
قیمت

المشتہر
تاجر
المصنف واسحٰق قومی دکان کشمیری بازار لاہور

53399

Marfat.com

فہرست مضامین جواہر مجددیہ

مضمون	صفحہ
خطبہ کتاب	۱
پہلا جوہر	۲
حضرت مجدد رح کے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں	۲
آپ کا نام۔ لقب۔ مذہب اور طریقہ	۲
آپ کا نسب	۲
آپ کے خاندانی حالات	۳
فرخ شاہ کابلی کے حالات	۳
امام رفیع الدین کے حالات	۳
تعمیر قلعہ و بناء شہر سرہند	۴
آپ کے والد جناب مخدوم عبدالاحد اور شیخ حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت	۵
جناب مخدوم کی حضرت صاحبزادہ شیخ رکن الدین سے خلافت	۶
جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمال کیتھلی سے طریقہ قادریہ میں خلافت	۶
جناب مخدوم کا بعض شیوخ سے استفادہ	۶
جناب مخدوم کے خوارق وکرامات	۶
جناب مخدوم کی تصانیف	۷
جناب مخدوم کے عقائد اور تعلیم	۷
جناب مخدوم کے مریدین و تلامذہ	۷
جناب مخدوم کی وفات	۸
جناب مخدوم کی اولاد	۸
دوسرا جوہر	۹
حضرت مجدد کی ولادت اور آپ کے علم شریعت اور طریقت کے بیان میں	۹
آپ کے ظہور کے متعلق آیات واحادیث	۹
آپ کے متعلق اولیاء سابقین کی بشارتیں	۱۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت غوث پاکؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت شیخ احمد جامؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت داؤد قیصریؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت خلیل اللہ بدخشی کا الہام	۱۱
حضرت شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہی کا ارشاد	۱۱
منجمین کی پیشینگوئی	۱۱
ارکان سلطنت کی خواہیں	۱۱
حضرت مخدوم کا کشف	۱۱
اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت	۱۲
آپ کی ولادت باسعادت کا بیان	۱۲
اثنائے ولادت کے واقعات	۱۳
آپ کا زمانہ طفولیت	۱۴
آپ اور حضرت شاہ کمال کیتھلی	۱۴
آپ کا علم شریعت	۱۵
آپ کا اپنے والد ماجد سے استفادہ	۱۵
آپ کے دیگر اساتذہ اور کبرویہ کی اجازت	۱۵
سند مصافحہ	۱۵
آپ کا اپنے والد ماجد سے خلافت پانا	۱۵
آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا	۱۶
افضلیت طریقہ نقشبندیہ	۱۶
آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہ سے نیازمندی	۱۶
طریقہ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت اور قلب کا جاری ہونا	۱۷
حضرت خواجہؒ کا بعض واقعات کو آپ سے ظاہر فرمانا	۱۷
آپ کے بعض حالات خود آپ کے قلم سے	۱۸
تعلیم ذکر اسم ذات	۱۸
مدہوشی و فنا	۱۸
مقام ظلال و فناء الفناء	۱۸
مرتبہ علمی	۱۹
مقام حیرت و حضور نقشبندیہ	۱۹
مقام فناء حقیقی و شرح صدر	۱۹
مقام حق الیقین و جمع الجمع	۱۹
مرتبہ فرق بعد الجمع	۲۰
نسبت مرادیت و محبوبیت	۲۱
آپ کے متعلق حضرت خواجہؒ کے	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
خیالات	۲۱
حضرت خواجہؒ کی جناب میں آپ کی عقیدت	۲۱
خواجہؒ کی آپ پر عنایت	۲۲
آپ کو حضرت خواجہؒ سے خلافت	۲۲
آپ کا دوسرا سفر دہلی اور حضرت خواجہ کی مزید عنایت	۲۲
آپ کی سرہند شریف کو واپسی	۲۴
آپ اور حضرت خواجہؒ کے احباب	۲۴
حضرت غوث پاکؒ کے خرقہ کی حوالگی اور سید شاہ سکندر قادری سے آپ کو خلافت	۲۴
ارواح اولیاء اللہ کی آمد اور آپ کے لئے مسابقت	۲۵
سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت صلعم کا فیصلہ	۲۵
سب طریقوں کی نسبتوں کا طریقہ مجددیہ میں شمول	۲۶
تعلیم نسبت قادریہ	۲۶
آپ کا تیسرا سفر دہلی اور حضرت خواجہؒ کے آپ کے متعلق ارشاد	۲۷
آپ کے نام حضرت خواجہؒ کے بعض خطوط	۲۷
آپ کی سرہند شریف کو واپسی اور سفر لاہور	۲۹
حضرت خواجہ کی خبر وصال اور آپ کی روانگی لاہور سے	۲۹
آپ کے بعض ناتجربہ کار پیر بھائیوں کی ایک حرکت	۲۹
خاطیوں کی توبہ اور معذرت	۳۰
خاطیوں کے قصور کی معافی	۳۰
آپ کے شیوخ اور سلاسل	۳۰

تیسرا جوہر

مضمون	صفحہ
حضرت مجددؒ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال کے بیان میں	۳۴
آپ کے مخصوص کمالات	۳۴
آپ کی کرامتیں	۳۵
آپ کے متفرق حالات	۴۰
آپ کا حلیہ شریف	۴۴
آپ کے اخلاق اور عادت اور وضع	۴۴
آپ کے عقائد	۴۵
آپ کے شبانہ روزہ اعمال	۴۵
آپ کے آداب وضو	۴۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
آپ کے آداب بیت الخلا	۴۶
آپ کی نماز تہجد، وتر اور مراقبہ	۴۸
آپ کی نماز فجر	۴۹
آپ کا حلقہ ذکر و توجہ	۴۹
آپ کی نماز اشراق و نماز استخارہ و نماز اوابین	۴۹
آپ کی خلوت	۵۰
آپ کی نماز چاشت	۵۱
آپ کا طعام اور قیلولہ	۵۱
آپ کی نماز فی الزوال	۵۲
آپ کی نماز ظہر	۵۳
آپ کا حلقہ ذکر و توجہ تعلیم دین و نماز عصر و ختم خواجگان	۵۳
آپ کی نماز عشاء و وتر	۵۳
آپ کے اوراد	۵۴
عام مسائل نماز	۵۴
آپ کی نماز جمعہ و عیدین و تراویح وغیرہ	۵۵

مضمون	صفحہ
چوتھا جوہر	۵۷
حضرت مجددؒ کی تصانیف تعلیم طریقہ وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں	۵۷
آپ کی تصانیف	۵۷
آپ کے مکتوبات شریف	۵۷
مکتوبات شریف کی تردیدات	۵۹
تردید کے جوابات شافیہ	۶۰
آپ کے طریقہ کی تعلیم اور دیگر طریق سے فرق	۶۰
آپ کا مرض الموت	۶۱
آپ کا وصال اور عمر شریف	۶۲
آپ کا مدفن اور اس زمین کی فضیلت	۶۳
آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیاں	۶۳
آپ کے خلفاء	۶۵
قصائد تصنیف	۶۵

Marfat.com

جواہر مجدّدیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَاتَ الْبَشَرِ ۔ بِالْعُلُوْمِ اخْتَاصَ کَالْمَلَائِکِ الْغُرَرِ
فَاصْطَفٰی مِنْهُمْ حَبِيْبًا وَّ اٰلَهٗ ۔ بِالتَّحِيَّاتِ الَّتِیْ لَا تُحْصَرُ

بعد حمد شریف حضرت خالق الموجودات ونعت لطیف جناب سید الکائنات یہ حقرا بریات متوسل سلسلہ بہیہ طریقۂ مجددیہ کمترین بندگان فقیر احمد حسین خاں سنی حنفی امروہی ثم الحیدر آبادی سجادہ نشین والدی قطب زمان حضرت حافظ محمد عیاش علیخاں قادری نقشبندی مجددی امروہی قدس سرہ العزیز اولادِ خاص صاحب الطریقہ حضرت سید شمس الدین امیر کلال نسبی عنہ عرض پرداز ہے۔ کہ بفحوائے عِنْدَ ذِکْرِ الْاَبْرَارِ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ اور بمصداق حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ ۔ مقربانِ بارگاہِ الٰہی کے حالات کا تذکرہ باعث نزول رحمت اور سبب حفظان ایمان ہے اور پیرانِ طریقت کی یادگاری مریدان باعقیدت کے لئے روح وریحان

شعر اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِکْرَهٗ ۔ هُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَهٗ یَتَضَوَّعُ

(یعنے بار بار نعمان (امام اعظم) کا ذکر کرو۔ کہ ان کا ذکر مثل مشک کی ہے جسقدر کروگے خوشبو آئیگی) بالخصوص اشاعت تصانیف بزرگانِ دین کے موقع پر ضرور ہے۔ کہ اُن کے حالات کی بھی صراحت کی جائے کہ ناظرین با تمکین کو کما حقہٗ واقفیت اور معرفتِ تام اور استفادۂ عام حاصل ہو۔ لہذا فقیر عفی عنہ نے ترجمہ مکتوبات قدسی آیات کلام معارف نظام سلطانِ طریقت برہان حقیقت کاشف اسرار سبع مثانی بحرِ مواج ہمہ دانی شمع بزم عرفانی مقتدائے ارباب معانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی کے ساتھ میں آپکے صحیح اور مختصر حالات اُردو زبان میں جمع کر کے (حسب فرمایش ملک فضل الدین ملک حسن الدین ملک تاج الدین صاحبان تاجران کتب کشمیری بازار لاہور طبع کنندگان مکتوبات شریف کے) شریک کردئے اور نام اس کا جواہر مجددیہ رکھا کہ طالبان خدا و سالکانِ راہ صفا مستفید ہوں۔ اور اس ناچیز کو دعاء خیر سے یاد فرمایئں۔ پس یہ مجموعہ منقسم ہے چار جوہروں پر +

پہلا جوہر - آپکے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں۔ **دوسرا جوہر** آپ کی ولادت آپکے علم شریعت اور علم طریقت کے بیان میں **تیسرا جوہر** آپکے مخصوص کمالات اخلاق اور اعمال کے بیان میں - **چوتھا جوہر** آپ کی تصانیف تعلیم۔ وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں +

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا جوہر

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں

آپ کا نام ۔ لقب مذہب اور طریقہ

نظم ؎

کسے قدرت جو لکھے نام نامی شاہ والا کا قلم بال ہما کا ہو کہ شاخ پاک طوبیٰ کا
وہ نور حق نما احمد ۔ احد سے ہے ظہور اس کا محیط بحر عرفان ہے نگین ہے عرش اعلیٰ کا

آپ کا نام نامی احمد لقب بدرالدین کنیت ابوالبرکات منصب خزینۃ الرحمۃ قیوم زمان مجدد الف ثانی اور عرف امام ربانی محبوب صمدانی ۔ مذہب آپ کا حنفی ہے ۔ طریقہ آپ کا مجددیہ جامع کمالات جمیع طرق قادریہ ۔ سہروردیہ ۔ کبرویہ ۔ قلندریہ ۔ مداریہ ۔ نقشبندیہ چشتیہ نظامیہ و صابریہ ہے ۔

آپ کا نسب

نظم

نسب تحریر کیا ہو اس شہ گردوں مقامی کا شرف خورشید پا سکتا نہیں جس کی غلامی کا
شہنشاہوں کے دل ہیبت سے جسکے ہوگئے پانی وہی فاروق اعظم نام ہے جد گرامی کا

آپ کا نسب عالی (۲۷) واسطوں سے حضرت فاروق امیرالمومنین سیدنا **عمر فاروق** رضی اللہ عنہ سے اس طرح متصل ہے :۔

حضرت شیخ احمد بن مخدوم عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بانی قلعہ سرہند شریف بن شیخ نصیرالدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحٰق بن شیخ عبداللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیرالدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ اصغر بن شیخ عبداللہ واعظ اکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحٰق بن شیخ ابراہیم ۔ شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی ۔

کعب کا نسب حضرت ابونا آدم تک بتوسط ۴۴ واسطوں کے منتہی ہوتا ہے اور آنحضرت کا نسب مبارک ۸ واسطوں سے کعب تک اس طرح منتہی ہوتا ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب ۔

کعب کا زمانہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (۵۶۰) سال پہلے اور رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے (۵۷) سال بعد تھا کعب کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ قریش کو جمع کرکے وعظ و پند کیا کرتے اور اپنے فصیح و بلیغ نظموں سے اُن کو آنحضرت صلعم کے ظہور کا مشتاق بناتے تھے منجملہ اس کے ایک شعر یہ بھی ہے :۔

عَلیٰ غَفْلَةٍ یَاتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَیُخْبِرُ اَخْبَارًا صَدُوْقًا خَبِیْرُھَا

(ترجمہ) تم غفلت ہی میں رہ جاؤ گے اور نبی محمد آجائینگے ۔ اور ایسی سچی خبریں سنائینگے ۔ جن سے انکی

Marfat.com

سچائی کی تصدیق ہوگی +

آپ کے خاندانی حالات - آپ کے جملہ بزرگ چرخِ ولایت وعرفان کے آفتاب برجِ ہدایت و ایمان کے ماہتاب تھے چنانچہ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم خلیفہ رسول اللہ ہیں۔ اور عبداللہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کی شادی حضرت فاطمہ بنت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوئی +

بقول ابوجعفر محدث آپ کی اولاد داخل سادات ہے۔ شیخ ناصر اور ابراہیم تابعین اسحٰق اور ابراہیم تبع تابعین سے ہیں +

واعظ اصغر تک یہ خاندان ملک حجاز میں ہی رہا۔ شیخ مسعود خلفائے عباسیہ کے اصرار سے دار الخلافہ بغداد شریف میں آکر مقیم ہوئے۔ شیخ سلیمان نے اپنے خاندانی علوم تحصیل کرکے حضرت سری سقطی سے بھی بغداد کہنہ میں خلافت پائی۔ اِس سلسلہ کا نام سری سقطیہ ہے +

فرخ شاہ کابلی کے حالات آپ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر کے بھی جد اعلیٰ ہیں۔ یعنی فریدالدین بن شیخ جمال الدین سلیمان بن قاضی شعیب بن محمد احمد بن محمد یوسف بن شیخ محمد بن فرخ شاہ آپ اعاظم وزرائے سلاطین کابل سے تھے۔ مسلمان حکمرانوں میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے بتخانے منہدم کئے۔ مسجدیں تعمیر کرائیں بُت پرستوں کو ذلیل اور کفار و مشرکین کو تہ تیغ کیا۔ سرکش جوگیوں رکھبوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد آپ نے ممالک ایران۔ توران۔ بدخشان اور خراسان کو مسخر کیا۔ تخت گاہ کابل میں افغانوں اور مغلوں میں زمینداری تقسیم کی۔ اور مستحکم حدود قائم کئے۔ جو اب ۱۳۳۱ھ تک حسب حال برقرار ہیں۔ آخر العمر آپ نے امارت ترک فرما کے ایک درہ میں جو شہر کابل سے تھوڑے سے فاصلہ پر تھا۔ عزلت اختیار فرمائی۔ اب وہ درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے +

شیخ یوسف اپنے والد بزرگوار حضرت فرخ شاہ کابلی کے بعد جانشین ہوئے۔ اور آخر عمر میں اُنہوں نے بھی سب جاہ و جلال دُنیاوی ترک کردیا اور گوشہ نشین ہوگئے تھے +

احمد بن یوسف بن فرخ شاہ نے علاوہ تعلیم خاندانی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے بھی خلافت پائی۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند شیخ شعیب خلیفہ و جانشین ہوئے۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند شیخ عبداللہ جانشین ہوئے۔ اور اُنہوں نے حضرت بہاءالدین زکریا سے بھی خلافت پائی۔ بعدہٗ خلافت خاندانی تا اش سہروردیہ یکے بعد دیگرے خاندان ہی میں منتقل ہوتی رہی۔۔ حتےٰ کہ حضرت امام رفیع الدین رح خلیفہ ہوئے +

امام رفیع الدین کے حالات - آپ جامع علوم ظاہر و باطن تھے اپنے والد ماجد کے خلیفہ اتم ہوئے۔ بعدہٗ بہت سے مشائخ کبار سے استفادہ کیا۔ جن کی تعداد قریب (۴۰۰) کے کتب تواریخ میں درج ہے۔ بالآخر آپ بمقام اُچ علاقہ مُلتان میں سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں کے خلیفہ اکمل ہوئے

اور بلحاظ تقدس مخدوم صاحب نے آپ ہی کو اپنا امام نماز مقرر فرمایا +

ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کے ایک صاحبزادہ صاحب کسی بلندی پر کچھ گا رہے تھے راہ سے کوئی عورت جا رہی تھی۔ آواز سُن کر متاثر ہوئی اور گر گئی۔ اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ لڑکے کی گردن کیوں نہیں ٹوٹی۔ فوراً ہی لڑکا اوپر سے زمین پر گرا۔ اور گردن ٹوٹ کر مر گیا +

تعمیر قلعہ و بناء شہر سرہند

صحیح لفظ بہ سہرند مرکب (سہ شیر اور رند جنگل) سے تھا کثرت استعمال سے سرہند ہو گیا یہ نام رکھنے کی وجہ تواریخ میں اس طرح لکھی ہے۔ کہ کبھی اس مقام پر ایک وحشت ناک جنگل شیروں کا موطن تھا۔ ایک روز فیروز شاہ خلجی کے عہد میں اس جنگل میں سے عمال شاہی خزانہ کو لاہور سے دہلی لے جا رہے تھے۔ اُن میں سے ایک شخص عارف و صاحبدل تھا۔ اُس نے وہاں چشم باطن سے ایک نور تحت الثرٰے سے فوق العرش تک محیط ملاحظہ کیا۔ اور خیال کیا۔ کہ کیا عجب ہے یہاں سے کوئی بزرگ جلیل القدر ظاہر ہوں۔ پس جب یہ صاحبدل دہلی پہونچے۔ تو بادشاہ کے پیر مخدوم جہانیان سے جو وہاں آئے ہوئے تھے۔ اس کا تذکرہ کیا۔ اُن پر اس کا بہت بڑا اثر ہوا۔ اُنہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بسینہ یہ وصیت چلی آتی ہے کہ ہندوستان میں زمانہ رسالت سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ وحید اُمت پیدا ہو گا۔ جو امام وقت مجدد اسلام اور فیضان ولایت و نبوت سے مالا مال ہو گا اور اولیاء سابقین کی سب نعمتیں اُس کو حاصل ہونگی۔ اُس کے ظہور کا مقام آج فلاں جنگل میں معلوم ہوا ہے۔ وہاں کچھ آبادی بھی ہو جائے۔ تو بہتر ہے۔ بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ فتح اللہ کو بطور خاص اس کام کی سربراہی کی خدمت سپرد فرمائی۔ وہ فی الفور کئی ہزار آدمی ہمراہ لیکر اُس جنگل میں تشریف لے گئے۔ اور ایک مرتفع مقام پسند کر کے قلعہ کی بنیاد رکھی اور تعمیر میں مصروف ہوئے۔ مگر جس قدر تعمیر کا حصہ دن کو تیار ہوتا تھا۔ رات کو سب گر جاتا تھا ہر چند اس کا تجسس کیا گیا۔ سبب دریافت نہ ہوا۔ بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کرایا۔ آپ نے اپنے خلیفہ امام نماز رفیع الدین کو جو وزیر موصوف کے برادر خرد تھے۔ اس کام کی سربراہی کے لئے مامور فرمایا۔ اور وہاں کی قطبیت اور ولایت دیکر روانہ کیا اُنھوں نے بر سر موقع پہونچکر اپنے نور باطن سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو یہ معلوم ہوا۔ کہ شاہی پیادوں نے شاہ شرف بو علی قلندر کو بیگار میں پکڑ کر کام میں لگا رکھا ہے۔ وہ رات کو اثر ڈال کر کل عمارت گرا دیتے ہیں۔ آپ نے قلندر صاحب سے بہت معذرت کی۔ اور اُن کا اعزاز کیا تو قلندر صاحب نے فرمایا۔ کہ میں آپکے بلوانے کے لئے ایسا کرتا تھا۔ اب اللہ نے آپ کو ایک وحید اُمت کے ولادت کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ جو تمام روئے زمین سے کفر و شرکت کی ظلمت کو دور کرے گا۔ پھر ان

Marfat.com

دونوں صاحبوں نے سنہ ۷۶۶ھ میں بسم اللہ کہکر قلعہ کی بنیاد رکھدی۔ جو چند مدت میں تیار ہوگیا۔ شہر آباد اور نہایت پُر رونق ہوا ؎

سرہند مگو کہ رشکِ چین است　　　خلدیست برین کہ بر زمین ست

سرہند شریف میں شاہجہان بادشاہ نے جو حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی اور آپ کی اولاد کا مرید اور نہایت معتقد تھا۔ سنہ ۱۰۴۴ھ میں ایک عالی شان محل اور باغ تعمیر کرایا۔ سنہ ۱۱۷۶ھ تک شہر کی آبادی اور ترقی رہی۔ بعدہٗ جب سلطان اورنگ زیب تسخیر ممالک دکن میں مصروف ہوگیا۔ یہاں سکھوں نے موقع پاکر شہر کو لوٹ مار کر کے اُجاڑ دیا۔ شہر سرہند کلیہ خراب۔ تاریخ ویرانی ہے۔ اب کچھ کچھ آبادی باقی ہے۔ ہر سال ۲۶ صفر سے ۲۸ صفر تک حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا عرس ہوتا ہے۔ ہزارہا برگزیدہ بزرگ جمع ہوکر فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس عرس میں شرع شریف کی پابندی ملحوظ رکھی جاتی ہے۔ صبح شام صرف کلام اللہ شریف کا ختم ہوتا ہے۔ بعض صاحب نعتیہ عمدہ عمدہ قصیدے بھی پڑھتے ہیں یہ شہر دہلی کے شمال و مغرب میں ۳۷ فرسنگ اور لاہور سے بجانب مشرق ۳۳ فرسنگ اور کابل سے ۱۲۵ فرسنگ واقع ہے ❖

آپ کے والد ماجد اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت

قدوۃ العارفین مخدوم عبدالاحد قدس سرہ آپ کے والد ماجد اور پیر طریقت ہیں۔ عین عالم شباب میں آپ کو جاذبۂ الٰہی و عشق خداوندی نے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی کی خدمت میں پہنچایا۔ اُن سے بیعت کی تلقین اذکار اور اوراد ضروری پائے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر قیام کر کے سلوک کی درخواست کی۔ شیخ نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلے آپ علوم دینیہ حاصل کریں۔ بعدہٗ اس علم کے حاصل کرنے کے لئے کمرہمت باندھیں تو مناسب ہے۔ کہ درویش بے علم مثل طعام بے نمک کے ہے۔ تب آپ نے عرض کیا مجھے اپنی زیست کا اعتبار نہیں ہے۔ اُنہوں نے فرمایا۔ اُس کا وقت ابھی بہت دُور ہے۔ اللہ پاک کو آپ سے ایک خاص کام لینا ہے۔ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے۔ اُس کا ظہور ہونا ضروری ہے۔ اگر میں زندہ رہا۔ تو اُس کو وسیلہ قرب الٰہی گردانونگا۔ اس کے بعد آپ نے شیخ کی کبرسنی کی طرف خیال کیا۔ فوراً ہی شیخ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر میں خود تمہارے علوم دینیہ کی تکمیل کرنے کے وقت تک بقید حیات نہ رہا۔ تو ہمارا صاحبزادہ موجود ہے۔ آپ یہ مصرعہ پڑھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔ ع

صبر سے کنیم تا کرم او چہا کند

آپ تحصیل علوم دینیہ سے فارغ ہونے نہ پائے تھے۔ کہ شیخ کے وصال کی خبر ملی بہت کچھ حسرت و افسوس کیا۔ پھر بعد تکمیل تحصیل آپ مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے کئی سال کے بعد شیخ قدس سرہ العزیز کے آستانہ پر حاضر ہوئے ❖

Marfat.com

جناب مخدوم کی حضرت صاحبزادہ شیخ رکن الدین سے خلافت

صاحبزادہ شیخ رکن الدین قدس سرہ العزیز سجادہ نشین کو حضرت شیخ قدس سرہ جناب مخدوم کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرما گئے تھے۔ انہوں نے اس کے بموجب آپ کا کمال اعزاز کیا۔ بہت جلد فوائد اور برکات سے بہرہ یاب کر کے ۹۷۹ھ میں آپ کو طریقہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت عنایت فرمائی۔ فصیح وبلیغ عربی عبارات میں خلافت نامہ عطا کیا۔ اس موقع پر تیمناً اس کے شروع کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے۔ ؎

بُشْرٰی لَقَدْ اَنْجَزَ الْاِقْبَالُ مَا وَعَدَا　　وَکَوْکَبُ الْمَجْدِ فِی الْاُفُقِ الْعُلٰے صَعِدَا

ترجمہ منظوم　بشریٰ ترا کہ دولت و اقبال رو نمود　　انجاز وعدہ کرد و نقابے ز رخ کشود

در آسمانِ رفعتِ شمسے بر آمدہ　　نورے ازاں بتافتہ اندر جہاں نمود

جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری سے خلافت

شاہ صاحب اکثر قصبہ پائل میں سرہند شریف سے جو چار فرسنگ پر ہے مقیم رہتے تھے۔ حضرت مخدوم نے وہیں اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک طریقہ قادریہ طے کیا۔ اور فواید و برکات بالخصوص نسبت فرویت حاصل کی +

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے شاہ صاحب کی نسبت اپنی کتاب مبدء و معاد میں الفاظ صاحب جذبات قویہ و خوارق عظیمہ تحریر فرمائے ہیں۔ آپ بحالتِ جذبہ رات دن جنگل و بیابانوں میں پھرا کرتے تھے۔ جب رات ہو جاتی۔ اکثر صحراء لق و دق میں شہر ظاہر ہو جاتا۔ آپ وہاں چلے جاتے۔ اس شہر کے باشندے آپ کی خدمت کرتے۔ کھلاتے پلاتے آرام سے رکھتے۔ جب صبح ہوتی وہ شہر نظروں سے غائب اور باشندے ناپدید ہو جاتے +

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو جب خاندان قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے۔ تو بعد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے شاہ صاحب جیسا کوئی بزرگ نظر نہیں آتا۔ بتاریخ ۱۹۔ جمادی الثانی ۹۸۱ھ بعمر ۸۰ سال شاہ صاحب نے وصال فرمایا۔ قصبہ کیتھل مضافات سرہند شریف میں دفن ہوئے +

جناب مخدوم کا بعض شیوخ سے استفادہ

آپ نے کابل سے بنگالہ تک سیاحت فرمائی۔ شہر رہتاس میں حضرت شیخ اللہ داد سے اور جونپور میں حضرت سید علی قوام نظامی اور دیگر مشائخ کرام سے استفادہ فرمایا +

جناب مخدوم کی خوارق و کرامات

اکثر آدمی آپ سے فرماتے تھے۔ کہ ہم نے آپ سے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ یا بغداد شریف میں ملاقات کی تھی۔ آپ انکسار کر کے فرماتے۔ بھائی میں تو وہاں کبھی نہیں گیا۔ ایک مرتبہ کا واقع ہے کہ رات کو کوئی شخص اتفاقاً آپ کے حجرہ میں چلا گیا۔ اور آپ کے ہر عضو کو علیحدہ علیحدہ پڑا ہوا پایا۔ باہر نکلا اوروں سے بیان کیا۔ لوگ اندر گئے۔ دیکھا تو آپ کو ذکر و شغل میں مصروف زیب مسند پایا۔ آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کا ذکر کسی سے نہ آنے پائے +

Marfat.com

جناب مخدوم صاحب کی تصانیف۔

علم شریعت و طریقت میں کئی رسالے آپ کے تصنیف ہیں۔ اُن میں سے اسرار شہود اور کنوز الحقائق مشہور ہیں۔ اُن کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ اسرار و حقائق آپ نے ان میں لکھے ہیں۔ سب الہامی ہیں *

جناب مخدوم کے عقائد اور اُن کی تعلیم۔

آپ اصولاً و فروعاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے متبع اور اُنہیں کے عقائد کے مقلد تھے۔ اور اُن کے کلام کے دقائق اور اسرار کے بیان میں آپ ید طولی رکھتے تھے۔ کتاب تصوف میں سے عوارف المعارف اور فصوص الحکم اور مواقع النجوم و دیگر تصانیف شیخ نہایت ہی عمدگی سے آپ پڑھاتے تھے۔ مسئلہ وحدت الوجود کی تفہیم وجودی طریقہ سے کرتے اور فرماتے تھے۔ کہ ہمارا حال و مشرب یہ ہے کہ جو کچھ نظر آرہا ہے۔ واحد حقیقی ہے۔ کہ بعنوان کثرت نمودار ہوا ہے۔ اور اپنے شیخ گنگوہی علیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان فرماتے تھے۔ کہ آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ اس عالم میں رویت و مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ سے خواہ وہ بچشم سر ہو یا بچشم سِر بلا ایقان فائدہ نہیں، آپ سے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے ایقان کے معنی دریافت کئے۔ تو فرمایا۔ کہ "اتحاد" یعنے شاہد و مشہود میں اعتباری اثنینیت بھی باقی نہ رہے۔ قال شیخ عبداللہ بلیانی سہروردی المتوفی ۶۸۶ھ **نظم**

حقیقت جز خدا دیدن روا نیست — کہ بیشک در دو عالم جز خدا نیست

نمے گویم کہ عالم او سِت۔ ہر نہ — کہ ایں نسبت بادکردن روا نیست

نہ او عالم شد و نے عالم او شد — ہمہ را ایں چنیں دیدن خطا نیست

آپ ارشاد فرماتے تھے۔ کہ امور خلاف شرع اور بدعات سے مجھ کو دلی نفرت ہے۔ کسی درویش کو جب خلاف شرع پاتا ہوں۔ اُس کی صحبت ترک کردیتا ہوں۔ جب مجھ پر کسی امر کا انکشاف ہوتا ہے۔ تو قرآن و حدیث دو شاہد عدول کے روبرو اس کو پیش کرتا ہوں۔ اگر اُن سے مطابقت ہو جاتی ہے۔ تو قبول کر لیتا ہوں۔ ورنہ رد کر دیتا ہوں *

جناب مخدوم کے مریدین و تلامذہ

آپ کے ہزاروں مرید اور صدہا شاگرد تھے علم شریعت اور طریقت کی تعلیم جاری تھی۔ قدوۃ المشائخ شیخ میرک لاہوری مصنف شطحیات و سفینۃ الاولیاء وغیرہ اُستاد ظاہر و باطن شاہزادہ داراشکوہ آپ کے مُرید اور تلمیذ تھے۔ بعض اوقات آپ لوگوں سے ایسے ایسے اسرار و معارف عالیہ بیان فرماتے تھے۔ کہ بڑے بڑے علماء فحول اُس کے سمجھنے میں حیران و ششدر رہ جاتے۔ اور بہت ہی خوض و غور کے بعد سمجھتے تھے۔ **نظم**

ارباب لقا زندہ بجانِ دگر اند — بیروں ز دو کون و در جہانے دگر اند

Marfat.com

کس پے بزبانِ حالِ ایشاں بزد　　　　این طائفہ گو یا بزبان دگراند

جناب مخدوم کی وفات

جب آپ کا اخیر وقت ہوا۔ آپ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا۔ ”بات وہی ہے جو شیخ بزرگوار (شیخ عبدالقدوس) نے فرمائی تھی۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز حاضر تھے۔ انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا۔ کہ حضور وہ کیا بات ہے، فرمایا حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ ہستی مطلق ہے۔ لیکن لباس کونیہ محجوبونکی آنکھ پر ڈال کر انہیں دُور و مہجور رکھتا ہے“۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا بس تمہیں یہی وصیت کرتا ہوں۔ اور میں محبت اہلبیت میں سرشار ہوں۔ اور نعمت کے دریا میں مستغرق ہوں ؎

الٰہی بحق بنی فاطمہ　　　　کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ

تاریخ ۱۷ رجب ۱۰۰۷ھ بعمر ۸۰ سال وصال فرمایا۔ مزار شریف سرہند میں بجانب شمال ایک میل پر واقع ہے ؛

جناب مخدوم کی اولاد۔

آپ کی شادی ایک بزرگ زادی سے بمقام سکندرہ جو اب ضلع بلندشہر میں ایک قصبہ ہے ہوئی تھی۔ اُن کے بطن سے سات صاحبزادے تولد ہوئے ؛

(۱)۔ شیخ شاہ محمد۔ انہوں نے حضرت مخدوم سے ظاہری و باطنی تعلیم و خلافت پائی ؛

(۲)۔ شیخ مسعود۔ یہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مُرید ہوئے ؛

(۳)۔ آپ کا نام اور کوئی کیفیت معلوم نہ ہو سکی ؛

(۴)۔ شیخ احمد (امام ربانی) آپکے حالات جوہر دوم میں مفصل مندرج ہیں ؛

(۵)۔ شیخ غلام محمد ⎫
(۶)۔ شیخ مودود ⎭ دونوں صاحبوں کے حالات مکتوبات شریف جلد اول میں مندرج ہیں۔

(۷)۔ آپ کا نام و کیفیت معلوم نہ ہو سکی ؛

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دُوسرا جوہر

حضرت مجدّدؒ کی ولادت اور آپکے علم شریعت اور طریقت کے بیان میں

آپکے ظہور کے متعلق آیات واحادیث سے اشارہ

کوئی نص صریح تو ہماری نظر سے آپ کے ظہور کی نسبت نہیں گذری۔ لیکن بمصداق آیہ شریفہ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہ غور کرنے سے آپکے وجود باوجود کی طرف اشارت ظاہر ہوتی ہے چنانچہ آیت شریف ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ پتہ دے رہی ہے۔ کہ آخر زمان میں بھی تھوڑے بزرگ مقربین بارگاہ الٰہی مثل اولین کے ہونگے۔ اور آپ اور آپکے خلفاء متاخرین اولیاء سے ہیں۔ اور بسبب اتباع سنت سنیہ آپ کا طریق مماثل طریقہ اولین یعنے اصحاب کبار رضی اللہ عنہ کے ہے چنانچہ حضرت شاہ عبد القادر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ مفسرین نے لفظ آخرین سے آپ کی ذات اور آپ کے خلفاء مراد لئے ہیں۔ اور بعض احادیث بھی اس تفسیر کی مؤید موجود ہیں۔ جیسا کہ سنن ترمذی میں مروی ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مَثَلُ اُمَّتِیْ كَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ (ترجمہ) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت مثل بارش کی ہے نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا ؛

جامع الدرر میں ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا اَمْرَ دِيْنِهَا۔ (ترجمہ) ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے شروع میں اس امت سے اللہ تعالے ایک مجدد کو بھیجتا رہیگا۔ جو دین کو نئے سرے سے درست کرتا رہیگا ؛

جمع الجوامع میں امام سیوطی نے نقل کیا ہے۔ کہ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ رَجُلٌ فِیْ اُمَّتِیْ يُقَالُ لَهٗ صِلَةٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ كَذَا وَكَذَا (ترجمہ) ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اُمت میں ایک شخص صلہ ہوگا (یعنے مخلوق کو خالق سے ملانے والا یا شریعت کو طریقت کے ساتھ جمع کرنے والا) جس کی شفاعت سے اتنے اتنے یعنے بیشمار آدمی جنت میں داخل ہونگے۔ دونو معنے کے لحاظ سے آپکی ذات بابرکات صلہ اور مصداق حدیث ہے ؛

دوسری حدیث روضہ قیومیہ میں وارد ہے کہ يُبْعَثُ رَجُلٌ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَ مِائَةِ سَنَةٍ هُوَ نُوْرٌ عَظِيْمٌ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ بَيْنَ السُّلْطَانَيْنِ الْجَابِرَيْنِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ اُلُوْفًا (ترجمہ)

Marfat.com

گیارہویں صدی کے شروع میں دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک شخص بھیجا جائیگا۔ وہ میرا ہم نام اور نور عظیم الشان ہوگا۔ اور ہزاروں آدمیوں کو اپنے ساتھ جنت میں لیجائیگا +

آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں

حضرت غوث پاک کا ارشاد

۵ جناب غوث اعظم نے خبر دی ان کی آمد کی + ظہور ہوجائیگا الکدن مجدد الف ثانی کا چنانچہ روضہ قیومیہ میں دیگر کتب معتبرہ سے منقول ہے۔ کہ ایک روز حضرت غوث پاک اعظم رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے۔ یکا یک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا اس سے تمام عالم منور ہوگیا اور القا ہوا کہ آپ سے پانسو سال کے بعد جبکہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائیگی۔ ایک بزرگ حید امت پیدا ہوگا وہ دنیا سے شرک و الحاد کے نام کو نابود کردیگا۔ دین محمدی کو نئے سر سے تازگی بخشیگا۔ اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہوگی! اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے اس کے بعد آپ نے اپنے خرقہ کو خاص اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کے تفویض کیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالہ کرنا اس وقت سے صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۰۱۲ھ میں حضرت پیران پیر آپ کے پوتے سید شاہ سکندر قادری نے آپ کے حوالہ کیا جس کا مفصل بیان انشاء اللہ آگے آئیگا +

حضرت شیخ احمد جام کا ارشاد

مقامات شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہٗ العزیز میں مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا "میرے بعد سترہ آدمی میرے ہم نام پیدا ہوں گے ان سب کے آخر کے صاحب جو مجھ سے (۴۰۰) سال بعد پیدا ہونگے سب سے افضل ہونگے" +

شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہٗ العزیز نے اپنی کتاب رموز الواثقین میں لکھا ہے۔ کہ "تا آخیر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی میں نے ان سے عرض کیا۔ کہ اکثر مشائخ کبار کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں۔ مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھ سے چار سو سال بعد ایک بزرگ میرا ہمنام پیدا ہوگا اس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہونگے +

حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد

نفحات الانس میں مولانا جامیؒ نے بھی شیخ احمد جامؒ کا مقولہ مذکورہ بالا نقل کیا ہے۔ اور شیخ کی سن وفات ۵۳۶ھ تحریر کی ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانی کا ظہور ۱۰۰۰ھ میں ہوا جو زمانہ شیخ سے پورے چار سو سال بعد ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں +

حضرت داؤد قیصری کا ارشاد

حضرت داؤد قیصریؒ شارح فصوص الحکم مقدمہ قیصری کی دوسری فصل میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور کوکب کا دورہ ہزار سال کا ہوتا ہے چنانچہ اولوالعزم نبیوں کی شریعت کا زمانہ

Marfat.com

بھی ہزار سال کا ہے اُس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا وہ دین کی اصلاح اور درستی کریگا ؂

حضرت خلیل اللہ بدخشی کا الہام

مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا سبحان اللہ سلسلہ خواجگانِ نقشبندیہ میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں۔ ان سے شرف ملاقات نہ ہوسکنے کا مجھ کو افسوس ہوگا انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت آپ کے نام تحریر کیا۔ اور اپنے خلیفہ خواجہ عبد الرحمٰن بدخشی کو دیا۔ جو ۱۰۲۲ھ ہجری المقدس میں آپ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اُس میں آپ سے دعا کے لئے استدعا کی گئی تھی۔ آپ نے ملاحظہ فرما کر اُن کے لئے دعا فرمائی۔ اور کہا کہ شیخ خلیل اللہ کا مقام کبار اولیاء امت میں نظر آتا ہے ؂

دیگر مشائخ کرام کے الہام

حضرت شیخ سلیم چشتی اور شیخ نظام نارنولی اور شیخ عبد اللہ سہروردی اکابر اولیاء ہند متبعات کی خدمات میں لوگ آ آکر اکبر بادشاہ کی بد دینی اور گمراہی کی شکایت کرکے ترقی اسلام کی دعا کے لئے خواستگار ہوا کرتے تھے۔ یہ اولیاء وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ عنقریب ایک امام وقت مجدد اسلام کا ظہور ہوگا۔ وہ سب بد دینی اور ضلالت کو دفع فرمائیگا۔ اور قیامت تک اس کا نور باقی رہیگا ؂

شیخ عبد القدوس گنگوہی کا ارشاد

جناب مخدوم کے بیعت کے وقت شیخ نے فرمایا تھا کہ آپ کی پیشانی میں ایک شان برحق کا نور جلوہ گر ہے اُس سے شرق و غرب روشن ہونگے۔ بدعت و ضلالت دور ہوگی۔ میں اگر اس وقت تک زندہ رہا۔ تو اس کو وسیلہ قرب الٰہی گردانونگا۔

منجمین کی پیشینگوئی

روضۂ قیومیہ میں مفصل مندرج ہے کہ محرم سنہ ۹۷۱ھ میں نواب خان اعظم رکن سلطنت کے دربار میں نجومی جمع ہوئے اور بالاتفاق سب نے یہ کہا کہ تین دن سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے۔ جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی اور نہ نکلا تھا اُس کے بعد نتائج ظاہر ہونگے کہ کوئی مرد خدا اسلام کو دوبارہ تازگی بخشیگا ؂

ارکان سلطنت کی خوابیں

ارکانِ سلطنت اکبری شیخ سلطان اور خان اعظم اور مدار المہام سید صدر جہان نے چند خوابیں اس بارہ میں دیکھیں۔ ان کی تعبیر کے لئے حضرت شیخ جلال کبیر الاولیاء کی خدمت میں عرض کرایا۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ سرہند سے جو نور کا ظہور دیکھا ہے۔ وہ کسی ولی برحق کی ولادت ہے۔ اور بگوتوں کا دور ہونا اور بچھوؤں کا مارا جانا کفر و بدعت کا دُور ہونا ہے ؂

حضرت مخدوم کا کشف

حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہٗ آپ کے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ خوک و بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ ایک نور اُن کے سینہ سے نکلا جس سے جہان روشن ہوگیا۔ اور برق خاطف نے نکلکر سب رندوں کو جلا کر خاک سیاہ کردیا۔

پھر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہیں۔ اس کی چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مؤدب کھڑے ہیں۔ ملحدوں، زندیقوں، ظالموں اور جابروں کو لا لا کر انکے حضور میں پیش کر کے بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ منادی ندا دے رہا ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (ترجمہ) حق آیا اور باطل بالکل پامال ہوا) آپنے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتھلی سے عرض کیا۔ آپنے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا کہ آپکے ایک فرزند گرامی جو افضل اولیاء امت ہوگا۔ پیدا ہوگا۔ اس کے نور سے شرک و بدعت کی تاریکی دور اور دین محمدی کو روشنی اور فروغ حاصل ہوگا۔

اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت

اکبر بادشاہ کے عہد میں جس قدر کفر و الحاد کو فروغ اور شرع اسلام کو ضعف اور انحطاط ہوگیا تھا۔ محتاج بیان نہیں۔ دربار کا ادب سجدہ تھا۔ اور بادشاہی کا مہر سجع جل جلالہ۔ ما اکبر شانہ تھا۔ وزیر ابوالفضل نے ایک کتاب بادشاہ کو لا کر دی اور کہا کہ آسمان سے آپکے واسطے فرشتہ لایا ہے۔ تاکہ آپ اس پر عمل کریں۔ ؎

یہ قدرت ہے کہ بے ابوالفضل مردک
فرشتے نے نہ پائی راہ شہ تک

کتاب اتری تو ایسی لغو مہمل
کہ ہر یک فقرہ بے معنی و معضل

چنانچہ اس کتاب میں ایک آیت یہ بھی تھی یَآ اَیُّھَا الْبَشَرُ لَا تَذْبَحِ الْبَقَرَ فَاِنْ تَذْبَحِ الْبَقَرَ فَمَاْوٰكَ السَّقَرُ (ترجمہ) اے بشر تو گائے کو ذبح مت کر۔ اور جو تو کریگا تو تیرا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔ شخصی طاقتیں بادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں۔ امداد غیبی کا ہر کس و ناکس کو انتظار تھا۔ اور امام وقت مجدد اسلام کے ظہور کے لئے سب چشم براہ تھے۔ **نظم۔**

گھٹا چھائی تھی بدعت کے جہاں نور ہدایت تھا
زمانہ آپ کا مشتاق اسی شمس ولایت تھا

نگاہیں لگ رہی تھیں نور حق کب جلوہ گر ہوگا
کھلے گا یا الٰہی کب وہ دروازہ عنایت کا

آپ کی ولادت باسعادت کا بیان

لکھ لے قلم خوشی سے ولادت جناب کی
قیوم وقت شاہ ولایت مآب کی

غوث زمان و قطب مجدد و امام دہر
سرتاج اولیاء شہ گردوں قباب کی

کیا جوش پر بہار ہے سنبل و نہار کی
یعنی بغل میں ماہ نے لی آفتاب کی

پھولے نہیں سماتے چمن میں گل و سمن
نسرین نے نسترن کی دریدہ نقاب کی

تشریف لائیے شہ کون و مکان شتاب
راہیں بتلائیے ہیں صدق و ثواب کی

منظور ہے کہ ۱۰ محرم ۹۷۱ھ شب جمعہ کو ایک نور عالمتاب آسمان سے ظاہر ہوا۔ اور تمام خلقت نے مشاہدہ کیا۔ اسی تاریخ میں آپنے شکم مادر بزرگوار میں قرار پکڑا۔ عالم میں سرسبزی کے آثار

Marfat.com

نمودار ہوئے۔ ارکانِ دین استوار ہوئے۔ زمین و آسمان میں غلغلہ شادمانی بلند ہوا۔ اور خطۂ ہند اس اعزاز سے ارجمند ہوا۔ **نظم**

شور تھا ہر سو کہ شاہِ خوش خصال آنے کو ہے
گلشنِ پیغمبری کا نونہال آنے کو ہے

ہے مجددِ الفِ ثانی جس کا قطبوں میں خطاب
وہ امامِ حق بصد جاہ و جلال آنے کو ہے

دُور کرنے کو جہاں سے شرک کی تاریکیاں
نورِ محبوبِ خدائے ذوالجلال آنے کو ہے

آن کر وہ نورِ سنت ہر طرف پھیلائے گا
نائب برحق نبیؐ بے مثال آنے کو ہے

اے صبا گر ہو گذر اُس شاہ کے دربار میں
کہیو خدمت میں فقیر پر ملال آنے کو ہے

بعد گذرنے مدت حمل ۹ ماہ ۴ روز اُس آفتاب جاہ و جلال انوار ذوالجلال ماحئ بدعت نے بوقتِ مسعود شب جمعہ کو بتاریخ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ برج حمل سے مطلع شہر سرہند میں طلوع پایا۔ اور اپنے انوار جہاں آرا سے عالم و عالمیان کو منور کیا۔ ہر گل و غنچہ پُر نور تھا اور ہر شگوفہ و بوٹا رشکِ طور تھا۔ **نظم**۔

نائب خیر الوریٰ پیدا ہوئے
نورِ چشم مرتضیٰ پیدا ہوئے

آج وہ پیدا ہوئے حق کے ولی
جن کے تھے مشتاق سب شیخ و صبی

محیِٔ احکام دین پیدا ہوئے
حامئ شرعِ متین پیدا ہوئے

وہ ہوئے پیدا کہ جن کی شان میں
آئتیں ناطق ہوئیں قرآن میں

ہے وہ ذاتِ احمدی اسرارِ حق
جس سے ہیں پُر نور یہ چودہ طبق

صدق صدیقی ہے اُن سے پُر ضیا
عدل فاروقی میں آیا انجلاد

اور عثمانی حیا کا ہے ظہور
مرتضائی علم کا پھیلا ہے نور

مظہر انوارِ پاک مصطفےٰ
ہیں وہ بیشک سایۂ خاص خدا

اُن سے ہر سو ہو گئے روشن نجوم
قال صلی اللہ صحبی کالنجوم

اُن کے آتے ہی ضلالت کا نشان
مِٹ گیا دنیا سے بے ریب و گمان

ابتدائے ولادت کے واقعات آپ کی ولادت باسعادت کے وقت آٹھ واقعے پیش آئے جس کی تفصیل روضہ قیومیہ میں یہ مندرج ہے:۔

(۱) کل اولیاء امت نے جمع ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ کو مبارک بادی دی۔ اور آپ کے مدارج عالیہ بیان کئے ۔

(۲) آپ کے والد ماجد نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو دیکھا کہ تشریف

لاکر آپکے کانوں میں اذان و تکبیر کہی۔ اور آپ کے مدارج بیان فرمائے

(۳) آپ کے والد ماجد نے انبیاء مرسلین اور اولیاء کاملین اور ملائک مقربین کو مع ستر ہزار علم سبز دیکھا اور آپکے فضائل بیان کرتے ہوئے سُنا۔

(۴) شیخ عبدالعزیز خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ العزیز آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ملائک کا ہجوم ہے۔ اور سب آپکے فضائل بیان کرتے ہیں۔

(۵) شیخ ابوالحسن نسبتی قدس سرہ آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود ہے۔ آپنے دیکھا کہ تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں۔ ایک بزرگ نے منبر پر چڑھکر بیان کیا۔ کہ جن قدر کمالات اس وقت تک علیحدہ علیحدہ اولیاء کردئے گئے تھے۔ آپ کو اس کا مجموعہ عطا کیا گیا۔

(۶) آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک مزار و مزامیر سب باجے بیکار رہے۔ بہت سے قوالوں مطربوں ارباب نشاط نے حیرت زدہ ہو کر توبہ کی۔

(۷) صوفیان ارباب سماع و سرود کو آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک کیفیت مسدود رہی کثرت سے آپ کے فضائل اور مقامات عالی منکشف ہوئے۔ اسی بنا پر آپکے ظہور کے بعد اس وقت تک کے باقیماندہ اولیاء نے آپ کی طرف رجوع کیا۔

(۸) آپ کی ولادت کے دن اکبر بادشاہ کا تخت اوندھا ہوگیا۔ ہرچند سیدھا کیا گیا۔ مگر سیدھا نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایک وحشت ناک خواب دیکھی ہیبت زدہ ہو کر معبروں سے بیان کی۔ انہوں نے تعبیر دی۔ کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپکے آئین میں تزلزل واقع ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

آپ کا زمانہ طفولیت بمطابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ مختون پیدا ہوئے۔ آپ عام بچوں کی طرح کبھی گریہ وزاری نہ فرماتے تھے۔ ہر وقت خندہ پیشانی رہتے۔ کبھی آپ برہنہ نہ ہوتے آپ بدن یا کپڑا کبھی نجس نہ ہوتا۔

آپ اور حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری ایک مرتبہ آپ زمانہ رضاعت علیل ہوگئے۔ آپکے والد ماجد حضرت سید شاہ کمال کیتھلی کو آپ کے اوپر دعا دم کرانے کی غرض سے بلا کر لائے۔ انہوں نے ہیکل ملاحظہ فرمایا اور جوش میں ذکر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے یہ عالم باعمل عارف کامل ہے۔ اور بہت سے بزرگ آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن عافیت میں مستفید ہونگے تاقیامت اس کا نور روشن رہیگا ما کثر اولیاء امت اس کی ولادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں۔ باخبر بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے۔ بعدہ شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپکے دہن مبارک میں محبت سے دیدی آپنے بہت زور سے اسکو چوسا۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ ادر طریقہ قادریہ کی تو تمام نعمت

Marfat.com

اس کو پہنچ گئی ٭

آپ کا علم شریعت

آپ کا اپنے والد ماجد سے استفادہ

ابتداءً آپ نے کلام اللہ شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ حافظ ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے والد ماجد سے علم ظاہر کی تحصیل شروع کی۔ ابواب فتح و کشائش آپ پر مفتوح ہو گئے۔ تحقیق کا مادہ پیدا ہو گیا۔ مسائل مشکلہ بآسانی حل فرمانے لگے۔ چند ہی روز میں رسمی علوم کتب مروجہ کے درس سے آپ فارغ ہو گئے۔ دلکش عبارات میں بعض کتب پر حاشیے تحریر فرمائے ٭

آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقہ کبرویہ کی اجازت

بعدہٗ دیگر علماء محول مولانا کمال کشمیری سے سیالکوٹ جا کر عضدی وغیرہ چند کتب مشکلہ کا مطالعہ فرمایا۔ کشمیر میں شیخ یعقوب صرفی سے جو قطب وقت شیخ حسین خوارزمی کے خلیفہ تھے۔ آپ نے کتب احادیث سنا کر سند حدیث اور اجازت طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل فرمائی ٭ قاضی بہلول بدخشانی تلمیذ شیخ المحدثین ابن فہد سے جو بالآخر آپ کے مرید ہوئے۔ خلافت پائی۔ تفسیر واحدی مع دیگر مؤلفات واحدی اور تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاوی اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ مشکوٰۃ المصابیح و ترمذی شریف مع شمائل اور جامع صغیر و قصیدہ بردہ اور حدیث مسلسل بالاولیت کی اجازت حاصل فرمائی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے اور بشارت ہوئی۔ کہ آپ طبقہ محدثین میں داخل کئے گئے۔ اس کے بعد آپ مسند ہدایت پر متمکن ہوئے مختلف ممالک سے صدہا طلباء جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ رات دن درس و تدریس کا مشغلہ تھا۔ حلقہ حدیث و تفسیر گرم رہتا تھا۔ بہت لوگ فارغ التحصیل ہوئے ٭

ایک دو مرتبہ آپ کا دارالخلافہ اکبرآباد بھی جانا ہوا۔ ابوالفضل و فیضی سے ملاقات ہوئی۔ ان و راہِ راست پر لانے کے لئے تلقین فرمائی۔ بعدہٗ واپس وطن مالوف ہوئے ٭

سند مصافحہ

آپ نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے حافظ سلطان ادھمی سے انہوں نے شیخ محمود سے انہوں نے شیخ عبید معمن حبشی سے۔ انہوں نے آں حضرت صلعم سے یہ ان میں سے ایک صاحب جن تھا ہیں ٭

آپ کا علم طریقت

آپ کا اپنے والد ماجد سے خلافت پانا

اولاً آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز کے مرید ہو گئے اور آپ نے ان کی صحبت کیمیا خاصیت کو لازم پکڑا۔ ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوئے اور انہوں نے ۱۵ سلاسل میں آپ کو خلافت عطا فرمائی ٭

دیگر کمالات اور نسبت فردیت

آپ نے حضرت مخدوم ان کے مختصہ علوم تعلیم کتب تصوف عوارف المعارف

اور فصوص الحکم حاصل فرمائی۔ اور نسبت فردیت و توفیق عبادات جو اُن کو اُن کے شیوخ سے پہنچی تھی حاصل فرمائی۔ چنانچہ اس کو آپ نے اپنی کتاب مبدء و معاد میں ذکر فرمایا ہے کہ اس درویش کو دولتِ نسبتِ فردیت اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی۔ جو اور ان کو ایک بزرگ قوی الجذبہ کثیر الکرامات (یعنے شاہ کمال کیتھلی قادری) سے حاصل ہوئے۔ نیز اس درویش کو توفیق عبادات نافلہ کی امداد بھی اپنے والد ماجد سے ہی پہنچی۔ جو اُن کو اُن کے چشتیہ طریق کے شیوخ سے حاصل ہوئی تھی۔

آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا

حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے طریقہ نقشبندیہ کے جو فضائل اپنے بزرگوں سے سنے اور کتب میں دیکھے تھے کہ اس بادیہ کی شاہ راہ اور اس دائرہ کا مرکز طائفہ علیہ نقشبندیہ کے ہاتھ آیا ہے۔ یہ ملک اس طائفہ کے بزرگوں سے خالی ہے۔ اور افسوس ہے کہ ہم کو اس سلسلہ علیہ سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔

افضلیت طریقہ نقشبندیہ

طریقت کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ مرید اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے ورنہ فیض سے محروم رہتا ہے اس سلسلہ کے پیر اعلیٰ سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں جن کی شان یہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق۔ پس آپ کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنے سے شریعت و طریقت دونوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس طریقہ کے تمامی اصول و فروع میں اتباع سنت و اجتناب بدعت بدرجۂ کامل ہے یعنے اصحاب کبار کا سا لباس ہے اُنھیں کی سی معاشرت ویسے ہی اذکار و اشغال۔ وہی محاسبۂ نفس اور سہروم کی حضوری وہی آداب شیخ ویسی ہی کم ریاضتی۔ اور فیضان کثیر اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی بھی تعلیم۔ نہ اس میں چلّہ کشی ہے۔ نہ ذکر بالجہر۔ نہ سماع بالمزامیر۔ نہ قبور پر روشنی نہ غلاف و چادر اندازی۔ نہ ہجوم عورات نہ سجدۂ تعظیمی۔ نہ سر کا جھکانا۔ نہ بوسہ دینا۔ نہ توحید وجودی و دعویٰ انا الحق و ہمہ اوست۔ نہ مریدوں کو پیروں کی قدمبوسی کی اجازت۔ نہ مرید عورتوں کی اُن کے پیروں سے بے پردگی۔

نظم

کیا سلسلوں میں سلسلہ نقشبند ہے — جو نقشبند ہے وہ یقین حق پسند ہے
جس کو حصول سلسلہ نقشبند ہے — واللہ ارجمند ہے وہ ارجمند ہے
طالب کو استواریِ ایمان ہے نصیب — جس کے سبب مرتبہ اس کا دو چند ہے
جو لانگہ شریعت غرّا میں دیکھئے — کس زور کس قیام سے ان کا سمند ہے
ایوانِ معرفت کی ترقی کے واسطے — سب سے سوا سلسلے میں انکے کمند ہے

آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے نیاز مندی

ہمیشہ سے آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق تھا اس لئے آپ ہمیشہ بے چین و بے آرام رہتے تھے۔ کیونکہ

Marfat.com

آپ کے والد ماجد سن رسیدہ ہو گئے تھے۔ بوجہ ان کی خدمت کے آپ انکی مفارقت گوارا نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے والد نے ۱۰۰۷ھ میں وفات پائی ۱۰۰۸ھ میں آپ نے حج کی غرض سے سفر کیا جب آپ دہلی پہنچے مولانا حسن کشمیری سے جو آپ کے دوستوں اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ سے خواجہ صاحب کے کمالات کا اظہار کر کے ملاقات کرنے کے لئے تحریک کی۔ اور بیان کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اس سلسلہ علیہ نقشبندیہ میں فرد و یگانہ ہیں۔ اور ہر چہار طرف دور دراز تک آپ کی نظیر نہیں۔ آپ کی ایک نظر میں وہ فیض طالبوں کو حاصل ہوتا ہے جو اور طریقوں میں بہت سے چلوں اور شاقہ ریاضت سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ و اکابر سلسلہ کے حالات سُنے اور کتابوں میں دیکھے تھے اور اس نسبت کی قابلیت و استعداد آپ بوجہ اتم رکھتے تھے۔ آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت خواجہ صاحب کی یہ عادت نہ تھی۔ کہ کسی سے کوئی اپنی خواہش ظاہر فرماتے۔ البتہ آپ سے حضرت خواجہ صاحب نے خلاف عادت خانقاہ شریف میں چند روز قیام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے ایک ہفتہ قیام کا وعدہ کیا۔ لیکن رفتہ رفتہ ایک ماہ دو ہفتہ کی نوبت پہنچ گئی۔

طریقہ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت اور طلب کا جاری ہونا

ابھی دو روز بھی نہ گذرے تھے کہ آثار حضرت دکشش حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نمودار ہوئی۔ اور آپ پر شوق انابت و اخذ طریقہ خواجگان علیہ الرحمۃ نے غلبہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کے لئے درخواست کی۔ بمجرد عرض کرنے کے بلا استخارہ (خلاف عادت) حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر مرید کیا۔ ذکر قلبی تعلیم فرمایا۔ فوراً آپ کا دل ذاکر ہو گیا۔ اور آرام و حلاوت ذکر قلبی و التذاذ تمام حاصل ہوا۔ یوماً فیوماً ترقیات عالیہ و عروجات متعالیہ ظاہر ہوتے رہے۔

حضرت خواجہ کا خاص واقعات آپ سے ظاہر فرمانا

بعد چند روز کے جب حضرت خواجہ نے آپ کے اندر آثار رشد و ارشاد و استعداد کامل معائنہ کئے جلوت میں آپ سے وہ حالات اور واقعات بیان فرمائے۔ جو آپ پر کئی سال پیشتر گذرے تھے۔

(۱) مرشدی حضرت خواجہ محمد آدم امکنگی قدس سرہ العزیز نے جب احقر سے ارشاد فرمایا۔ کہ ہندوستان جاؤ۔ وہاں تم سے اس سلسلہ شریفہ کا رواج ہوگا۔ میں نے چونکہ اپنے آپ کو اس کے لائق نہ پایا انکار اضع کرنے لگا۔ آپ نے مجھے استخارہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ حسب ارشاد استخارہ کیا۔ تو ایک طوطی کو ایک شاخ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا۔ کہ اگر یہ طوطی میرے ہاتھ پر آ بیٹھے تو مجھے اس سفر میں کشائش حاصل ہوگی۔ بمجرد اس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ بیٹھی اور

Marfat.com

اور میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ حضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے پس تمہارے دامن تربیت سے ایک ایسا شخص نکلیگا۔ کہ عالم اس کے نور سے منور ہوگا۔ اور اس سے تمہیں فائدہ پہنچیگا میں اس واقعہ کو آپ کے حال پر منطبق پاتا ہوں ؂

(۲) جب ہم تمہارے شہر سرہند پہنچے تھے۔ تو خواب میں دیکھا تھا۔ کہ میں ایک قطب کے جوار میں اترا ہوں۔ مجھے اس کا حلیہ بھی بتایا گیا۔ میں صبح کو شہر کے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں نکلا اور جن جن درویشوں کو دیکھا نہ وہ آثار پائے۔ اور نہ کسی میں علامات قطبیت ظاہر ہوئیں۔ میں نے کہا شاید اس شہر کا کوئی اور شخص اس امر کی قابلیت رکھتا ہو۔ جو آئندہ ظاہر ہو۔ جب سے میں نے تم کو دیکھا۔ حلیہ اس کے موافق پایا۔ اور اس کی قابلیت بھی میں نے تمہارے اندر معائنہ کی ؂

(۳) میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا چراغ میں نے روشن کیا۔ اور اس کی روشنی ساعت بساعت بڑھتی گئی۔ اور لوگوں نے اس سے اور بہت سے چراغ روشن کئے۔ جب میں سرہند کے قرب و جوار میں پہنچا تو دشت و بیابان میں بہت سی مشعلیں روشن دیکھیں۔ اس واقعہ کو بھی میں تمہارے حالات سے متعلق سمجھتا ہوں۔ الغرض ان دو تین ماہ کے اندر جو کچھ آپ کو یمن و تربیت خواجہ خواجگان خواجہ بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے حاصل ہوا اس کی تحریر و تقریر زبان و قلم قاصر ہے ؂

آپ کے بعض حالات خود آپ کے قلم سے

آپ نے ایک طالب کی تحریص و ترغیب کے لئے جو اپنا حال بیان کیا ہے (وہ تبرکاً لکھا جاتا ہے) وَالتَّعْلِيلُ يَدُلُّ عَلَى الْكَثِيرِ۔ جب اس درویش کو اس راہ کی ہوس پیدا ہوئی۔ تو عنایت الٰہی اس کی معین و مددگار ہوئی۔ کہ یہ فقیر ولایت پناہ حقیقت آگاہ ہادی طریق اندراج النہایۃ فی البدایۃ والی السبیل الموصل الی درجات الولایۃ مؤید الدین المرضی شیخنا و امامنا محمد الباقی قدس سرہ السامی کی خدمت میں پہنچا۔ جو خلفائے کبار سلسلہ علیہ نقشبندیہ سے ہیں ؂

تعلیم ذکر اسم ذات

اول اس درویش کو آپ نے ذکر اسم ذات کی تعلیم کی اور بطریق عادت رسمیہ توجہ کی یہاں تک کہ فقیر کے قلب میں التذاذ تمام پیدا ہوا۔ اور کمال شوق و اشتیاق سے گریہ زاری کرنے لگا ؂

مدہوشی و فناء

ایک روز کے بعد بحالت بیخودی ایک دریائے محیط اور صور و اشکال عالم اس دریا کے سایہ میں نمودار ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس کیفیت بیخودی نے اور بھی غلبہ کیا۔ کبھی ایک پہر تک رہتی اور کبھی دو پہر اور کبھی تمام شب میں نے اپنے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم کو ایک قسم کی فنا حاصل ہوئی ہے۔ ؎

موج خاکی وہم و فہم و فکر ماست
موج آبی محو سکر است و فناست

مقام ظلال فناء الفناء

اس کے بعد آپ نے ذکر کرنے سے منع کر دیا۔ لیکن موجودہ ذکر کی نگاہداشت کرنے

Marfat.com

ارشاد فرمایا پھر دو روز کے بعد مجھے فنا مصطلح حاصل ہوئی۔ تو میں نے خدمت والا میں کیفیت عرض کی۔ ارشاد فرمایا کہ تمام عالم کو ایک دیکھتے ہو ما ورواء رو متصل پاتے ہو یا نہیں۔ میں نے عرض کی ایک پاتا ہوں فرمایا فنائے فنا میں یہ بات معتبر ہے۔ کہ باوجود اتصال ابدان بے شعوری حاصل ہوئی۔ اس رات مجھ پر بھی کیفیت گذری تھی۔ وہ سب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی اور کہا میں اپنے علم کو نسبت حق سبحانہٗ تعالےٰ اب حضوری میں پاتا ہوں ؛

مرتبہ علمی اس کے بعد ایک نور سیاہ رنگ کا ظاہر ہوا۔ جو تمام اشیاء کو محیط تھا۔ میں نے اس کی کیفیت بھی عرض کی تو ارشاد فرمایا کہ انبساط جو اس نور میں دکھلائی دیتا ہے علم الٰہی ہے۔ کہ بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہٗ ان اشیاء کے ساتھ جو بالا و پستی میں واقع ہیں منبسط ہے۔ لہٰذا اس انبساط کی بھی نفی کرنی چاہئے۔ اس کے بعد اس نور منبسط میں انقباض ظاہر ہوا۔ اور تنگ ہونے لگا۔ حتیٰ کہ صرف ایک نقطہ کے برابر رہ گیا ؛

مقام حیرت و حضور نقشبندیہ فرمایا اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہئے۔ اور حیرت میں آنا چاہئے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہوگیا۔ اور حیرت ظاہر ہوئی۔ کہ اس مقام پر خود بخود شہود حق سبحانہٗ و تعالےٰ ہے۔ میں نے یہ کیفیت عرض خدمت کی۔ تو فرمایا یہی حضور نقشبندیہ ہے۔ اور نسبت نقشبندیہ عبارت اسی حضور و آگاہی سے ہے۔ اور اس حضور کو حضور غیبت بھی کہتے ہیں۔ یہی مقام اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا ہے اس طریق میں طالب کو بمجرد اخذ نسبت یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرے طریقوں میں کسی کو اگر کچھ حاصل ہوتا ہے تو بڑے کسب و ریاضت اور محنت و مجاہدہ سے اس فقیر کو یہ مقام ابتدائے تعلیم ذکر سے اندرون دو ماہ چند روز حاصل ہو گیا ؛

مقام فنا حقیقی و شرح صدر اس کے بعد پھر ایک روز فنا حاصل ہوئی۔ جسے فنا حقیقی کہتے ہیں۔ اور دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی۔ کہ تمام عالم عرش سے فرش تک اس کے پہلو میں رائی کے دانہ کے برابر دکھائی دینے لگا ؛

مقام حق الیقین و جمع الجمع اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو اور ہر فرد عالم کو بلکہ ہر ہر ذرہ کو حق دیکھا ؎

ہر ذرہ کہ دیدیم جمال تو بدیدیم ہر جا کہ رسیدیم سر کوئے تو دیدیم

اس کے بعد ہر ذرہ عالم کو الگ الگ ایسا عین دیکھا اور اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو اس قدر منبسط اور وسیع پایا۔ کہ تمام عالم بلکہ ایسے ایسے کئی عالم اس میں سما جائیں۔ اور میں نے اپنے آپ کو اور ہر ذرہ کو ایک نور منبسط پایا کہ اشکال و صور عالم اس میں مضمحل مثل لاشئے کے پائیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو مقوم جمیع عالم پایا۔ جب میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا۔ توحید میں مرتبہ حق الیقین یہی ہے۔ اور جمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے

Marfat.com

اس کے بعد صور و اشکال عالم کو جیسا کہ اول میں نے حق پایا اس وقت موہوم پایا اور نہایت حیرت پیدا ہوئی اور اس وقت مجھ کو فصوص الحکم کی عبارت جو میں نے حضرت والد ماجد سے سنی تھی یاد آئی اور فی الجملہ تسکین بخش اضطراب ہوئی۔ ھُوَ ھٰذَا اِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ اَیِ الْعَالَمُ حَقٌّ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ خَلْقٌ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ حَقٌّ مِنْ وَجْہٍ وَخَلْقٌ مِنْ وَجْہٍ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ بِالْحَیْرَۃِ بَعْدَ التَّمْیِیْزِ بَیْنَہُمَا (ترجمہ) تو چاہتا ہے کہ تو کہہ کہ عالم حق ہے۔ یا کہہ عالم خلق ہے یا کسی اعتبار سے حق اور کسی اعتبار سے خلق یا امتیاز کر دونوں میں کہ یہ بہترین مرتبہ ہے۔ نظم۔

وحدتِ مطلق میں جان خلق و خدا ایک ہے — دیکھنا توحید ہے بولنا نزک ادب
پر ہے حقیقی دوئی عالم و حق میں ضرور — اس کے سوا احتمال کھول نہ زنہار لب
صوفیہ کا یاد رکھ قاعدۂ کلیہ — خلق نہ ہو جائے حق عبد نہ ہو جائے رب

مرتبہ فرق بعد الجمع

بعدہ میں نے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ ارشاد فرمایا ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہوا۔ تم اپنے کام میں مشغول رہو۔ یہاں تک کہ موجود و موہوم کے درمیان تمیز ظاہر ہو جائے۔ میں نے فصوص الحکم کی وہ عبارت جو مشعر بعدم تمیز ہے پڑھ کر سنائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ نے جو لکھا ہے وہ مرتبہ کمال کا حال نہیں ہے کیونکہ عدم امتیاز ابتدائی مقامات میں سے ہے۔ میں حسب الحکم اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے آپ کی توجہ سے کامل روز میں موجود اور موہوم کے درمیان تمیز ظاہر کر دی یہاں تک کہ میں نے موجود حقیقی کو موہوم خیالی سے ممتاز فرمایا۔ اور صفات و افعال کو بھی موہوم محض پایا۔ اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور کچھ نہ دیکھا۔

ذکر کن مذکور تا گردد عیان — نے کہ آں ذکرے کہ باشد بر زبان

جب یہ حالت میں نے عرض خدمت کی تو ارشاد ہوا۔ کہ مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے اور انتہا یہیں تک ہے۔ اس مقام کو مشائخ طریقت نے مرتبہ تکمیل کہا ہے۔ انتہی کلامہ الشریف۔

نسبت مرادیت و محبوبیت

الحاصل آپ نے دقائق علیہ و اردات مرتبہ و احوال شریفہ بہت ہی تھوڑی مدت میں حاصل فرمائے جو اور سالکوں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

چیزے کہ اجنبا را حاصل نبود کل — آں چیز بے مشقت آسان شدت ملوا

حضرت خواجہ صاحب نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی۔ کہ آپ میں نسبت محبوبیت و مرادیت ہے۔ اور اس نسبت والوں کو بمقابلہ مریدیت و محبیت کی نسبت والوں کے بلا محنت و مشقت بہت جلد سلوک طے ہوتا ہے۔

کلیم مدہوش لن ترانی جیب احور من آرانی
ببیں چہ فرق ست درمیانی میان ہر یک چنانکہ دانی

آپ کے متعلق حضرت خواجہ کے خیالات

چند ہی روز آپ کو حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں گذرنے پائے تھے۔ کہ آپ کی نسبت انہوں نے اپنے ایک دوست کے خط میں یہ الفاظ تحریر فرمائے :-

عبارت مکتوب

شیخ احمد مردی ست از سرہند کثیر العلم قوی العمل روزے چند فقیر با ونشست برخاست کرد و عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمودہ آں ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا از و روشن گردد۔ الحمدللہ تعالیٰ احوال کاملہ او بمراتبہ یقین پیوستہ ایں شیخ مشارٌ الیہ برادران و اقربا دارد ہمہ مردم صالح و از طبقہ علماء چندے را دعاگوئے ملازمت کردہ از جواہر عالیہ و انستہ استعدادہائے عجیب دارند فرزندان آں شیخ کہ اطفال اند اسرار الٰہی اند بالجملہ شجرہ طیبہ اند انبتہ اللہ نباتاً حسناً و فقیرا با اسرار اہائے عجیب دارند " انتہی کلامہ الشریف "

ترجمہ

اہل سرہند سے ایک بزرگ شیخ احمد ہیں بڑے فاضل اور کثیر العمل عالم ہیں۔ فقیر نے چند روز انکی صحبت میں نشست و برخاست کر کے بہت سے عجائب روزگار کا مشاہدہ کیا۔ وہ ایک چراغ ہیں۔ جو ایک عالم کو منور کرینگے۔ الحمدللہ فقیر کے یقین میں کمالات جاگزین ہوگئے ان کے چند بھائی برادر بھی ہیں جو سب کے سب نیک اور بزرگ ہیں۔ کئی عالم ہر وقت ان کی خدمت کیمیا خاصیت میں حاضر رہتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی صحبت میں بڑی بڑی استعدادیں حاصل کی ہیں۔ شیخ کے صاحبزادہ جو ابھی بہت کم سن ہیں اسرار الٰہی ہیں۔ اور شجر طیبہ خدائے تعالیٰ ان کا اچھی طرح سے نشوونما کرے فقرا کے دل خدا سے ملنے کے دروازے ہیں۔ فقط۔

حضرت خواجہ کی جناب میں آپ کی عقیدت

آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس روز میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور تعلیم طریقت شروع کی۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ عنقریب حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے اس راہ کی انتہا تک پہنچا دیگا۔ ہر چند میں اپنے نقص حال اور قصور اعمال پر نظر کر کے لفحوائے کہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

احتیاط کر کے ان خیالات کی نفی کرتا تھا لیکن کسی طرح میرے دل سے یہ خیال نہ جاتا تھا بسا اوقات یہ بیت میری زبان پر جاری رہتی تھی۔ ؎

اریں نور یکہ از تو بر دلم تافت ۔۔۔ یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت

اس کے بعد حضرت استغراق میں گئے۔ اور نہایت عجز و انکسار سے آبدیدہ ہو کر الحمدللہ فرمایا۔ اور خاموش ہو گئے ❊

آپ کو خواجہ صاحب کی جناب میں جو اعلیٰ اعتقادی تھی۔ اس کی کیفیت خود آپ نے اپنی کتاب مبدء و معاد میں اس طرح تحریر فرمائی ہے۔ ہمارے حضرت خواجہ کے ساتھ ہر مرید اپنی لیاقت کے بموجب

Marfat.com

علیحدہ علیحدہ عقیدت رکھتا تھا اور اسی کے بموجب ہر ایک فیضیاب ہوتا تھا۔ چنانچہ میرا عقیدہ یہ تھا۔ کہ بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی صحبت اور تربیت و ارشاد سوائے حضرت خواجہ صاحب کے کسی کو نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ پس ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ کو میرے اعتقاد کے بموجب فیضان حاصل ہوا۔

حضرت خواجہ کی آپ پر عنایت

ایک روز کا آپ ذکر فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اکثر اوقات از خود رفتگی جو علامت فنائیت ہے مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ اور حضرت علیہ الرحمۃ نے میرے برادر طریقت شیخ تاج سنبھلی کو یہ حکم دے رکھا تھا۔ کہ جملہ مریدین سے اُن کے کوائف و حالات دریافت کر کے آپ کی خدمت میں بیان کیا کریں۔ لیکن میرے لئے خاص طور پر یہ حکم تھا کہ بلا کسی کی وساطت کے میں اپنے حالات خود عرض کیا کروں۔ بلکہ بعض وقت خود حضرت یاد کر کے دریافت فرماتے تھے۔ مگر میں بپاس ادب اکثر خاموش رہتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ نے خود فرمایا۔ کہ تم اپنے حالات کے بیان کرنے میں خاموش رہتے ہو۔ بیان کرنے میں کیوں تامل کیا کرتے ہو۔ اور میں یہ خیال کیا کرتا تھا۔ کہ میں کیا ہوں۔ اور میرے حالات ہی کیا ہیں۔ جو گوش گذار کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ بلا کم و کاست جو کچھ واقعات پیش آیا کریں۔ بیان کیا کرو۔ اسی زمانہ میں اتفاقاً مجھے یہ ایک واقعہ پیش آیا کہ شیخ تاج کی طرف میں متوجہ ہوا اور تصرف کیا وہ بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آپ کے اصرار فرمانے پر یہ واقعہ میں نے ظاہر کیا۔ سنتے ہی آپ کا حال متغیر ہو گیا۔ اور حاضرین جلسہ پر بہت دیر تک سکوت طاری رہا۔

آپ کو حضرت خواجہ سے خلافت

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بارگاہ حق سبحانہ تعالیٰ میں آپ جیسے قابل طالب اور لائق مرید کے تربیت پانے اور درجہ کمال تک پہنچنے کا شکریہ ادا کیا۔ اور آپ کے کمالات اور حالات کے محاسن تعریف و توصیف کر کے نیک ساعت میں خلعت خلافت سے آپ کو سرفرازی بخشی۔ اور آپ کے وطن مالوف سرہند شریف کی طرف مرخص فرمایا۔ آپ بموجب ارشاد پیر بزرگوار تربیت طالبین اور ہدایت سالکین میں مشغول ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں صدہا طالبوں کو معارف لدنیہ سے آگاہ کر دیا۔

آپ کا دوسرا سفر دہلی اور حضرت خواجہؒ کی مزید عنایت

پھر آپ کے سینہ فیض گنجینہ میں شوق دیدار جمال باکمال مرشد برحق موج زن ہوا اور بغرض حصول ملازمت آپ سرہند سے دہلی آئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کی خیر مقدم کی خبر فرحت اثر سن کر مع خدام کابلی دروازہ تک استقبال کے لئے تشریف فرما ہوئے اور نہایت ہی اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے نور نظر اعظم الخلفا مروج الطریقہ کو اپنے ہمراہ خانقاہ شریف میں لا کر فروکش کیا۔ یہاں پہنچکر آپ کے کمالات اور حالات کو اس قدر عروج واقع ہوا کہ آپ کے استعداد عالی کے خصائص سے جواہر اور معارف ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ خود اسی طرح سے اخذ

53399

Marfat.com

فرماتے تھے۔ کہ جیسے کوئی شاگرد استاد سے حدیث نقل کرتا ہے +

حضرت خواجہؒ کے بعض خلفاء اور مریدین کے قلوب میں آپ کے جانب سے انکار پیدا ہوا۔ فوراً حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بقوتِ باطنیہ اس کا ادراک فرمالیا ؎

بندگانِ خاص علام الغیوب   در جہان جان جواسیس القلوب

اور حضرت اُس پر غضبناک ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم اپنے ایمان کی بقا اور سلامتی چاہتے ہو۔ تو اُن کی جناب میں باادب اور باعقیدت رہو کہ وہ مثل آفتاب ہیں اور ان کے انوار میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔ یاد رکھو کہ اس امت میں جو چار بزرگ افضل ترین اولیاء ہیں یہ بھی اُنہیں میں سے ہیں۔ بسا اوقات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کو برسر حلقہ بٹھاتے اور خود مع اپنے خلفاء و مریدین کے آپ کے حلقہ میں مستفیدانہ شریک ہوتے۔ اور بعد فراغت الٹے پاؤں واپس ہوتے۔ کہ آپ کی طرف پشت نہ ہو۔ اور اپنے جملہ خدام کو بھی یہی ہدایت فرماتے۔ کہ وہ اسی طرح ہمیشہ آپ کا ادب کیا کریں۔ اور آپ کے رتبہ کو ملحوظ کر کے اپنے باطن کو آپ کی طرف متوجہ رکھیں +

ایک مرتبہ آپ نے حضرت خواجہؒ سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا۔ کہ اس غلامان غلام کو حضرت کے اس طرز عمل سے نہایت ندامت اور شرمندگی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں بموجب امر الٰہی ہے جس کی تعمیل پر ہم غیب سے مجبور ہیں +

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے ایک مرید خواجہ بیگی پر زیادہ عنایت مبذول ہوئی۔ بوفورِ شفقت اُن سے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب امام ربانی صاحب سرہند سے تشریف لائیں تو تم مجھ کو یاد دلانا۔ میں تم پر اُن سے توجہ کراؤں گا۔ ہفتہ عشرہ ہی میں تمہارا کام بنجائیگا۔ جب آپ دہلی تشریف لے گئے۔ تو حسب الارشاد حضرت خواجہؒ آپ نے توجہ فرمائی۔ وہ ایک ہی توجہ میں خواجہ بیگی فائض المرام اور کامل العرفان ہو گئے +

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ آپ حجرے میں آرام کر رہے تھے۔ کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ خادم نے چاہا۔ کہ آپ کو بیدار کر دے۔ حضرت خواجہؒ نے منع فرمایا۔ اور خود حجرہ کے دروازہ کے پاس آپ کی بیداری کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ باوجودیکہ آپ گہری نیند سو رہے تھے۔ فوراً اُٹھ بیٹھے اور چارپائی سے نیچے اُتر آئے۔ مثنوی

حالتِ من خواب را ماند گہے   خواب پندارد مرا ور ا گمرہے

گفت پیغمبر کہ عَیْنَایَ تَنَامُ   لَا یَنَامُ الْقَلْبُ عَنْ رَبِّ الْاَنَامِ

اور مضطرب الحال ہو کر دریافت فرمانے لگے۔ کہ باہر کون صاحب ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ”فقیر محمد باقیؒ ہے۔ آپ فوراً ہی حاضر خدمت مبارک ہو گئے +

Marfat.com

آپ کی سرہند شریف کو واپسی

جس قدر نعمت باطنی اور نسبتہائے عالیہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کو حاصل تھیں ایثار کر کے سب آپ کو عطا فرمائیں اور لوای ارشاد آپ کے سر مبارک پر رکھ کر تمام خلفاء کی ہدایت اور مریدین کی تربیت آپکے حوالہ کی۔ بعدہٗ آپ کے وطن مالوف کی طرف آپ کو رخصت فرمایا۔ مدت تک آپ سالکین راہ خدا طالبین طریق صدق وصفا کی تعلیم و تربیت میں مشغول اور وہ آپ کی صحبت کیمیا خاصیت کے فیوض و برکات سے مستفید رہے آپ اس زمانہ میں اپنے حالات عظیمہ اور مقامات عالیہ کی کوائف اور ترقیات مریدین و طالبین کے حالات سے اطلاع دیکر اپنے پیر بزرگوار سے تصحیح حالات فرماتے تھے۔ پیر بزرگوار آپکے حالات کی قبولیت کی بشارت دیکر اپنے زیر تربیت سالکوں کی کوائف ذکر و شغل سے آپ کو مطلع فرماتے اور اُن کے بعض حالات کی کیفیات کو آپ سے استفسار فرماتے تھے۔ آپ انکی قابلیت اور ترقیات کا وہیں سے ادراک کر کے جوابات صحیحہ تحریر فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ادراک اور کشف صحیح کی تعریف و توصیف تحریر فرماتے تھے۔

آپ اور حضرت خواجہؒ کے آداب

باوجودیکہ آپ ایسے مقامات بلند و مراتب ارجمند سے سرفراز تھے۔ مگر اپنے پیر بزرگوار کی ایسی رعایت ادب کرتے تھے۔ کہ اس سے اور زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔ صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حسام الدین اپنے پیر بھائی حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تعریف و توصیف کرنے کے بعد بیان فرماتے تھے۔ کہ آپ باوجود علوم رتبت و کثرت فضیلت اپنے پیر دستگیر کے آداب کی کمال رعایت کرتے ہیں۔ حضرت کے مُریدوں میں آپ جیسا با ادب نہ کوئی خلیفہ تھا۔ اور نہ کوئی مرید۔ یہی وجہ ہے کہ اور سب سے زیادہ برکات آپ کو نصیب ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کا وہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ میں بموجب ارشاد حضرت خواجہؒ آپ کے بلانے کے لئے گیا۔ جونہی میں نے آپ سے کہا۔ کہ حضرت یاد فرماتے ہیں۔ آپکے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا اور خوف و بیم سے اس قدر مضطرب ہوئے کہ تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا اُس وقت مجھ کو صوفیائے کرام کا وہ مقولہ یاد آیا کہ " نزدیکاں را بیش بود حیرانی "۔

حضرت غوث پاکؓ کے خرقہ کی حوالگی اور شاہ سکندر قادری سے آپکی خلافت

سابق میں مذکور ہوا ہے کہ قطب الوجود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا خرقہ مبارک اپنے جانشین صاحبزادہ حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہٗ العزیز کو آپکے حوالہ کرنے کے لئے تفویض فرمایا تھا۔ اور آپ کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانۃً چلا آتا تھا۔ وہ اسی سال آپ کے حوالہ کیا گیا۔ اُس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت شاہ سکندر قادری قدس سرہٗ العزیز سے ان کے دادا حضرت شاہ کمال کیتھلی نے خواب میں ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ اس خرقہ مبارک کے وارث جن کے لئے حضرت غوث پاکؓ نے وصیت فرمائی تھی یعنی شیخ احمد سرہندی ظاہر ہو گئے ہیں۔ ان کے حوالہ کر دو۔ انہوں نے خرقہ شریف کے تفویض

کرنے میں یہ خیال کر کے تامل کیا کہ گھر کی نعمت گھر میں ہی رہے تو بہتر ہے پھر دوبارہ آپ نے ظاہر ہو کر تاکید فرمائی پھر بھی انہوں نے ٹالا تیسری مرتبہ بحالت غضبانی ظاہر ہو کر متنبہ فرمایا۔ کہ اگر تم اپنی خیریت اور نسبت کی سلامتی چاہتے ہو تو خرقہ مبارک اس کے وارث کے حوالے کر دو۔ ورنہ تمہاری نسبت وکرامت سب سلب کر لی جائیگی۔ شاہ سکندر ہیبت زدہ ہو کر خرقہ شریف لیکر آپ کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ بعد نماز صبح حسب عادت۔ حلقہ ذکر و توجہ میں مشغول مراقبہ فرما رہے تھے۔ آپ جب فارغ ہوئے شاہ صاحب نے خاندان عالیہ قادریہ کی خلافت آپ کو عطا کی۔ اور خرقہ مبارک آپ کے لیے تفویض فرمایا۔ آپ نے زیب تن مبارک کیا۔ نسبت قادریہ نے آپ پر غلبہ در استیلا کیا۔ نسبت نقشبندیہ مغلوب ہو گئی۔ بعدہٗ نسبت قادریہ کو غلبہ ہو گیا۔ ایسا ہی کئی مرتبہ ہوتا رہا۔

ارواح اولیا کی آمد اور آپ کے لئے سابقت

اس اثنا میں روح مبارک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوتے۔ اُن کے بعد روح پرفتوح حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند و حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے۔ دونو حضرات میں باہم اشارات ہوئے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی بواسطہ ہمارے پوتے سید شاہ کمال قادری کے اُن کی زبان چوس کر کامل فیض نسبت حاصل کیا ہے۔ لہذا ان پر ہمارے سلسلہ کی خدمت و اشاعت کا بڑا حق ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے طریق کا اتفاق اسی وجہ سے ان پر زیادہ ہے کہ بتوسط ہمارے خلیفہ خواجہ باقی باللہ کے حضرت خاتم الرسل صلعم کی امانت معہودہ انہوں نے پائی ہے۔ دونو بزرگواروں کے ارواح طیبات میں یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ ارواح مقدسہ اکابر سلسلہ چشتیہ بھی تشریف فرما ہوئیں۔ انہوں نے بھی اپنا دعوےٰ مع دلیل پیش فرمایا۔ کہ آپ کے بزرگوں کی نسبت آبائی واجدادی ہمارے سلسلہ کی ہے۔ اور آپ نے ہمارے ہی آغوش پرورش میں نشوونما پایا ہے۔ اور سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت حاصل کی ہے۔ لہذا ہمارے سلسلہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اس طرح ارواح عالیہ سہروردیہ کبرویہ طریق کے مشائخ عظام کی بھی تشریف فرما ہوئیں۔ انہوں نے بھی اپنا دعوےٰ مع دلیل پیش کیا۔ غرض کہ قاطبتہ جمیع سلاسل کے پیشرو مشائخ کا اجتماع ہو گیا۔ اور امر مابہ النزاع میں ردوبدل شروع ہوا۔ ہر ایک سلسلہ کے بزرگ آنجناب کی نسبت اپنے سلسلہ کے لئے خواہش کر رہے تھے۔ کہ آپ انہیں کے سلسلہ کے شیخ قرار دئے جائیں۔

سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت صلعم کا فیصلہ فرمانا

مولانا ہاشم کشمی اور ملا بدرالدین اپنی اپنی تواریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت اولیاء اُمت کا سرہند میں ایسا ہجوم ہوا تھا کہ شہر اور نواح شہر کے دیہات قصبات کے کوچہ و بازار ارواح اولیاء کرام سے پُر ہو گئے۔ ۱۱ر شعبان ۱۰۱۰ھ کی صبح سے آخر وقت نماز

Marfat.com

ظہر تک یہی معرکہ رہا۔ بالآخر معاملہ حضرت خاتم المرسلین صلعم کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا اور خورشید رسالت نے ہر ایک بزرگ کو تسلی اور دلاسا دیکر فیصلہ فرمایا۔ کہ آپ سب بزرگوار اپنی اپنی کمالات نسبت بتمام وکمال اس بزرگ کے حوالہ کردیں۔ کہ یہ سب سلسلوں میں داخل ہوجائیں۔ اور تم سب کو علی التساوی حصہ ملے۔ مگر چونکہ سلسلہ نقشبندیہ خیر البشر بعد الانبیاء یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اور اس میں اتباع سُنّت سنیہ اور اجتناب بدعت نامرضیہ سب سے زیادہ ملحوظ ہے لہذا یہ سلسلہ خاص خدمت تجدید سے زیادہ تر مناسبت رکھتا ہے۔ پس یہ سلسلہ اور سلسلہ قادریہ سہروردیہ باس خاطر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ ترویج پائینگے۔ اور دوسرے سلاسل کبرویہ چشتیہ بھی ان سے مروج ہونگے۔"

سب طریقوں کی نسبت کا طریقہ مجددیہ میں شمول

پس جمیع مشائخ عظام نے اپنے اپنے کمالات اور نسبتیں آپ میں القا فرمائیں آپنے سب کو اپنے طریق میں امتزاجاً شامل کیا۔ اور اُن کو اپنی نسبت خاصہ سے جو جناب باری تعالےٰ سے بوساطت رسالت پناہی صلعم آپ کو خصوصیت سے عطا ہوئے تھے ممتزج فرمایا۔ پس طریقہ مجددیہ تمام امت کے اولیا کے سلسلوں کو جامع ہے۔ اور اس طریق کے سالکوں کو ہر ایک سلسلہ کے اولیاء کا فیض حاصل ہوتا ہے۔ اور سب سلسلہ کے مشائخ کی عنایت اس کے شامل حال ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرات قیوم اربعہ جملہ سلسلوں میں مرید فرماتے تھے۔ مگر بعد آپکے بلحاظ اتباع شرع شریف سوائے نقشبندیہ و قادریہ طریقوں کے اور طرق میں مرید کرنے کی ممانعت ہوگئی۔ کہ بعض طریق میں سماع بھی درست ہے اور اس طریقہ میں ممنوع ہے

رباب و نغمہ و جملہ مزامیر بشد ممنوع از آیات و تفسیر

تعلیم نسبت قادریہ

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک طالب با ذوق نے ذوق کیفیت طریقہ قادریہ کی خواہش ظاہر کی۔ آپنے اُن کو اپنی صحبت میں رہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ وہ صاحب آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے آپ اُن پر نسبت اکابر قادریہ کا اضافہ کرنے لگے۔ جب اُس کو دو تین روز گذر گئے۔ آپ کے اجل مریدین نے جو خوان نعمت نقشبندیہ کے ریزہ چین تھے اپنے احوال میں بستگی دیکھی۔ چار ناچار اُن میں سے ایک صاحب نے بستگی اور قبض احوال کی آپ سے شکایت کی۔ کہ میں دو تین روز سے اپنی نسبت کو بیگانہ پاتا ہوں۔ نہیں معلوم مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا۔ دوسرے درویش نے بھی آن کر اسی طرح کی شکایت کی آپ نے فرمایا۔ تم سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا۔ اس بستگی کی وجہ یہ ہے۔ کہ تم انوار اکابر نقشبندیہ رضی اللہ عنہم سے اقتباس کرتے ہو۔ میں ان صاحب کو دو تین روز سے نسبت اکابر قادریہ پہنچا رہا ہوں اُس کے القا کا راستہ کھول رہا ہے۔ چونکہ تم اس نسبت سے مناسبت نہیں رکھتے ہو لامحالہ معطل ہو۔ جب ہم اپنی سیر کو اکابر خواجگان نقشبندیہ کی طرف رجوع کرینگے تو بستگی تمہاری دور ہوجائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا آ

Marfat.com

آپ کا تیسرا سفر دہلی اور آپ کے متعلق حضرت خواجہ کے ارشادات تیسری مرتبہ جب آپ سرہند سے دہلی آئے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بطور کشف اور اکثر بار ارشاد فرمایا کہ اب میرے بدن میں آثار ضعف اور ناتوانی بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور اب حیات کی امید کم باقی ہے۔ اپنے صاحبزادگان خواجہ عبید اللہ رح اور خواجہ محمد عبید اللہ کو جو اس وقت شیر خوار تھے۔ آپ کے روبرو پیش کر کے القاء توجہ کے ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے مخدوم زادوں پر توجہات فرمائیں۔ اور اس کا اثر حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ پر بھی ظاہر ہوا۔ بعدہٗ آپ نے حسب الارشاد والد مخدوم زادگان پر غائبانہ توجہ فرمائی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کی شان میں یہ فرمایا کہ۔

(۱) میاں شیخ احمد کی طفیل سے ہم کو معلوم ہوا۔ کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے اور شاہراہ طریقت اور ہی ہے۔

(۲) میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں۔ اور ہم جیسے کتنے ستارے اُن کی روشنی میں گم ہیں۔

(۳) ہماری اور میاں شیخ احمد کی تمثیل خواجہ ابوالحسن خرقانی اور اُن کے مرید عبید اللہ انصاری کی ہے۔ کہ اگر پیر زندہ رہتے۔ تو اپنے مرید کے مرید ہوتے۔

(۴) میاں شیخ احمد کمال مرادوں اور محبوبوں میں سے ہیں۔

(۵) میاں شیخ احمد کی مانند آج زیر فلک کوئی نہیں ہے۔

(۶) بعد صحابہ و تابعین میاں شیخ احمد کے مماثل معدودے چند بزرگ گذرے ہیں۔

(۷) میاں شیخ احمد جامع قطبیت ارشاد و مدار ہیں۔

(۸) الحمد للہ ہماری تین چار سال کی صحبت رائگاں نہیں گئی۔ شیخ احمد جیسے عزیز الوجود شخص نے تربیت پائی۔

(۹) شیخ تاج آپ کے پیر بھائی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے آپ کے موسومہ بعض مکاتیب میں جو الفاظ عزیز متوقف (یعنے سلوک میں رُکا ہوا شخص) تحریر کر کے اُس کا چارہ کار دریافت کیا۔ عزیز اس سے مراد خود ذات بابرکات حضرت پیر و مرشد تھے۔

آپ کے نام حضرت خواجہؒ کے بعض خطوط علاوہ ان اشارات کے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کے نام جو مکتوب تحریر کئے ہیں۔ اُن سے آپ کے مدارج عالیہ کے کمال کا اظہار ہوتا ہے۔ صرف دو مکتوبات مع ترجمہ بطور تبرک اس جا نقل کئے جاتے ہیں۔

ترجمہ	اصل مکتوب
اللہ تعالےٰ (آپ کو کمال کے اعلےٰ مراتب پہنچائے	حق سبحانہ باعلےٰ مرتبہ کمال برساند ﴿
اور بزرگوں کے پیالہ میں زمین کا بھی حصہ ہوتا ہے'	وللارض من کاس الکرام نصیبٌ

Marfat.com

تکلفی نیست زانچہ حقیقت آں نوشتہ مے شود پیر انصار قدس سرہ مے فرمودہ من مرید خرقانیم لیکن اگر خرقانی دریں وقت می بود باوجود پیرش مرید من میکرد۔ ہرگاہ صفت آں بے صفتاں این باشد گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلب گاری نکنند و از ہر کجا بوئے بمشام ایشاں رسد در پے آں نروند۔ اکنون تامل و اہمال ما نہ از استغنائی و بے نیازی است موقوف باشارت است ؎

گر طمع خواہد زمن سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین

بارے نسخہ حال دارد این است خدائے عزوجل برآنچہ می باید مہتدی گرداناد و از عیب و پندار خلاصی بخشاد۔ بقیۃ المقصود جناب سیادت مآب میر صالح نیشاپوری سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند چوں وقت مقتضی این نبود تضیع اوقات ایشاں دادن از مسلمانی نبود۔ در جرم صحبت شما فرستادہ شد انشاء اللہ تعالے بقدر استعداد بہرہ مند میگردند توجہ و التفات کامل یابند والدعاء

جو حقیقت حال ہے لکھی جاتی ہے۔ پیر انصار قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت وہ موجود ہوتے تو باوجود پیری وہ میرے مرید ہوتے۔ جبکہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو تو آثار صفات کے گرفتار کس طرح سے اس جانفزائی کی طلبگاری نہ کریں اور جہاں کہیں سے ان کے دماغ میں خوشبو پہنچے اس کا پیچھا نہ کریں۔ اب دیر و تامل ہمارا بے پروائی اور بے نیازی سے نہیں ہے بلکہ موقوف اشارہ پر ہے۔

گر طمع خواہد زمن سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اب تو موقع بھی ایسا ہے اور ارادہ بھی یہی ہے کہ خدا اس کو مہیا کر دے۔ اور غرور اور خود پرستی سے نجات دے جناب سیادت مآب میر صالح نیشاپوری نے اپنا یہ تمنا مقصود کی طلب کا ظاہر کیا جبکہ وقت اس کا مقتضی نہ تھا۔ انکے اوقات کا ضائع کرنا مسلمانی سے بعید معلوم ہوا۔ لہذا ان کو آپ کی صحبت میں روانہ کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالے بموجب اپنی استعداد کی بہرہ یاب ہونگے اور کامل توجہ اور مہربانی حاصل کرینگے۔ والسلام ◆

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس مکتوب شریف کا نہایت عاجزی اور انکساری سے جواب ادا کیا تھا جو آپ مکتوبات شریف کی جلد اول میں موجود ہے۔ دوسرا خط کئی ماہ کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کے نام ارقام فرمایا تھا۔ وہ بھی مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ◆

اصل مکتوب

الحمد للہ تعالے فقراء و مساکین درماندہ را از برکات برگزیدگان بدرجائی برساناد دیریست کہ عرض نیازمندی بدرگاہ ولایت نکردہ ام۔ آرے این یک کلمہ را قاصدان صادق حامل مے توانند شد

ترجمہ

اللہ تعالے فقراء اور مساکین کو اپنے برگزیدوں کی برکت سے درجہ بانی تک پہنچا دے۔ مدت گزری کہ درگاہ ولایت پناہ میں عرض نیازمندی نہیں کی ہاں اس کلمہ کو سچائی اٹھانے والے قاصد اٹھا سکتے ہیں

Marfat.com

الحمدللہ این قسم خود صورت می بندد دیگر چہ نویسیم	الحمدللہ کہ یہ قسم خود صورت پیدا کرتی ہے۔ اور اس
سخن درویشان بحضرت شما نوشتن نہایت	کے سوا اور کیا لکھوں۔ درویشوں کی باتیں آپ کی
بے شرمی است حکایت اوضاع صوفیہ بسیار	خدمت میں لکھنا نہایت بے شرمی ہے اور ظاہری وضع
بیجا الغرض مارا ضد خودی باید دانست و از فضول	کی باتیں لکھنا بہت ہی بیجا ہیں۔ الغرض ہمیں اپنی ضد جاننی
احتراز باید کرد۔ والدعاء	چاہیئے اور فضول سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور دعا۔

آپ کی سرہند شریف کو واپسی و سفر لاہور

اس کے بعد آپ اپنے وطن مالوف کی طرف رخصت ہوئے اور بموجب ارشاد پیر بزرگوار چند روز وہاں قیام فرما کے عازم شہر لاہور ہوئے۔ آپ کے فیضان علم اور کمالات تامہ کی بڑی شہرت ہوئی علماء حضرت مولانا جمال الدین تلوی اور دیگر فضلاء مثل مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہ آپ کے حلقہ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔ اور اکثر مشائخ وقت نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ مولانا جمال الدین تلوی کو آپ سے بیعت کرنے کے لیے واقعات پیش آئے۔ کہ وہ منکرین مسئلہ وحدۃ الوجود تھے۔ آپ کی خدمت میں مباحثہ کی غرض سے آتے تھے۔ آپ نے خلوت میں لیجا کر ایک آن کی آن میں مقام توحید انکو دکھا دیا۔ اسی وقت اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور آپ کے مرید ہوئے ؎

درد روں یک ذرّہ نور عارفی بہ بود از صد معرف فلسفی

حضرت خواجہ کی خبر وصال اور آپ کی لاہور سے روانگی

آپ لاہور میں مقیم اور سرگرم حلقہ ذکر و شغل تھے۔ کہ خبر وحشت ملی۔ کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا کچھ دنوں کی علالت کے بعد بتاریخ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ ہجری دہلی میں وصال ہوا۔ آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہوئے بے اختیار بحالت اضطرار وہاں سے دہلی کو روانہ ہوئے۔ گو راستہ میں شہر سرہند واقع ہوا اور مکان آیا مگر آپ گھر تک نہ گئے۔ بغیر اپنے اہل عیال سے ملے بشبانہ روز چلکر دہلی پہونچے اور مزار مرشد برحق کی زیارت کی اپنے مخدوم زادوں اور پیر بھائیوں کو صبر دلاسا دلایا۔ سب نے دہلی میں قیام فرمانے کے لئے آپ سے التماس کی۔ آپ نے چندروز قیام فرما کر ان کے شکستہ دلوں کو مراحم عنایت سے تشفی بخشی۔ تربیت و ارشاد سلوک کو بمقابلہ عہد حضرت پیر مرشد قبلہ بہت زیادہ فروغ ہوا۔ بموجب وصیت حضرت خواجہ مریدین و خلفاء حضرت خواجہ آپ کے حلقہ ذکر میں مثل مریدین کے شریک ہو کر استفادہ کرتے اور آداب عقیدت بجا لاتے تھے۔

آپ کے بعض ناتجربہ کار پیر بھائیوں کی ایک حرکت

اس درمیان میں بعض حاسدوں ناتجربہ کار مریدوں نے حضرت خواجہ صاحب کی جناب مجدد علیہ الرحمۃ سے استفادہ فرمانے پر نکتہ چینی شروع کی۔ جو آپ کے خلاف مزاج ہوئی اور بعض خادم کار پیر بھائی آپ سے منحرف ہو گئے۔ ہر چند کہ آپ نے وعظ و پند سے ہدایت فرمائی۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ نے بعض کی نسبت اور کمالات سلب فرمائے پھر بھی کوئی متنبہ نہ ہوا۔ اس کے بعد آپ

راہی وطن شریف ہوئے +

خاطیوں کی توبہ و معذرت شیخ تاج الدین سنبھلی نے جو حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ اور ان منحرف لوگوں کے سرغنہ تھے اپنی نسبت کو سلب پا کر آپ کے خلاف ختم پڑھنے شروع کیئے۔ ان پڑھنے والوں میں ایک شخص نے جو صاحب کشف تھا یہ دیکھا کہ ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک چراغ روشن کیا۔ ناگاہ تند ہوا کا جھونکا آیا۔ بجلی چمکی۔ یک لخت سب چراغ بجھ گئے۔ اور غیب سے ندا آئی کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مخالفین کے حسّاد کے یہ چراغ تھے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عتابی توجہ سے خاموش اور نیست و نابود کر دئے گئے۔ یہ واقعہ پیش آتے ہی سب ناظرین حیران و سرگردان رہ گئے۔ خود شیخ تاج نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محفل ہے۔ اکابر اولیاء اس میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز صدیقین میں ہیں ان میں سے ایک بزرگ نے شیخ سے خطاب فرمایا کہ تمہاری نسبت کی سلب اور بربادی کا باعث حضرت مجدد صاحب کی طرف اشارہ کر کے۔ ان کی مخالفت ہے۔ علاوہ شیخ تاج کے اس قسم کی خوابیں اوروں کو بھی ظاہر ہوئیں۔ الحاصل شیخ تاج نے خلیفہ خواجہ حسام الدین احمد اور مولانا محمد ؒ کو جو حضرت خواجہ کے داماد تھے۔ نہایت تضرع کے ساتھ اپنی غلطی سے آگاہ اور خواب کی کیفیت سے مطلع کر کے استدعا کی۔ کہ سب کی طرف سے آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے معافی کی درخواست کریں +

خاطیوں کی معافی خواجہ حسام الدین احمد۔ نے بھی مراقبہ میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلعم رونق افروز ہیں۔ اور خطبہ فرما رہے ہیں۔ اس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تعریف و توصیف کر کے آپ کی مجددیت اور قیومیت کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ آپ نے اس واقعہ کو بھی اپنے ان منکر پیر بھائیوں سے ذکر کیا۔ سب نے توبہ و استغفار کر کے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی طرف رجوع کیا۔ شیخ تاج نے ایک درخواست اپنی اور دیگر پیر بھائیوں کی خطاء کی معذرت کے متعلق آپ کی خدمت میں تحریر کی۔ اور جب آپ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے عرس کی تقریب میں دہلی تشریف لائے۔ مع کل منکرین ننگے سر اپنی اپنی دستاریں اپنے اپنے گلوں میں ڈالے ہوئے آپ کے استقبال کے لئے دہلی سے کئی میل تک حاضر ہوئے۔ اور اپنے قصور کی صدق دل سے معافی چاہی۔ آپ نے براہ اخوت سلسلہ ترحم فرما کر سب قصورات کو معاف فرما دیا۔ نظم

کیا اولیا میں شان مجدد بلند ہے — قطبوں میں اور غوثوں میں وہ ارجمند ہے
منکر ہے شیخ احمد سرہندی کا وہی — دروازہ جس پہ فیض الٰہی کا بند ہے
جو اعتقاد رکھتے ہیں انکی جناب میں — ہاں ان کا دو جہان میں رتبہ بلند ہے
صدیق سے عروج و مجدد پہ ہے نزول — کیا مستند یہ سلسلہ نقشبند ہے

آپکے شیوخ اور سلاسل آپنے پانچ مرشدوں سے فیض پایا۔ اور خلافت حاصل کی +

(۱) حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری ؒ۔ ان سے آپ نے سوائے تحصیل علم ظاہری طریقہ کبرویہ سہروردیہ

میں خلافت بھی پائی۔ شجرہ حسب ذیل ہے۔

یعقوب چرخی۔ کمال الدین حسین خوارزمی۔ حاجی محمد خبوشانی۔ شاہ بندہ امیر رشید الدین امیر عبداللہ
خواجہ اسحاق جیلانی۔ سید علی ہمدانی۔ شیخ محمود مزدقانی۔ علاؤ الدولہ سمنانی۔ شیخ عبداللہ مغربی۔ شیخ احمد جوزقانی
شیخ علی لالا۔ شیخ مجدد الدین بغدادی۔ شیخ نجم الدین کبریٰ۔

(۲) حضرت حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی۔ ان سے آپ نے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے اپنے شیوخ سے۔ پس سند مصافحہ حسب ذیل ہے:۔

حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی۔ حافظ سلطان ادھمی عمر ۱۱۰ سال۔ شیخ محمود
شیخ سعید حبشی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(نوٹ) ان میں سے ایک صاحب جن ہیں۔

(۳) حضرت مخدوم عبدالاحد آپ کے والد ماجد ان سے پندرہ طریقوں میں آپ نے خلافت پائی۔ شجرات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) سلسلہ فاروقیہ۔ یہ آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس کا شجرہ بعینہٖ آپ کا نسبی شجرہ مذکورہ جوہر اوّل ہے۔

(۲) سلسلہ سری سقطیہ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس میں آپ کی سترھویں پشت کے دادا خواجہ سلیمان بن مسعود نے حضرت سری سقطی خلیفہ حضرت معروف کرخی سے خلافت پائی ہے۔ اور ان کا شجرہ مشہور ہے۔

(۳) سلسلہ سہروردیہ شہابیہ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کے بارھویں پشت کے دادا حضرت شیخ احمد بن یوسف نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے خلافت پائی ہے۔ اور ان کا شجرہ مشہور ہے۔

(۴) سلسلہ سہروردیہ بہائیہ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس میں آپ کے گیارھویں پشت کے دادا حضرت شعیب بن احمد نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سے خلافت پائی ہے۔ اور وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے۔

(۵) سلسلہ سہروردیہ چشتیہ جلالیہ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کے پانچویں پشت کے دادا حضرت امام رفیع الدین بانی قلعہ سرہند نے حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے خلافت پائی ہے۔ اور وہ خاندان سہروردیہ میں حضرت شیخ رکن الدین نبیرہ حضرت زکریا ملتانی کے اور خاندان چشتیہ میں حضرت چراغ دہلوی خلیفہ حضرت محبوب الٰہی کے خلیفہ تھے۔

(۶) سلسلہ قادریہ جدید حسینیہ یعنی شیخ عبدالاحد۔ شیخ رکن الدین۔ شیخ ابراہیم ایرجی قادری

سید شاہ احمد جیلی قادری۔ سید شاہ موسیٰ قادری۔ سید شاہ عبدالقادر۔ سید شاہ محمد محسن۔ سید شاہ ابو نصر۔ سید شاہ ابو صالح۔ سید شاہ عبدالرزاق تاج الدین۔ حضرت غوث پاک سید ابو صالح۔ سید عبداللہ جیلی۔ سید یحییٰ زاہد۔ سید محمد۔ سید داؤد۔ سید موسیٰ الثانی۔ سید عبداللہ۔ سید موسیٰ الجون۔ سید عبداللہ المحض۔ سید حسن مثنیٰ۔ حضرت امام حسینؑ۔ حضرت امام حسنؑ۔ حضرت امام علی مرتضیٰ۔ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ٭

(۷) سلسلہ قلندریہ یعنی بعد نام شیخ رکن الدین۔ شیخ عبدالقدوس۔ شیخ عبدالسلام جونپوری۔ شاہ محمد۔ قطب الدین بنیا دل۔ سید نجم الدین قلندر۔ سید خضر رومی۔ عبدالعزیز مکی صحابی حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ٭

(۸) سلسلہ چشتیہ صابریہ۔ بعد نام شیخ عبدالقدوس کے۔ شیخ محمد۔ شیخ احمد عارف۔ شیخ عبدالحق۔ شیخ جلال الدین پانی پتی۔ شمس الدین ترک۔ مخدوم سید احمد علی صابر۔ بابا فرید گنجشکر۔ خواجہ قطب الدین۔ خواجہ خواجگان سید معین الدین۔ شیخ عثمان ہارونی۔ حاجی شریف زندنی۔ قطب الدین مودود۔ ناصر الدین ابو یوسف۔ ابو محمد۔ ابو احمد ابدال۔ ابو اسحٰق شامی۔ ممشاد علو دینوری۔ امین الدین ہبیرہ بصری۔ سدید الدین حذیفہ مرعشی۔ سلطان ابراہیم۔ فضیل بن عیاض۔ عبدالواحد بن زید۔ شیخ حسن بصری۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ٭

(۹) سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسو درازیہ۔ بعد نام شیخ عبدالقدوس کے شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی۔ شیخ بن حکم اودھی۔ سید صدرالدین۔ سید محمد گیسو دراز۔ خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی۔ شیخ نظام الدین محبوب الٰہی۔ بابا فرید مذکور الخ ٭

(۱۰) سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدریہ۔ بعد نام شیخ درویش محمد۔ شیخ سعداللہ۔ شیخ فتح اللہ۔ شیخ صدرالدین طبیب۔ چراغ دہلوی مذکور الخ

(۱۱) سلسلہ چشتیہ نظامیہ جلالیہ۔ بعد نام شیخ درویش محمد کے سید بڈھن۔ سید اجمل بہرائچی۔ سید جلال الدین مخدوم جہانیان۔ چراغ دہلوی مذکور الخ

(۱۲) سلسلہ قادریہ جلالیہ۔ بعد نام مخدوم جہانیاں کے۔ عبید جیلی۔ ابو القاسم فاضل۔ ابو الکلام محمد فاضل۔ محمد قطب الدین۔ شمس الدین علی الافلح۔ شمس الدین خدا۔ حضرت غوث پاک۔ شیخ ابو سعید۔ شیخ ابو الحسن۔ شیخ ابو الفرح۔ شیخ ابو الفضل عبدالواحد۔ شیخ ابو بکر شبلی۔ شیخ ابو القاسم جنید۔ سری سقطی۔ معروف کرخی۔ امام رضا۔ امام کاظم۔ امام صادق۔ امام محمد باقر۔ امام سجاد۔ امام حسینؑ۔ امام حسنؑ۔ حضرت امام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ۔ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ٭

(۱۳) سلسلہ کبرویہ جلالیہ۔ بعد نام مخدوم جہانیاں کے۔ سید حمید الدین سمرقندی۔ شیخ شمس الدین

شیخ عطا یا خالدی۔ شیخ احمد با باکمال خجندی۔ شیخ نجم الدین کبری مذکور الخ۔

(۱۴) سلسلہ سہروردیہ جلالیہ۔ بعد نام مخدوم جہانیاں کے۔ شیخ رکن الدین۔ شیخ صدرالدین شیخ بہاؤالدین زکریا۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین۔ شیخ ابوالنجیب حضرت غوث پاک شیخ ابوسعید مذکور الخ

(۱۵) سلسلہ مداریہ۔ بعد نام سید اجمل کے۔ شاہ بدیع الدین قطب مدار۔ شیخ طیفور شامی۔ شاہ عین الدین شامی۔ شاہ معین الدین شامی۔ عبداللہ علم بردار۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ؎

(۴) حضرت خواجہ باقی باللہؒ ان سے طریقہ نقشبندیہ میں آپ نے خلافت پائی۔ شجرہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ۔ خواجہ امکنگی۔ خواجہ درویش محمد۔ خواجہ محمد زاہد۔ خواجہ یعقوب چرخی۔ خواجہ علاؤالدین عطار۔ خواجہ بہاءالدین محمد نقشبند۔ خواجہ سید امیر کلال۔ خواجہ باباسماسی۔ خواجہ علی عزیزان رامتنی۔ خواجہ محمود الخیر فغنوی۔ خواجہ عارف ریوگری۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ خواجہ ابویوسف ہمدانی۔ خواجہ ابوعلی فارمدی۔ خواجہ ابوالحسن خرقانی۔ خواجہ بایزید بسطامی۔ حضرت امام جعفر صادق۔ حضرت قاسم بن محمد۔ حضرت سلمان فارسی۔ حضرت صدیق اکبر۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ؎

واضح ہو کہ یہ شجرہ اولیسیہ ہے۔ کہ اس میں حضرت بایزید کے بعد حضرت ابوالحسن کا نام ہے حالانکہ دونوں میں باہم ملاقات جسمانی نہیں ہوسکی۔ دوسرا شجرہ متصلہ یہ ہے اس میں بعد نام شیخ ابوعلی فارمدی کے۔ ابوالقاسم گرگانی۔ ابوعثمان مغربی۔ ابوعلی کاتب۔ ابوعلی رودباری۔ ابوالقاسم قشیری ابوعلی دقاق۔ ابوالقاسم نصیرآبادی۔ ابوبکر شبلی۔ شیخ جنید۔ سری سقطی۔ معروف کرخی۔ ہے۔ الخ

(۵) حضرت سید شاہ سکندرؒ ان سے آپ کے خرقہ خاص حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور طریقہ قادریہ جدیہ میں خلافت پائی۔ شجرہ حسب ذیل ہے ؎

سید شاہ سکندر۔ سید شاہ کمال۔ سید شاہ فضیل۔ سید گدا رحمن ثانی۔ سید شمس الدین عارف۔ سید ابوالفضل۔ سید گدا رحمن اول۔ سید شمس الدین صحرائی۔ سید شاہ عقیل۔ سید شاہ بہاءالدین۔ سید شاہ عبدالوہاب۔ سید شاہ شرف الدین۔ سید شاہ عبدالرزاق۔ حضرت غوث پاک۔ بعدہٗ سلسلہ جدیہ حسینیہ مذکورہ۔ الخ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا جوہر

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال کے بیان میں

آپ کے مخصوص کمالات | جو جو کمالات عالیہ اور مدارج مخصوصہ خدائے پاک نے آپ کو عطا فرمائے، زبان قلم ان کے بیان سے عاجز اور قلم تحریر بہت نارسا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کچھ مختصر خاصے درج ذیل کیے جاتے ہیں:-

(۱) آپ کا خمیر بقیہ طینت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔

(۲) آپ مجدد الف ثانی یعنے دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے ہیں۔

(۳) آپ قیوم اول یعنی آپ کی ذات بابرکات باعث قیام عالم و عالمیان ہے۔

(۴) آپ کو خزینۃ الرحمۃ کے خطاب سے سرفرازی بخشی گئی۔

(۵) آپ کو مرتبہ فردیت عطا ہوا۔

(۶) آپ مجمع قرابت مدار باعث ابقائے عالم جان و قطب ارشاد باعث بقائے ایمان عالم ہیں۔

(۷) آپ کے اولاد امجاد میں قیامت تک قطب مدار و ارشاد ہوا کرینگے۔

(۸) حضرت امام مہدی آخر الزمان آپ کے ہی خلفاء سلسلہ سے ہوں گے۔

(۹) آپ کو مقام محبوبیت ذاتیہ کا خرقہ عطا کیا گیا۔

(۱۰) آپ مقام سابقین و اولین پر پہنچے جو اصحاب یمین سے بھی آگے ہے۔

(۱۱) آپ کو عبادت و طاعت متوجہ عطا ہوئی۔

(۱۲) آپ امام یعنے بندوں کو خدا سے ملانے والے ہیں۔

(۱۳) آپ کو خصوصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصالتاً کرامت عطا ہوئی۔

(۱۴) آپ نے بلا واسطہ اللہ پاک سے کلام فرمایا۔

(۱۵) آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا۔

(۱۶) آپ کو اسرار مقطعات قرآنی عطا کیے گئے۔

(۱۷) آپ کو علم سموات حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے تعلیم فرمایا۔

(۱۸) آپ سے حضرت خضر و الیاس نے ملکر اس پر موت و حیات کی کیفیت ظاہر کی۔

Marfat.com

(۱۹) آپ پر علم الیقین حق الیقین جو اصحاب کبار کو عطا ہوا تھا ظاہر کیا گیا ؛

(نوٹ) دوسرے اولیاء جس کو حق الیقین فرماتے ہیں۔ وہ آپ کی تحقیق کی رو سے علم الیقین ہی کا جزو ہے ؛

(۲۰) آپ پر مقامات تعین حُبی و وجودی ظاہر کئے گئے ؛

(۲۱) آپ کو مثل اصحاب کبار مدارج اتباع آنحضرت صلعم سرفراز ہوئے ؛

(۲۲) آپ کی زیارت کے لئے کعبہ شریف آیا۔ اور آپ کی خانقاہ شریف کے کنوئیں سے آب زمزم بر آمد ہوا۔ بہت لوگوں کو حج کرا دیا۔ اور آب زمزم پلایا ؛

(۲۳) آپ کی خانقاہ شریف کی زمین کو بہشتی زمین کا درجہ عطا ہوا ؛

(نوٹ) زمین مقدس آپ کی مسجد کے شمال کی جانب ہے طول جالیس گز ہے جو روضہ مبارک سے شروع ہو کر قبہ مبارک کے عقب شمال کی طرف ۶ گز چلی گئی ہے۔ اور عرض اس زمین کا ۱۰ گز ہے۔ جو دو دانت سرک کے دیوار سے غرب کی جانب کو بلین تک واقع ہے ؛

(۲۴) آپ کے طریقہ میں تمامی اولیاء کے فیضان ممتزج اور شامل ہیں۔ اس لئے آپ کا طریقہ افضل و اسہل ہے ؛

(۲۵) آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے۔ اور اس میں مقامات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت بھی شامل ہیں ؛

(۲۶) آپ کے سلسلہ کے کل مریدین (جو قیامت تک ہوں گے) آپ کو دکھلائے گئے ؛

(۲۷) آپ پر گزشتہ و آئندہ حالات منکشف ہوئے ؛

آپ کی کرامتیں | اگر کسی پیغمبر یا نبی سے کوئی بات خلاف عادت ظہور میں آ جائے۔ تو اس کو معجزہ کہتے ہیں اولیاء امت سے ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے ورنہ استدراج۔ انبیاء علیہم السلام کو معجزات اس لئے عطا کئے گئے کہ کفار پر ہیبت ہو۔ اور وہ ایمان لاویں۔ اور اولیاء کو اس لئے کرامت سے سرفراز ہوئی کہ فاسق و فاجر توبہ کریں۔ اور راہ راست پر آویں۔ مگر کرامت کے ظہور اور عدم ظہور سے مدارج بزرگی میں کمی و بیشی لازم نہیں آتی ظاہر ہے کہ اصحاب کبار کے مرتبہ کو بڑے سے بڑا کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا۔ اور ان حضرات [illegible] اولیاء اللہ کے خوارق بہت کم ظاہر ہوئے۔ آپ سے بیشمار کرامات ظاہر ہوئیں بعض نے [illegible] اور بعض نے اس سے زیادہ فراہم کی ہیں لیکن میں صرف بیالیس کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ [illegible] المقامات میں مذکور ہے کہ آپ کے ایک خادم نے بیان فرمایا کہ آنجناب نے اس حقیر سے ایک مرتبہ ایسی توجہ ڈالی کہ میں اس کے اثرات کو اگر چوب خشک پر ڈالوں۔ تو یقین ہے کہ وہ ہری ہو جائے۔ اور اگر عالم پر ڈالوں تو نور سے معمور ہو جائیں پر کیا کروں مجبوری ہے کہ زمانہ آخر ہے رشد و فساد کا معدن اور ظہور برکات سے خالی

مرضی الٰہی انوار و اسرار کی عام اشاعت کی اجازت نہیں دیتی۔ ہم اس کے اظہار سے معذور ہیں۔ واضح ہو کہ اسی توجہ کے برکات اس وقت تک سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں میں باقی ہیں۔ جس کے وہ احیاء قلوب مردہ فرماتے ہیں۔

مثنوی

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیاء — مردہ را زیشان حیات است و نما
اندرون اولیاء کن نغمہاست — طالبان را زو حیات بے بہاست
جانہائے مردہ اندر گور تن — بر جہد ز آواز شان اندر کفن

(۱) آپ کے کرامات عالیہ احیاء قلوب فیضان شرح صدر محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام و التحیۃ ہے۔ جو بمقابلہ معجزات باہرہ احیاء اموات وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام سے ظہور میں آئے ہیں اعلیٰ و ارفع ہیں۔

نظم

برتر از احیاء کہ با عیسیٰ برفت — وز ید بیضا کہ با موسیٰ برفت
وز کف آہن کہ با داؤد بود — ہم ازان ناقہ کہ با صالح نمود
بلکہ از ملک سلیمان و زنگین — فیض قلب رحمۃ للعٰلمین
ہست اعلیٰ ارفع و افضل مدام — دائم و باقی الیٰ یوم القیام
صل یا رب علیٰ شمس الہدیٰ — النبی المصطفیٰ بدر الدجیٰ

(۲) آپ کا دین اور اتباع شرع متین احیاء کتاب و سنت استیصال شرک و بدعت ؎

پس کرامت نیست جز افعال رب — زہد و ورع و علم و اخلاق و ادب

(۳) آپ کے مدارج عالیہ و مقامات مختصہ ولایت کبریٰ و کمالات نبوت و رسالت ؎

بود اسرار خدا چوں وحی ناب — صاعد و نازل بقلب آنجناب
علم وہبی لدنی بوالعجب — دائماً نازل ز ساق عرش رب

(۴) آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز موسوی المشرب تھے۔ آپ نے تصرف فرما کے اُن کو محمدی المشرب کرا دیا۔

(۵) آپ نے ایک مرید کو بشارت دی کہ تجھ کو ولایت ابراہیمی عطا ہوئی ہے اُس کو پورا یقین نہ ہوا۔ آپ نے شب کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی تصدیق کرا دی۔ جب وہ صبح کو آیا۔ آپ نے اس کی شب گذشت بیان فرمائی۔ وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

(۶) آپ کو شیخ طاہر لاہوری کی پیشانی پر لگا ہوا لفظ کافر لکھا ہوا ظاہر ہوا۔ کئی روز بعد یہ خبر آئی۔ کہ وہ کافر ہو گیا اور اُس نے زنار پہن لیا۔ آپ نے لوح محفوظ کی طرف نگاہ کی۔ تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا پایا۔ آپ نے دعا کی اُس کی برکت سے وہ سعید ہو گیا۔ توبہ کی اور آپ کے مرید ہوئے اور خلافت پائی۔

Marfat.com

۷۔ آپ کے قادریہ طریقہ کے ایک مرید کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ آپ نے اُن کو قطب تارہ کی طرف دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس میں سے حضرت غوث ظاہر ہوئے۔ اس نے اچھی طرح سے آپ کی زیارت کرلی۔ اور آپ پھر وہیں مخفی ہوگئے۔

۸۔ آپ کے مُرید مولانا یوسف کو جانکندنی کا وقت پیش آیا۔ ان کا سلوک کچھ باقی تھا۔ اب ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فوراً طے کرادیا۔

۹۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں اس مضمون کا خط تحریر کیا۔ کہ دربار پیغمبری میں اصحاب کبار ایک نظر میں کامل ہوجاتے تھے اب محنت سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ اس کا جواب صحبت پر موقوف ہے۔ جب وہ شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ کی پہلی ہی ملاقات میں نعمت باطنی سے مالا مال ہوگیا۔

۱۰۔ چونکہ آپ کے فیض سے بہت سے اہل قبور بھی مستفید ہوکر ولی ہوگئے۔ ایک شخص نے دم اخیر یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ آپ کی خدمت میں لیجاکر پیش کرنا۔ جب جنازہ لایا گیا۔ آپ نے توجہ دی۔ مُردہ کا دل جاری ہوگیا۔ اُسی شب اس کے اقربا نے اس کی کیفیت کو خواب میں دیکھا۔

۱۱۔ مولانا محمد ہاشم کشمی نے غائبانہ آپ کی شہرت سن کر ایک خط ملک دکن سے آپ کی خدمت میں لکھا آپ نے اس کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ اُس سے نور ولایت ظاہر ہوتا ہے چند روز میں مولانا حاضر خدمت ہوکر مرید ہوئے اور خلافت پائی۔

۱۲۔ جہانگیر بادشاہ۔ اور شاہجہان شاہزادہ کی باہم نزاع واقع ہوئی۔ اور نوبت مقابلہ کی پہنچی فقراء وقت نے بالاتفاق شہزادہ کو مبارکباد و فتحیابی کی دی۔ مگر آپ نے فرمایا۔ معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ بالآخر وہی نتیجہ ہوا۔ جو آپ نے فرمایا تھا۔

۱۳۔ عبدالرحیم خانخانان صوبہ دار دکن پر شاہی عتاب ہوا۔ اُس نے آپ سے استمداد چاہی۔ آپ نے اس کو دلجمعی کا خط لکھا۔ تین چار روز میں بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت و خطاب سے اس کو سرفراز کردیا۔

۱۴۔ بادشاہ کا ایک امیر پر سخت عتاب ہوا۔ اور وہ لاہور سے دہلی اس لئے طلب کیا گیا۔ کہ ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر مروا ڈالا جائے۔ اثنائے راہ میں جب وہ سرہند شریف پہنچا۔ آپ سے خواہاں امداد ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ جب وہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

۱۵۔ آپ آخر عمر اجمیر شریف میں مقیم اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے مورد عنایات تھے رمضان شریف میں نمازیوں کو بسبب تنگی مسجد و موسم بارش نماز تراویح میں سخت تکلیف ہونے لگی۔ آپ نے

Marfat.com

دعا فرمائی پس جب تک کلام اللہ ختم نہ ہوگیا۔ بارش نہیں ہوئی۔

۱۶۔ اسی مسجد کی ایک دیوار نہایت خمیدہ تھی۔ لوگ اندیشہ ناک ہوئے۔ آپ نے فرمایا مطمئن رہو۔ ابھی نہیں گرے گی۔ جب آپ اجمیر شریف سے واپس ہوئے، شہر سے باہر ہوتے ہی گر گئی۔

۱۷۔ مولانا محمد امین سالہا سال سے بیمار تھے نہ کوئی دُعا اُن پر اثر کرتی تھی نہ دوا انہوں نے آپ کا نام نامی سن کر آپ کی خدمت میں ایک عرضداشت لکھی۔ اس کے جواب میں آپ نے ایک خط تسلی آمیز لکھ کر اور اپنا پیراہن مبارک ان کے پاس ارسال فرمایا اس نے آپ کا پیراہن مبارک پہنا فوراً ہی تندرست ہوگیا۔ ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ | تیر جستہ باز گردانند ز راہ
اکمہ و ابرص چہ باشد مُردہ نیز | زندہ گردد از فسونِ آن عزیز

۱۸۔ شب برات کو آپ پر ظاہر کر دیا گیا کہ اسی سال آپ کا وصال ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

۱۹۔ آپ نے اپنے وصال سے پہلے اپنی حیات کے ایام باقیہ ظاہر فرمائے تھے۔ جس کے بعد وفات کی تصدیق ہوگئی۔

۲۰۔ آپ نے اپنے وصال سے ایک روز قبل کل حال وفات کے متعلق حتیٰ کہ وقت تک معین کر دیا تھا ویسا ہی ہوا۔

۲۱۔ آپ کا ایک عقیدتمند کسی شہر میں کافروں کے مقابلہ میں مغلوب ہوا اور آپ کو یاد کیا۔ یاد کرتے ہی آپ فوراً پہونچ گئے۔ اس کی مدد کی۔ وہ فوراً غالب ہوگیا۔

۲۲۔ ہزاروں کافر آپ کے دست مبارک پر مشرف با اسلام ہوئے۔

۲۳۔ حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ العزیز کو صرف تین روز میں کامل سلوک طے کرا کے خلافت عطا فرمائی۔

۲۴۔ ایک بنگالی درویش نے آپ سے طریقہ حاصل کیا جب اس پر جذبہ قوبہ وارد ہوا سر برہنہ جنگل کو چلا گیا۔

۲۵۔ ایک سوداگر پر آپ نے توجہ فرمائی پہلے ہی مرتبہ میں وہ مدہوش اور مجذوب ہو کر گھر سے دست بردار ہوگیا۔ دوسری مرتبہ جب آپ نے توجہ دی تو ہوش میں آکر سالک ہوگیا۔

۲۶۔ ایک جذامی آپ کی خدمت میں دعاء صحت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے ایک ہی مرتبہ اس کی طرف توجہ فرمائی۔ فی الفور اچھا ہوگیا۔

۲۷۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کے حلقہ میں جو حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے علیل ہوگئے آپ نے فرمایا۔ کہ "ہم نے اُن پر ذمہ لے لیا" وہ فوراً اچھے ہوگئے۔

۲۸۔ ایک مرتبہ آپ نے موسم گرما میں سفر فرمایا۔ راہ میں ہوا نہایت گرم چلی خادموں نے دعاء بارش کے

Marfat.com

لئے عرض کیا۔ آپ نے دعا کی۔ فوراً ابر محیط ہوگیا۔ اور مینہ برسنے لگا۔

٢٩۔ آپ کے ایک مرید کو جنگل میں شیر نے گھیر لیا۔ اس نے آپ کو یاد کیا۔ فوراً آپ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے نمودار ہوئے۔ شیر کو مار کر بھگا دیا۔ اور غائب ہوگئے۔ ہمراہیوں نے جو یہ دیکھا تو اس سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے۔ اس نے کہا میرے پیر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تھے۔

٣٠۔ آپ کے ایک مرید پر کوئی شخص معترض ہوا۔ غیب سے اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں اس کی طرف سے معذرت کی۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کی توجہ سے وہ اچھا ہوگیا۔

٣١۔ آپ کسی امیر کے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے ایک معتقد کو وہاں جانے کے باعث بدگمانی ہوئی۔ ہاتف غیبی نے نہایت سختی کے ساتھ اس کو متنبہ کیا کہ اولیاء اللہ پر اعتراض کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ استغفار کر۔

٣٢۔ ایک طالب حضرت امیر معاویہ سے بسبب نزاعت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کدورت رکھتا تھا۔ اس نے آپ کے مکتوبات شریف میں لکھا دیکھا کہ امام مالک کے نزدیک اصحاب کبار کے منکر کی ایک ہی سزا ہے۔ خواہ وہ حضرت صدیق اکبر کا انکار کرے یا امیر معاویہ کا۔ اس پر وہ طالب معترض ہوا۔ اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس کو حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے فرمایا۔ خبردار ان مکتوبات پر اعتراض نہ کرنا۔ اور جنگ باہمی کے اسرار کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتے۔

٣٣۔ ایک روز آپ مرتضیٰ خان کی قبر پر گذر رہے تھے۔ تو ان کو محاسبہ میں گرفتار پایا۔ بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ اللہ پاک نے آپ کی دعا سے اس کی مغفرت فرمائی۔ اسی روز اس کے ایک دوست نے اس کو خواب میں دیکھا۔ تو مرتضیٰ خان نے آپ کی شفاعت سے اپنی مغفرت کی کیفیت بیان کی۔

٣٤۔ آپ کے مریدوں یا معتقدوں میں سے اگر کوئی شخص کبھی بیمار ہوتا۔ تو وہ آپ کی توجہ فرمانے سے اچھا ہو جاتا۔ اتفاقاً ایک شخص کو پیٹ میں درد قولنج ہوا۔ آپ نے بوقت سحر اس کے حال پر توجہ فرمائی۔ اسی وقت سے اس کو آرام ہونا شروع ہوا۔ اور صبح تک بالکل اچھا ہوگیا۔

٣٥۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص نے کچھ تحفہ پیش کیا۔ اور کسی مریض کی دعاء صحت کے لئے استدعا کی۔ آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ اور تھوڑی دیر تک مراقبہ کرکے فرمایا۔ ہم اس کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس وقت اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

٣٦۔ ایک بزرگ خواجہ جمال الدین حسین آپ کی خدمت میں استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تیرا دل عورت میں منہمک ہے۔ جب تک تو اس سے پاک نہ ہو جائے گا۔ کچھ حاصل

Marfat.com

نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس کی تصدیق کے توبہ کی۔ فوراً برکات ظاہر ہونے لگیں +

۳۷۔ آپ کے بھائی شیخ محمود ؒ قندھار گئے ہوئے تھے۔ ایک روز بیٹھے بیٹھے آپ نے فرمایا۔ آج میں نے شیخ محمود کو ہر چند تلاش کیا۔ مگر اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ مگر اس کی قبر قندھار پر دکھائی دیتی ہے۔ جب سفر سے قافلہ واپس آیا۔ اس ارشاد کی حرف بحرف تصدیق ہوئی +

۳۸۔ آپ کی خدمت میں ایک درویش نے عرض کیا کہ امسال میرا حج بیت اللہ کا عزم مصمم ہے آپ نے غور فرما کے کہا۔ تو عرفات میں نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد اس نے ہر چند کوشش کی۔ مگر وہ نہ جا سکا۔ اس کے بعد کئی سال تک وہ ارادہ کرتا رہا۔ مگر ناکام رہا +

۳۹۔ حضرت خواجہ حسام الدین نے آپ کو خط لکھا کہ میرا حج کو جانے کا عزم ہے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ ہم کو آپ کا جانا معلوم نہیں ہوتا۔ انہوں نے کل انتظام کر لیا مگر جانا نہ ہو سکا۔

۴۰۔ ایک درویش نے آپ سے خدا کی راہ دریافت کی۔ آپ نے ایک روٹی کا ٹکڑا اس کو کھلا دیا۔ فوراً فیض باطنی کا دروازہ اس پر کھل گیا +

۴۱۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں لڑکا تولد ہونے کے لئے استدعا کی۔ آپ نے غور کر کے فرمایا۔ تیری عورت بانجھ ہے۔ اگر تو دوسری شادی کرے گا۔ تو لڑکا پیدا ہو گا۔ جب اس نے دوسری شادی کی لڑکا تولد ہوا +

۴۲۔ جب آپ کا انتقال ہوا۔ تو آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ محمد صادق کے مقبرہ میں دوسری قبر کی گنجائش نہ تھی۔ آپ کے واسطے نماز زادہ کی قبر بسمت مشرق سوا گز ہٹ گئی۔ اور وہیں مدفون ہوئے +

آپ کے استغراقی حالات چند ہی عرصہ میں آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہو گیا۔ مور و ملخ کی طرح خلقت کا ہجوم ہوا۔ ہر ملک میں آپ کے خلفاء پہنچ گئے۔ رات دن بازار ہدایت گرم ہوا۔ فرمانروایان ایران توران بدخشان نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ بادشاہ ہند کے لشکر میں بھی شیخ بدیع الدین آپ کے نامور خلیفہ مشغول حلقہ توجہ تھے۔ ہزارہا آدمی اُن کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اکثر ارکان دولت نے بیعت کی شرک و بدعت سے نفرت بڑھی۔ شدہ شدہ یہ خبر آصف خاں وزیر اعظم کو جو شیعی المذہب تھا پہونچی۔ اور وہ پہلے سے حضرت کے حالات سنے ہوئے تھا۔ کہ آپ کو مذاہب باطلہ کی تردید سے خاص دلچسپی ہے۔ ایک رسالہ ردّ روافض بھی تحریر فرمایا ہے اس کو شیخ بدیع الدین کا لشکر میں قیام اور کسب کے طریقہ کی اشاعت بہت ناگوار ہوئی۔ اور شب و روز موقع کی جستجو میں تھا کہ ایک روز بادشاہ کو تنہا پا کر عرض کیا کہ حضور سرہند کے ایک مشائخ زادہ نے جو علوم غریبہ میں ماہر ہے۔ اور اُس نے مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے دعوئے مجددیت کا کیا ہے صدہا آدمی اُس نے

Marfat.com

خلیفہ کر کے ملک در ملک بھیج دئے ہیں۔ ہزارہا بلکہ لکھوکھا آدمی اسکے خلفاء کے مرید ہو گئے ہیں۔ کئی بادشاہ ممالک غیر حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ ہمارے لشکر میں بھی اس کا ایک خلیفہ مقیم ہے۔ اکثر امراء سلطانی۔ خانخاناں۔ سید صدر جہاں۔ خانجہاں۔ خان اعظم۔ مہابت خاں۔ زبردست خاں اسلام خاں۔ سکندر خاں۔ دریا خاں۔ مرتضیٰ خاں وغیرہ اُس کے مرید حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس نے ایک لاکھ سوار مسلح اور بے شمار پیادہ تیار کئے ہیں۔ خوف ہے کہ غفلت میں کوئی اور شکل ظہور پذیر نہ ہو جائے جس قدر اسکے معتقدین ہیں۔ اول ان کا دور دراز فاصلہ پر تبادلہ کر دیا جائے۔ تو ہر ایک انتظام آئندہ ہو سکے گا۔ بادشاہ کو وزیر کی رائے پسند آئی۔ اور دوسرے ہی روز علی الصباح دربار خاص منعقد کر کے خانخاناں کو ملک دکن کی صوبہ داری پر اور سید صدر جہاں کو ملک بنگال کی صوبہ داری پر اور خانخاناں کو ملک مالوہ کی صوبہ داری پر مہابت خاں کو کابل کی صوبہ داری پر اور اسی طرح سے چار سو حکام کو جو آپ کے معتقد خاص تھے۔ دور دراز ملکوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ جب انکے مقامات متبادلہ پر پہنچنے کی اطلاع وصول ہو گئی تو بادشاہ نے ایک فرمان حضرت کے نام جس میں آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے آپ کو مع جملہ مریدین و معتقدین دعوت دی گئی تھی ذریعہ حاکم سرہند روانہ کیا۔ اور حاکم موصوف کو تاکید کی۔ کہ خود حاضر ہو کر پیش کرے ٭

وہاں وہ انتظام ہو رہا تھا۔ اور یہاں روزانہ حضرت اقدس تمام واقعات بادشاہی اپنے خدام کے روبرو بیان فرماتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا اُوْذِیَ یعنے کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کو راہ خدا میں تکلیف نہ ہوئی ہو۔ وَمَا مِنْ وَلِیٍّ اِلَّا وَابْتُلِیَ یعنے کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کو بلاؤں میں نہ رکھا گیا ہو۔ وَالْبَلَاءُ بِقَدْرِ الْوِلَاءِ یعنے بلا بقدر محبت آتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ہمارے حالات اور اعمال کو اولیاء اللہ کے حالات اور اعمال سے کچھ بھی نسبت نہیں مگر کسی نبی کو خواہ وہ یوسف ہوں یا ایوب یا کوئی اور ہوں۔ بغیر جلال کی رنجوری کو حق پورا نہیں ہو سکتا۔ اور اب رضاء الٰہی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہم کو ایسی سیر کرائی جائے۔ کہ حاکم سرہند حکم شاہی لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے [illegible] حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کو کوہستان کی طرف رخصت کیا۔ اور اہل و عیال کو دلاسا دیکر مع حاضر الوقت مریدین لشکر سلطانی کی طرف راہی ہوئے ٭

جب لشکر میں پہنچے باعزاز و احترام کے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا۔ اور آپ اُن خیموں میں جو پہلے سے آپکے لئے استادہ تھے مقیم ہوئے ٭

جب آپ کو بادشاہ کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو آئین دربار کے بموجب نہ آپ نے

Marfat.com

سلام کیا اور نہ سجدہ۔ تو بادشاہ کے ندیموں نے آپ کو اشارہ سے سمجھایا۔ آپ نے بآواز بلند فرمایا کہ اس وقت تک یہ پیشانی غیر اللہ کے لئے نہیں جھکی اور نہ آئندہ اُمید ہے۔ سرمایی

دین است و دین پناہ ست حسین | شاہ ست حسین و بادشاہ ست حسین
سر داد و نداد دست در دست یزید | واللہ کہ بنائے لاالہ است حسین

بادشاہ پر اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا۔ اور خوف زدہ ہو کر وزیر سے مشورہ کیا۔ کہ واقعی بڑا بے باک شخص ہے اس کو دربار سے اس طرح جانے نہ دیا جائے ورنہ خوف فساد و فتنہ ہے۔ وزیر نے رائے دی۔ کہ ان کو اگر بالفعل قلعہ گوالیار میں نظر بند رکھا جائے تو مناسب ہے۔ آپ کو مع ہمراہین قلعہ میں بھیج دیا گیا۔

آپ نے وہاں پہنچتے ہی ایک ایک خط اپنے کل خلفاء کے نام بدیں مضمون ارسال فرمایا کہ میری یہ کیفیت ہے۔ اور یہ سب میری رضامندی سے ہے۔ خبردار آپ لوگ کسی قسم کی جنبش اور حرکت نہ کرنا۔

ہر چند کہ آپ کے مریدین ہزارہا آدمی ایک ہفتہ میں آمادہ مقابلہ ہو گئے تھے اور مہابت خاں معہ افواج ماتحت کابل سے روانہ ہو کر کئی منزل تک آ گیا تھا۔ مگر یہ نامہ نامی اور صحیفہ گرامی پہنچتے ہی باز رہا۔

ایک روز آپ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا۔ کہ اب ہمارے کبر جلال الٰہی پوری ہو گئی۔ اور بہت جلد یہاں سے روانگی ہو گی۔ قلعہ کے تمام عمال آپ کے گرویدہ اور معتقد حلقہ بگوش ہو گئے تھے۔ سب کو یہ حال معلوم کر کے آپ کی مفارقت کا اثر ہوا۔ یہاں یہ کیفیت تھی۔ اور وہاں بادشاہ کو ایک روز کسی نے عالم بیداری میں تخت سے زمین پر پھینک دیا۔ وہ ہیبت زدہ ہو کر بیمار ہو گیا تھا ہر چند معالجے ہونے تھے کوئی فائدہ نہ تھا۔ ایک روز خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ تو نے مجدد و امام وقت کی بے عزتی کی ہے۔ تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہے بغیر اُس کی دعا کے رفع نہ ہو گا۔ اگر تم کو اپنی اور بادشاہت کی سلامتی بھی منظور ہے اُن کی طرف رجوع کرو۔ بادشاہ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی آپ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔ اور آپ کی وجہ سے کل ہندوستان کے قیدیوں کو رہا کیا۔ اور ایک عرضداشت اپنے ندیموں کے ہاتھ سے حضرت کی خدمت میں متضمن استدعا بہ معافی خطا روانہ کر کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہونے کی استدعا کی۔ نظم

جب ہوا دبدبہ شان مجدد کا ظہور | تہلکہ مچ گیا ایوان جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہنشہ خطا سے اپنے | مدتوں غرق رہا ورطہ دلگیری میں

آپ نے اس کے جواب میں کچھ شرائط پیش کئے۔ بادشاہ نے سب منظور کر لئے۔ آپ وہاں سے واپسی

Marfat.com

میں تین روز سرہند شریف ٹھیرے۔ ہزاروں مخلوق آرزوئے قدمبوسی میں چلی آ رہی تھی۔ سب آپ کے جمال باکمال سے مشرف ہوئے پھر آپ عازم لشکر بادشاہی ہوئے۔ بادشاہ قریش تھا۔ ولی عہد شاہجہاں اور وزیر اعظم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ محل شاہی میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دعاء شروع فرمائی۔ اور بادشاہ کو حکم دیا۔ کہ اپنی خطا کو یاد کرکے روتا رہے۔ بہت جلد بادشاہ کو صحت ہوگئی۔ آپ کے قدموں پر گر گیا۔ سلسلہ طریقت میں داخل ہوا۔ اور احکام شرعی جاری کئے :۔

(۱)۔ سجدہ دربار بالکل موقوف کر دیا گیا ۔

(۲)۔ گاؤ کشی میں آزادی دی گئی۔ گوشت برسر بازار بکنا شروع ہوا۔

(۳)۔ بادشاہ اور ارکان دولت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازہ پر اپنے ہاتھ سے ذبح کی۔ اور کباب تیار ہوئے۔ سب نے کھائے ۔

(۴)۔ جہاں جہاں ملک میں مسجدیں شہید کی گئی تھیں دوبارہ تعمیر کی گئیں ۔

(۵)۔ دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی۔ پنج وقتہ بادشاہ مع امراء اس میں آپ کے پیچھے بجماعت نماز پڑھتے تھے ۔

(۶)۔ شہر بشہر محتسب شرعی مفتی و قاضی مقرر ہوئے ۔

(۷)۔ کفار پر جزیہ مقرر ہوا ۔

(۸)۔ جس قدر قانون خلاف شرع شریف جاری تھے۔ سب یک قلم منسوخ کئے گئے ۔

(۹)۔ جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت مسدود کئے گئے ۔

اسلام کو نئے سرے سے رونق اور دین میں تازگی آئی۔ مسلمانوں کے دل باغ باغ اور کفار کے سینے داغ داغ ہوئے۔ **نظم**

ہر طرف ہے سنت نبوی کی دھوم — ہیں مروج چار سو دینی علوم
از فروغ علم تفسیر و حدیث — ہو گیا محبوس شیطان خبیث
ہے بہار سنت نبوی کو جوش — ہے جہاں میں نغمۂ دیں کا خروش
جھومتی ہیں ڈالیاں کس شوق میں — مست گل ہیں اور غنچے ذوق میں
پُر فضا ہے نکہت باغ نبی ؐ — پتی پتی سے عیاں ہے تازگی
ہے زباں پر بلبلوں کی مرحبا — اور گلوں کا قہقہہ صل علیٰ

اس کے بعد وزیر نے اور طرح سے بددینی کے فتنے رواج دینے کے لئے بہت سی تدابیر کیں۔ کبھی علامہ سید نور اللہ شستری مجتہد شیعی کو ایران سے بلا بھیجا۔ کہ بادشاہ کو گمراہ کرے۔ جب وہ اس میں بھی ناکام رہا۔ اور بالآخر بادشاہ نے بارشاد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مجتہد کو قتل کرا دیا۔ تو کچھ خرمہ

Marfat.com

کے بعد پادریوں کو بلا بھیجا۔ جب وہ بھی حضرت کی کرامتوں کی برکت سے مقابلہ سے عاجز رہے۔ اور قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد عام طور پر دین اسلام کا رواج ہوا۔ اسی طرح سے عالمگیر بادشاہ کے عہد تک جو آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا مرید تھا۔ برابر دین اسلام کو رونق اور تازگی رہی۔ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک آپ کے خلفاء اور مریدین سے احیاء دین و ترویج شرع متین ہوتی رہیگی ؎

یا الٰہی تا قیامت یہ چمن پھولتا پھلتا رہے بہرِ حسن

آپ کا حلیہ شریف آپ کا قد موزون اور کامل تھا۔ آپ نازک اندام اور آپ کا رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی تھا۔ آپ کے ناصیہ اور رخسار مبارک سے ایسا نور ہویدا تھا۔ کہ آنکھ کام نہ کرسکتی تھی۔ آپ کے بدن مبارک پر کبھی میل نہ جمتا تھا۔ آپ کے پسینہ میں گرمی ہو یا برسات کسی موسم میں بُو نہ آتی تھی۔ آپ کی پیشانی کشادہ تھی۔ اُس پر سجدہ کا نشان۔ اور پیشانی سے بینی تک ایک سرخ خط کشیدہ تھا جو ہمیشہ چمکتا رہتا تھا۔ آپ کے ابرو سیاہ باریک کشادہ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل سفیدی و سیاہی نہایت گہری۔ آپ کی بینی بلند لب سرخ۔ دہن متوسط۔ دندان متصل اور درخشاں تھے۔ آپ کی ریش مبارک بانبوہ بشکوہ مربع۔ اور رخسار باریک پر بال متجاوز نہ تھے۔ آپ کے موئے مبارک پر سفیدی غالب تھی۔ ہاتھ کھلے۔ انگلیاں باریک۔ پاؤں نہایت لطیف۔ پاشنے بہت صاف سینہ تبض گنجینہ پر بالوں کا صرف ایک باریک خط تھا۔ آپ کی کمر بہت پتلی اور نازک تھی +

آپ کے اخلاق عادات اور وضع آپ کا خلق سراپا محمدی تھا۔ صبر و شکر حلم و تواضع۔ زہد و ورع و قناعت، و تسلیم و رضا و توکل آپ کے عادات میں داخل تھے۔ جنازہ کے ساتھ مشایعت کرتے۔ بخشایش موتی کے لئے اپنی ہمت صرف فرماتے۔ اور مریضوں کی عیادت فرماتے مسنون دعائیں ان پر دم کرتے دفع مرض کے لئے توجہ مبذول فرماتے۔ صدہا ہزارہا آدمی شفا پاتے۔ ایام مسنون پنجشنبہ اور شنبہ کو سفر فرمانے کے وقت ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ دوسرے دنوں کو سفر کے لئے نحس نہ جانتے تھے۔ خلاف شرع جلسوں اور عام دعوتوں میں شرکت نہ فرماتے۔ خاص دعوتوں میں شریک ہوتے۔ اگر کسی موقع پر ذرا بھی آداب شرع آپ سے ترک ہوجاتے۔ آپ بہت استغفار پڑھتے نعمتوں پر صبر اور تکالیف پر شکر کرتے تھے۔ جیسا کہ اخص خواص کو کرنا چاہیئے۔ ہر امر میں آداب سُنّت ملحوظ اور اجتناب بدعت مدِنظر رکھتے تھے۔ لباس بھی آپ کا بہ حسب شرع شریف تھا۔ سر پر عمامہ اُس کے دونوں سرے شانوں پر چھوٹے ہوئے۔ ایک میں مسواک آویزاں کُرتے کے آستین چاک یعنی سلی ہوئی نہ ہوتی تھیں۔ پاجامہ ٹخنوں سے اونچا کبھی نصف ساق تک۔ جوتا معمولی۔ ہاتھ میں عصا۔ کاندھے پر جانماز۔ جمعہ اور عیدین میں لباس فاخرہ مسنون زیب تن فرماتے تھے +

آپ کے عقائد آپ متکلمین میں سے علماءِ ماتریدین کے عقائد کی تقلید کرتے اور فرماتے تھے۔ کہ کشفِ صحیح سے اسکی حقانیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں بمقابلہ عقائد اشعریہ فلسفہ کا دخل نہیں ہے۔ اور یہ طریقہ انوارِ نبوت سے مقتبس ہے۔ اور بعض شیوخ کو جو اسکے خلاف مکاشفات ہوئے ہیں بے اصل و بے بنیاد ہیں۔ آپ تعلیمِ دین کو بمقابلہ تلقین سلوک مقدم رکھتے تھے۔ اور نبوت کو ولایت سے افضل فرماتے اور خاص خاص انسانوں کو خاص خاص ملائک پر فضیلت دیتے اور اصحاب کبار کو تمامی اولیاء سے بہتر جانتے اولیاءِ عشرت کو اولیاء کو اولیاءِ عزلت سے اعلےٰ اور مذہب حنفی کو دیگر مذاہب پر ترجیح اور طریقۂ نقشبندیہ کو اور طرق پر فوقیت دیتے اور فرماتے تھے۔ کہ یہ طریقہ بسبب اتباع شرع شریف بعینہ طریقۂ اصحاب کبار ہے۔ اسکی نسبت دیگر نسبتوں سے بلند اور ارفع ہے اور مشائخ متاخرین حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند اور خواجہ محمد پارسا اور خواجہ علاؤالدین عطار و خواجہ عبیداللہ احرار علیہم الرضوان نے جو بعض امور کو روا رکھا ہے۔ اور وہ بظاہر خلافِ شرع معلوم ہوتے ہیں۔ فرماتے تھے۔ کہ وہ امور لازم الاتباع نہیں ہیں ؂

آپ اکثر اوقات حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے محامد بیان فرماتے۔ مگر اُن کے بعض مکاشفات خلاف شرع کی تردید کرتے تھے۔ کلمات توحید وجودی کا اظہار بلا غلوِ حال ناپسند اور ایسے قال کی تقلید کو ناجائز فرماتے تھے۔ حافظ ؎

رموزِ سرِّ انا الحق چہ داند آں عاقل — کہ منجذب نہ شد از جذبہائے رحمانی

معارف توحید شہودی کو توحید وجودی پر اور صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ ذکر جہر کو خلاف ادب جانتے اور چلہ کشی کو بے ضرورت اور خلاف سنت سجدۂ قبور کو اور سماع اور رقص اور صندل و چراغاں عرس کو ناجائز فرماتے اور سختی سے منع کرتے تھے۔ نفس میلاد شریف کو جائز اور طریقۂ مروجہ کو ناجائز فرماتے تھے۔ مگر زیارت قبور کو مستحسن اور اولیائے اللہ سے مدد چاہنے کو درست اور ایصال ثواب عبادات مالی اور بدنی کو جائز اور عام امر مسنون کو خواہ کوئی بہ تعیین ادا کرے داخل سنت قرار دیتے تھے اور طواف و بوسہ دہی قبور کو مکروہ جانتے تھے۔ مزارات والدین بزرگوار پر شروع شروع آپ ہاتھ پھیر کر چہرۂ انور سے ملتے تھے۔ بالآخر اس کو بھی ترک فرما دیا تھا۔ حتیٰ الامکان مذاہب فقہا میں جمع کر کے متفق علیہ مسئلہ پر آپ عمل فرماتے تھے۔ چنانچہ اس غرض سے آپ خود امامت کرتے تھے۔ کہ سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھ سکیں۔ اور قرأۃ خلف الامام بھی نہ ہو۔ اور چونکہ امام اعظم کے نزدیک قبرستان میں قرآن شریف پڑھنا مکروہ اور اُن کے شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک روا ہے۔ گاہے آپ پڑھتے تھے اور گاہے ترک فرما کر ادعیہ مسنونہ پر اکتفا کرتے تھے ؂

آپ کے شبانہ روز اعمال آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر موسم گرما ہو یا سرما بعد نصف شب بیدار ہوتے اور دُعا پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ الْبَعْثُ وَالنُّشُوْرُ اور یہ

Marfat.com

آیت بھی پڑھتے تھے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربهم یعدلون هو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلا واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون ۝ وهو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجهرکم ویعلم ما تکسبون ۝

آپ کے آداب بیت الخلا

بعدازاں بیت الخلا کو تشریف لیجاتے۔ پہلے بایاں پیر رکھتے بعد اس کے داہنا اور یہ دعا پڑھتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث۔ جب بیٹھتے تو بائیں پیر پر زور رکھتے بعد فراغت بخلوخ طاق استنجا کرتے اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالتے۔

آپ کے آداب وضو

وضو کرنے کو روبقبلہ بیٹھتے اور بلا کسی کی مدد کے وضو کرتے۔ اور آفتابہ بدست چپ رکھتے۔ اور ابتداء ہاتھ دھونے میں یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام الاسلام حق والکفر باطل۔ پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے بعدازاں بائیں پر بعدازاں دونوں ہاتھ جمع کرکے دھوتے اور انگلیوں میں کف دست کی طرف سے خلال کرتے اور بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے اور تین مرتبہ داہنی طرف بعدہ تین مرتبہ بائیں طرف کرتے پھر زبان پر کرتے اور اگر زیادہ کرتے تو رعایت وتر ملحوظ رکھتے۔ اور پہلے داہنی طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں بعدازاں بائیں طرف اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں اور ہر وضو میں التزام مسواک کرتے تھے بعد فراغ مسواک کو اکثر خادم کے سپرد کرتے اور وہ اس کو اپنی پگڑی کے پیچ میں رکھ لیتا۔ اور آپ کلی کے پانی کو دور ڈالتے تھے اور رعایت تثلیث رکھتے تھے بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم اعنی علی ذکرک وعلی تلاوۃ القرآن وعلی صلوٰۃ حجبت علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور تین دفعہ استنشاق بھی تازہ پانی سے جدا جدا کرتے اور بوقت استنشاق یہ دعا پڑھتے اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ وانت منی راض اور بعدہ منہ مبارک پر کمال آہستگی وسہولت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ داہنے رخسار پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسار پر گذارتے اور داہنے کو بائیں پر مقدم کرتے تاکہ ابتداء داہنے سے ہو۔ اور منہ دھونے وقت یہ دعا پڑھتے۔ اللھم بیض وجهی بنورک یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجهی یوم تسود وجوہ اعدائک اشهد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشهد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ بعدازاں داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے

Marfat.com

تاکہ قطرہ نہ رہ جائے اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دھوتے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے
اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ حَاسِبْنِیْ
حِسَابًا یَّسِیْرًا وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ وَلَا تُحَاسِبْنِیْ
حِسَابًا عَسِیْرًا وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بعدازاں داہنے چلو میں پانی لیکر بائیں
کفِ دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اڑیں اور تمام سر کا مسح
کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیرلاتے اور یہ دعا
پڑھتے اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ
عَرْشِكَ بعدازاں اسی پانی سے مسح گوش باطن سبابہ اور پشت گوش ز انگشت سے
کرتے اور یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَرِقَابَ اٰبَائِیْ
وَاَعِذْلِیْ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ بعدازاں داہنا پیر تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر
تک دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ قریب خشک کے ہو جاتا۔ اور اسی
طرح سے بایاں پیر دھوتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تَذِلَّ
قَدَمِیْ وَقَدَمُ وَالِدَیَّ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ
وَالْكَافِرِیْنَ فِی النَّارِ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ اور بعد فراغت وضو
یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ
وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ
وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ وَاجْعَلْنِیْ
عَبْدًا شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ اَنْ اَذْكُرَكَ كَثِیْرًا وَّاُسَبِّحَكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ
تا آخر اور یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَائِكَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِكَ وَعَافِنِیْ مِنَ
الْبَلَاءِ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْاَهْوَالِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ۔ اور آب اعضائے
وضو کپڑے سے نہ پونچھتے ؛

Marfat.com

آپ کی نماز تہجد وتر اور مراقبہ

بعد ازاں پوشاک لطیف ونفیس پہنتے۔ بہ تجمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت خفیف گزارتے اور ان دو رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ آیت پڑھتے وَلَوْ اَنَّہُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَہُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ بانی نماز تہجد کو بطول قرأت ادا کرتے۔ غالباً دو تین سیپارہ قرآن کے پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالتِ غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گذر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے۔ پس ازاں دوسری دو رکعتیں بقرأت طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علیٰ ہذا القیاس ہر کی رکعتیں ایک دوسرے سے کم ادا فرماتے بعد ازاں اگر اول شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے۔ اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم اور دوسری میں قل یا اور تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھتے۔ سیوم رکعت میں بعد قل ہو اللہ قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے جیسے کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنَا فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَآ اَعْطَیْتَ وَقِنَا رَبَّنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ اور اگر وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے۔ تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر اکتفا فرماتے اور اکثر نماز تہجد میں سورہ یٰسین پڑھتے اور فرماتے کہ اس کی قرأت میں نفع بسیار اور نتائج بیشمار پائے گئے ہیں۔ اور سورہ الم سجدہ اور سورہ ملک اور سورہ مزمل اور سورہ واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے اور بعد نماز آخر سورہ آل عمران سے یہ پڑھتے تھے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے اور کبھی کبھی آیت کریمہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَہٗ ستر مرتبہ پڑھتے بعدہ صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سنت سنیہ علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والتحیہ سو جاتے تاکہ تجدید الوضو

واقع ہو +

آپ کی نماز فجر اور قبل صبح کے بیدار ہوتے اور وضو جدیدہ فرما کر سنت گھر پڑھتے۔ بعد ازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے۔ پھر اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ بعد ازاں فجر بجماعت کثیر اول وقت ادا کرتے اور خود امامت فرماتے۔ اور طوال مفصل پڑھتے اور بعد ادائے فرض اسی جلسہ میں دس مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ بعد ازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ وَحٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ کو اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ تک اور آیۃ الکرسی اور آیہ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ کو تُخْرَجُوْنَ تک پھر یمین و یسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے۔ بعد دعا دونو ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیرتے +

آپ کا حلقۂ ذکر و توجہ بعد ازاں آپ مع اصحاب حلقۂ ذکر و مراقبہ فرماتے اور شغل باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدر یک نیزہ مشغول رہتے حلقہ میں کبھی کبھی حافظ صاحب سے قرآن شریف بھی سنتے +

آپ کی نماز اشراق و استخارہ و نماز اوابین بعدہٗ دو رکعت نماز اشراق پڑھتے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی اور سورہ یٰسین کو تا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ۔ اور دوسری رکعت میں تم یٰسین تک اور سورہ والشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے کبھی اول رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّہَا اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور کبھی پہلی میں سبح اسم اور الم نشرح و قل یا اور دوسری میں قل ھو اللہ تین مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے اور بعد تشہد درود و استغفار اس طرح پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ بعدہٗ دعا استخارہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا اُرِیْدُ مِنْ اَیِّ عَمَلٍ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَلْیَوْمَ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا اُرِیْدُ مِنْ اَیِّ عَمَلٍ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِی الْیَوْمَ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ

Marfat.com

اَرْضَیْ بِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ
بوقتِ شام بعد اتمام اوابین یہی دعاءِ استخارہ پڑھتے اور بجائے الیوم اللیل پڑھتے۔ اور جب بعد نمازِ صبح سکوت فرماتے تو بعض دعوات یعنی بعد اشراق پڑھتے وہ دعائیں یہ ہیں۔ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ خَیْرَ مَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَہٗ وَنَصْرَہٗ وَنُوْرَہٗ وَبَرَكَتَہٗ وَھُدَاہُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ لِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ شام کے وقت بجائے الیوم کے اللیل و اصبح کے امسی پڑھتے۔ اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اور سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ قَبْلَ اَنْ یَنْتَہِیَ الْمَوْتُ اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ اور سات دفعہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَۃً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ط اور سات مرتبہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور سات دفعہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اور سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تینتیس دفعہ اَللّٰہُ اَكْبَرُ اور ایک دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور بعض ادعیہ نماز کو بعد نماز اوابین پڑھتے۔ اور ساتوں چہار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکورہ بالا پڑھتے۔

آپ کی نشست اور صحبت — بعد ازاں خلوت میں تشریف لیجاتے۔ اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے اور کبھی کبھی کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے۔ اور گاہ گاہ طالبانِ خدا کو ہر احد الطلب کر کے احوال پرسی فرماتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ان کا احوال خفیہ اگلا پچھلا خود بہ تفصیل و شرح فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے۔ اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ و معارف مکشوفہ بیان فرماتے اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا القاء و اعطاء حال کرتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا اتفاق ہوا کہ جس وقت طالب کوئی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے بمجرد سننے کے اس معرفت

Marfat.com

سے بتوجہ حضرت متحقق ہوجاتے۔ اور ہر ایک کو اُس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر و فکر فرماتے اور تمام کو علوِ ہمت و اتباعِ سنت و دوامِ ذکر و حضورِ مراقبت و اخفاءِ حال کی تاکید فرماتے۔ اور تکرار کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی نہایت ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ معظم کے مثل قطرہ کے ہے بمقابلہ دریائے محیط کے اور فرماتے کہ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پر بخشدیں اور بہشت میں بھیجدیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے۔ اور فرماتے کہ اس کے برابر کوئی آرزو دل میں نہیں ہے کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کے تکرار سے متلذذ و محظوظ ہوں۔ مگر کیا کیا جائے۔ کہ یہ آرزو میسر نہیں اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کونسا مسئلہ مفتی بہ ہے۔ اور کون مسنون و معمول بہ۔ اور کون بدعت و مردود۔ حضرت کے اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی۔ اصحاب پر اس قدر دہشت و ہیبت غالب تھی۔ کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی۔ اور حضرت کی تمکین اس درجہ کی تھی۔ کہ باوجود تواتر و تکاثر واردات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا۔ البتہ بسبیل مُدت چشم پُر آب ہو جاتی۔ اور گاہ گاہ اثنائے بیان حقائق میں تلون رنگ رخسارہ و دیدہ ہو جاتا ۔

آپ کی نماز چاشت — بعدہٗ نماز ضحیٰ یعنے نماز چاشت کی آٹھ رکعت ادا کرتے۔ ہر چند کہ چار رکعت جو اوّل پڑھتے تھے۔ داخل ضحیٰ تھیں۔ حاصل یہ کہ نماز ضحیٰ بارہ رکعت پڑھتے تھے۔ اور کبھی بسبب قلب انہیں چار رکعت پر جو کہ اوّل بنام اشراق پڑھتے اکتفا فرماتے۔ اور کبھی دو ہی اوّل پر اور قرأت نماز چاشت میں بعد فاتح سبح اسم اور والشمس اور واللیل اور والضحیٰ اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوائل حال میں نماز تہجد والضحیٰ و فی الزوال میں اکثر تکرار قرأت سورہ یٰسین فرماتے حتیٰ کہ گاہ گاہ اتنی اتنی مرتبہ اس سورہ کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہوجاتا۔ اور آپ نماز ضحیٰ خلوت میں ادا فرماتے تھے ۔

آپ کا طعام و قیلولہ — بعدہٗ مجلس میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھاتے وقت فرزندان اعزہ و خویشوں کو طعام تقسیم فرماتے۔ اور خادموں میں سے اگر کوئی شخص موجود نہ ہوتا۔ تو اُس کے حصہ کا کھانا رکھ چھوڑنے کے واسطے ارشاد فرماتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا بہت لذیذ ہوتا ۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے بادشاہ کا گذر سرہند شریف میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کی سی سرایت انوار و نسبت طہارت اُس کے کھانے میں کہاں۔ راقم الحروف کا تجربہ ہے۔ کہ جو خادم حضرت والدی مرشدی و مولائی حضرت حافظ عباس علیہما الرحمۃ صاحب قادری و نقشبندی مجددی قدس سرہٗ کے گھر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی خشک ہوتا۔ لذت پاتے

کسی امیر وکبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی عمدہ ہو نا نہیں پاتے وہی سرایت انوار ونسبت کی وجہ ہے کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانوں کھڑا کر لیتے۔ اور بایاں لٹا دیتے اور کبھی داہنا زانو لٹا دیتے۔ اور گاہ گاہ دونو زانو کھڑا کر لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ اور سورہ لایلاف پڑھتے اور بعد کھانا کھا چکنے کے اگر طعام نمکین ہوتا تو دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ اللَّطِیْفَ الْمَلِیْحَ بِغَیْرِ حَوْلٍ وَّلَا قُوَّۃٍ۔ اور اگر طعام شیریں ہوتا تو ھٰذَا الطَّعَامَ الْحُلْوَ فرماتے اور کبھی بعد دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَاَسْقَانَا وَاَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو یہ بھی پڑھتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاٰکِلِہٖ وَلِمَا ذِلِہٖ وَلِمَنْ کَانَ لَہٗ شَیْئًا فِیْہِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔ اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اور کبھی یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَجْعَلْھَا عَوْنًا عَلٰی مَا تُحِبُّ۔ مگر کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ جیسا کہ عام ملا کرتے ہیں۔ اور تین انگلیوں سے لقمہ لیتے۔ اور جب خواہش نہ ہوتی حلق تک لیجا کر مزہ لے لیتے۔ گویا کہ کھانے کی رغبت نہیں ہے محض اس نیت سے کہ کھانا سنت ہے تناول فرماتے۔ آپ کی غذا نہایت قلیل دو چپاتی گیہوں کی ہوتی تھیں۔ اور بکری کا گوشت اور مغز (بھیجا) بہت مرغوب تھا کباب بھی دسترخوان پر ہوتے تھے۔ مع ذلک فرمایا کرتے۔ کہ بحکم اقتضائے آخر زمانہ بھوک میں کمال اتباع آنسرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر نہیں ہوتا۔ اور کھانا نہایت خشوع وخضوع سے تناول فرماتے اور اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی طرف لانے والی کھانے سے زیادہ نہیں۔ بعدہٗ تھوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے تھے۔ اور جیسے کہ ہی اذان ہوئی بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بعجلت اٹھ بیٹھتے۔ اور تخت سے زمین پر اتر آتے۔

آپ کی نماز فی الزوال جس وقت آپ اذان سنتے اس کا جواب دیتے۔ بوقت شہادت ثانیہ تقبیل ابہامین فرما کے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور بوقت حیعلتین لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فرماتے اور فی الفور وضو کر کے مسجد میں تشریف لاتے۔ پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعد ازاں چار رکعت سنت فی الزوال بطول قرأت ادا کرتے اور فرماتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانِ بعثت سے تا زمانِ رحلت سنت زوال ترک نہیں کیں۔ ماخوذ اس میں طوال مفصل پڑھتے۔ اور کبھی بمقتضائے گنجائش اختصار فرماتے۔

Marfat.com

آپ کی نماز ظہر

بعدازاں چار رکعت سنت مؤکدہ ظہر کی پڑھتے اور بعد تکبیر اقامت خود امامت فرماتے۔ اور ظہر کے فرض ادا کرتے اور قرأت طویل پڑھتے اور بعد فراغ نماز فرض کے یہ دعاء اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعدازاں دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ اور پھر چار رکعت سنت زائد پڑھتے۔ بعدازاں ظہر کے بعد کی ماثورہ دعائیں پڑھتے۔

آپ کا حلقۂ ذکر و توجہ و تعلیم دین و نماز عصر و ختم خواجگان

اس کے بعد قوم کی جانب متوجہ ہو بیٹھتے۔ اور اصحاب کے ساتھ حلقہ کرتے۔ اور حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے۔ اور حضرات مریدوں کو مراقبہ کراتے اور بعد فراغ کے دو ایک سبق دینی کتب کے درس فرماتے۔ اور جب بعد مثلین وقت عصر ہو جاتا تو تجدید وضو کے واسطے اٹھتے اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے۔ بعدازاں خود امامت کرتے اور بجماعت کثیر فرض ادا کرتے۔ بعدازاں ادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھ کر قوم کی طرف پھر بیٹھتے اور اصحاب ختم خواجگان پڑھتے اور حلقہ کرتے اور حافظ صاحب قرآن پڑھتے۔ اور حضرت اور اصحاب غرانب بیٹھتے اور کبھی احوال پرسی کا شغل کرتے۔ اور متوجہ حال طالبان ہوتے۔ اور اُن کی ترقی کے واسطے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے۔

آپ کی نماز مغرب اور صلوٰۃ اوابین

بعدازاں اول وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادائے فرض دس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ پڑھتے۔ بعدازاں چھ یا چار رکعت نماز اوابین پڑھتے۔ اور اکثر اوقات اس میں سورہ واقعہ و سورہ اخلاص اور لگا ہے چھ رکعت پڑھتے۔

آپ کی نماز عشاء و وتر

بعد زوال بیاض افق کہ نزدیک امام اعظم صاحب شفق اُسی سے مراد ہے دو وقت عشاء متفق علیہ ہے مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعدازاں چار رکعت یا دو رکعت سنت گذارتے اور پھر فرض ادا کرتے اور بغیر اس کے کہ ادعیہ پڑھیں صرف اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ دعا تک پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سُنت مؤکدہ پڑھتے۔ بعدازاں چار رکعت مستحب پڑھتے۔ بعدازاں وتر پڑھتے۔ بعدہ الم سجدہ پڑھتے۔ اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورۂ سجدہ و تبارک و قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ پڑھتے۔ اور دعا قنوت حنفی و شافعی کہ حنفیوں نے جمع کیا ہے۔ اور اول بیان ہو چکی ہے جمع کرتے۔ بعدازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھتے آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا۔ اور ارشاد فرماتے تھے۔ کہ اس میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

آپکے اوراد آپ بلاناغہ رسالہ صلوٰۃ تا سورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے۔ اور دلائل قادریہ جو حضرت غوث الاعظمؒ کا مصنفہ درود ہے کبھی بعد ظہر اور کبھی بعد عشاء پڑھا کرتے تھے۔

عام مسائل نماز بروقت نماز حضرت ہردو ابہام کان کی لو تک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اسکے کو کھلی یا چوڑی رکھیں۔ بلکہ متوجہ قبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا۔ اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں۔ اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونوں پیروں پر برابر زور رکھتے۔ اور ایک پیر پر زور دیکر دوسرے کو آرام نہ دیتے۔ اور قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے اور نہایت تجوید و تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قرأت پڑھتے۔ بعدازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے۔ اور سر پشت کے ساتھ برابر کرتے۔ اور زانوں کو انگلیاں کھولکر مضبوط پکڑتے اور زانو کو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے۔ بعدازاں قومہ بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور بحال انفراد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نوک پر نگاہ رکھتے۔ اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے۔ اور بوقت سجدہ تمام اعضاء پر برابر زور دیتے۔ اور تشہد میں دونوں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے۔ اور کنار پر نظر رکھتے اور حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے۔ بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔ بعد نماز عشاء اور قبل سونے کے حضرت سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی و آمن الرسول تا آخر اور آیۃ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ اور آیہ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ اور چار نفل پڑھتے۔ اور جس وقت لیٹتے پہلوے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَنَا وَاِنْ اَرْسَلْتَنَا فَاحْفَظْنَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَ اَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ بِکُلِّ لِسَانٍ وَاسْتَعِیْذُ بِکَ مِنَ الْبَلَایَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار کرتے۔ پھر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ

Marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۔ اور کبھی آپ تشہد میں انگشتِ شہادت نہ اٹھاتے تھے، اور کبھی بجماعت نماز نفل سوائے تراویح اور کسوف نہ پڑھتے تھے۔ اور نماز خسوف منفرد ادا کرتے تھے۔

آپ کی نماز جمعہ وعیدین وتراویح وغیرہ

نماز جمعہ کو جس طرح کہ علمائے حنفیہ نے فرمایا ہے اسی طرح ادا کرتے اور بعد فرض جمعہ سات دفعہ سورہ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ احتیاطاً بعد ادائے جمعہ صلوٰۃ ظہر کو ادا فرماتے۔ کہ کل شرائط جمعہ بقول بعض فقہا اس وقت پائی نہیں جاتیں۔ اور اس طرح نیت کرتے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ اٰخِرِ فَرْضِ الظُّھْرِ اَدْرَکْتُ وَقْتَہٗ وَلَمْ اُؤَدِّہٖ (ترجمہ) میں نے چار رکعت آخر فرض ظہر کی نیت کی۔ پایا وقت اس کا اور نہ ادا کیا تھا اس وقت تک) اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی، اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو منفرد ادا کرتے۔ اور اسی طرح سے سفر میں بھی طریقہ جاری رکھتے۔ اور آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے! اور عشرہ ذوالحج میں عزلت اختیار کرتے۔ اور ان عشرات میں طاعات و اذکار و صیام کی طرف بہت راغب ہوتے اور درود پڑھتے۔ اور شبہائے جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کر کے درود شریف پڑھتے۔ عید الضحیٰ کو راہ میں تکبیریں باآواز بلند کہتے۔ اور عشرہ ذی الحج کو حاجیوں کی مشابہت کر کے سر اور ناخن نہ ترشواتے۔ صرف بعض ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے تھے۔ اور عشرہ ذی الحج میں ہر روز نماز عشا اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والفجر پڑھتے۔ اور تعریف بغیر عرفہ کو یعنی ان احکام کی بجا آوری جن کو حاجی لوگ عرفات میں کرتے ہیں، مکروہ جانتے تھے۔ اور نماز تراویح کی بیس رکعت ادا کرتے اور سفر و حضر میں بجمعیت تمام ادا کرتے۔ اور تین قرآن شریف سے کم ماہ صیام میں ختم نہ کرتے۔ اور ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ۔ اور ہر دو رکعت کے بعد یہ دعا پڑھتے یَا کَرِیْمَ الْمَعْرُوْفِ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ اَحْسِنْ عَلَیْنَا بِاِحْسَانِکَ الْقَدِیْمِ یَا اللّٰہُ ۔ اور ختم کل تراویح پر یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الرِّضْوَانَ وَالْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ۔ اَللّٰھُمَّ یَا خَالِقَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا رَحِیْمُ

Marfat.com

یَا بَاقِیُ اَجِرْنَا یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ بِعِزَّتِکَ وَفَضْلِکَ رَبِّیْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاتِ الدَّائِمَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ دیگر ایام میں چونکہ خود حافظ قرآن تھے۔ بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے۔ اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا۔ اور نماز وغیرہ میں اس طرح قرأت پڑھتے تھے۔ کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں۔ اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسرار قرآنی اس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں۔ بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے۔ کہتے کہ حضرت قرآن اس طور سے پڑھتے ہیں۔ گویا الفاظ اُن کے دل سے نکلتے ہیں۔ اور ہرگز آواز بنا بنا کر نہ پڑھتے تھے۔ اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی۔ لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتی تھی۔ اور اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے۔ علاؤالدین سرہندیؒ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ کیا باعث ہے۔ کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی۔ فرمایا شناوری دریا اسرار قرآنی فرصت نہیں دیتی۔ کہ پلک بھی جھپکاؤں۔ سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے۔ اور جس وقت آیت سجدہ آتی۔ فی الفور سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرتے۔ اور حالت انفراد میں تسبیحات رکوع و سجود پانچ و سات بلکہ نو و گیارہ پڑھتے۔ اور کبھی تین تین پر اختصار فرماتے۔ حسب موقع ادا فرماتے۔ کہ شرم آتی ہے۔ کہ باوجود قوت و استطاعت حالت انفراد میں اقل تسبیحات پر اختصار کیا جائے۔ اور حالت امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہہ سکیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا جوہر

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصانیف تعلیم طریقہ وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں

آپ کی تصانیف علوم شریعت اور معارف طریقت میں آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ ان میں سے صرف وہ تصنیفات جن کے مسودہ باقی رہ گئے تھے، اور وہ مرتبہ شہرت کو پہنچیں (۱۵ ہیں)

۱۔ اثبات النبوۃ۔ اس میں آپ نے ابوالفضل وغیرہ دہریہ اور اکثر ملحدین کے اقوال کا رد کر کے آنحضرت صلعم کی نبوت کا بدلائل عقلیہ و نقلیہ نہایت شرح وبسط سے ثبوت دیا ہے۔

۲۔ رسالہ رد روافض۔ اس میں آپ نے شیعہ شنیعہ کے اس رسالہ کا دندان شکن جواب دیا ہے جو انہوں نے بوقت محاصرہ مشہد مقدس علماء ماوراء النہر کو قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے کے جواز میں لکھا تھا۔

۳۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ تعلیقات عوارف۔ جو آپ نے بطور ایک اعلیٰ حاشیہ کے عوارف پر تحریر کیا ہے۔

۵۔ رسالہ علم حدیث۔

۶۔ رسالہ حالات خواجگان نقشبند۔

۷۔ رسالہ تہلیلیہ۔

۸۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ۔

۹۔ رسالہ آداب المریدین۔

۱۰۔ رسالہ مبدء و معاد۔

۱۱۔ رسالہ معارف لدنیہ۔

رسالہ نمبر ۱۰ و ۱۱ میں آپ نے اپنے مکاشفات اور مقامات خاصہ بیان فرمائے ہیں۔ ان رسالوں کے سوا آپ کے (۵۳۶) مکتوب ہیں۔ کہ ہر ایک ان میں سے بمنزلہ ایک مستقل رسالہ کے ہے۔

آپ کے مکتوبات شریف آپ کے کل مکاتیب (۵۳۶) ہیں جو تین جلدوں میں منقسم ہیں۔

جلد اوّل موسوم باسم تاریخی دُرُّ المعرفت اس میں بموجب تعداد پیغمبران مرسل یا بعدد اصحاب بدر (۳۱۳) مکتوب ہیں۔ اس کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی نے سنہ ۱۰۲۵ھ میں جمع کیا۔

(نوٹ) بدخش مخفف بدخشان کا اور طالقان ملکِ فارس میں ایک شہر کا نام ہے)۔

جلد ثانی۔ موسوم باسم تاریخی نور الخلائق اس میں صرف (۹۹) مکتوب ہیں۔ اس کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الحی حصاری نے سنہ ۱۰۲۸ھ میں جمع کیا۔

جلد ثالث۔ موسوم بہ اسم تاریخی معرفۃ الحقائق اس میں (۱۲۲) مکتوب ہیں اس کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا خواجہ محمد ہاشم برہانپوری نے سنہ ۱۰۳۱ھ میں جمع کیا۔

آپ کے مکتوبات قدسی آیات میں ایسے اعلیٰ معارف اور عمدہ عمدہ حقائق بیان ہوئے ہیں۔ عرب و عجم کے علماء اور سرآمد مشائخ نے انکو ملاحظہ کرکے آپ کی مجددیت کی تصدیق کی۔ اور آپ کی تصانیف کی توصیف میں تقریظیں اور رسالے تحریر کئے۔ واضح ہو کہ مکتوبات شریف کے مضامین کی رفعت منزلت دو اعتبار سے ہے۔ ایک یہ کہ بسبب مرور ایام و دوری زمانہ مسعود آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دین میں بڑے بڑے نقائص اور خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ دربار اکبری کے ہمرنگ مسلمانوں میں ایک ملحد گروہ قائم ہوگیا تھا۔ جو توحید کو بغیر رسالت اسلام کے لئے کافی سمجھتا تھا۔ فلسفیوں نے ابطالِ نبوت پر کتابیں لکھدی تھیں۔ جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ اور آزاد ٹھیرایا تھا۔ احکام قرآن واحادیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا نہ الہام اور ابہام میں تمیز رہی تھی۔ نہ کشف اور وساوس شیطانی میں فرق باقی تھا صوفیائے متقدمین کے شطحیات کی غلط غلط توجیہات قائم کرکے ان کو قابلِ عمل درآمد قرار دیا جارہا تھا جب آپ کا ظہور ہوا۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں نہایت جرأت سے ان سب بے دینوں کا مقابلہ کیا۔ اور کتاب و سنت سے ہر امر کا فیصلہ فرمادیا۔ اور جو خلافِ شرع کلام صوفیاء متقدمین کا کشف حقیقی کے درجہ میں شمار ہوتا تھا اس کو بھی صاف کردیا مثلاً ارشاد حضرت شیخ اکبر اَلْوَلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ وغیرہ مقاماتِ سلوک کے بیان میں اگر کسی سے کچھ چوک یا غلطی ہوئی تھی۔ اس کو بھی آپ نے صحت کرکے وضاحت کردی مثلاً جناب شیخ نے فصوص الحکم میں مرتبہ جمع تشبیہ و تنزیہہ کو اعلیٰ ترین قیام مقعد صدق تحریر فرمایا ہے۔ وشبہ ونزّہہ وقم فی مقعد الصدق (ترجمہ: تشبیہ و تنزیہہ کے مقام کو جمع کرکے پہنچے تو مقام مقعد صدق کو) آپ نے اس کی تصحیح میں مکتوب ۹۴ دوسری جلد میں تحریر فرمایا کہ

اصل عبارت	ترجمہ
ثمرہ کفر طریقت تشبیہ است ونتیجہ اسلام طریقت	کفر طریقت کا ثمرہ تشبیہ ہے اور اسلام طریقت

Marfat.com

تنزیہہ قدر فرق کہ درمیان تشبیہ و تنزیہہ است ہماں قدر فرق کہ درمیان کفر و اسلام طریقت است طائفہ کہ جمع تشبیہ و تنزیہہ کردہ اند و آنرا کمال دانستہ اند آں تنزیہہ نیز از جملہ تشبیہ است۔ کہ در نظر شاں تنزیہہ در آمدہ ست والا تشبیہ را چہ یارا کہ با تنزیہہ حقیقی جمع شود و در شعشعان انوار آں مضمحل و ناچیز نگردد۔

کا نتیجہ تنزیہہ جس قدر فرق کہ درمیان تشبیہ و تنزیہہ کے ہے اسی قدر فرق درمیان کفر و اسلام طریقت کے ہے۔ وہ گروہ مشائخ جنہوں نے کہ تشبیہ اور تنزیہہ کو جمع کیا ہے۔ اور اس کو کمال خیال کیا ہے۔ در حقیقت وہ تنزیہہ کو نہیں پا سکے جس کو انہوں نے تنزیہہ سمجھا ہے۔ واقع میں وہ بھی تشبیہ ہی ہے ورنہ تشبیہ کو کیا قدرت ہے جو تنزیہہ حقیقی کے ساتھ میں جمع ہو سکے اور اس کے انوار کی چمک میں مضمحل اور ناچیز نہ ہو جائے۔ چنانچہ ضرب المثل ہے کہ آفتاب کے روبرو ستارے نہیں چمکتے۔

ے

بلے ہر جا شود مہر آشکارا
شہارا چنہ نہاں بودن چہ چارا

دوسرے یہ کہ آپ کے بعض مکتوبوں میں وہ معارف و مقامات عالیہ بیان ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخصوص طور پر بلا شرکت دیگر اولیاء اللہ عطا فرمائے ہیں۔ جیسے امامت۔ سابقیت۔ خالصیت۔ تخلیصیت۔ اصالت اور قیومیت۔ مجددیت الف ثانی۔ دیگر کمالات نبوت و رسالت وغیرہ۔

مکتوبات شریف کی تردیدات

مکتوبات شریف کی تردید کرنا تو دوسری بات ہے۔ اُن کا سمجھنا ہی بغیر لیاقت کاملہ اور عنایت الٰہیہ ہر ذی علم کو دشوار ہے۔ پھر تردید کرنا خواہ وہ غلط ہو یا صحیح اور مشکل ہے۔ تاہم بعض بعض مکتوب کی تردید ضرور لکھی گئی۔ اور اس کے دو باعث ہوئے۔

ایک یہ کہ آپ کا ایک مرید حسن خان افغانی آپ سے منحرف ہو کر کچھ مسودات مکتوبات شریف چُرا کر لے بھاگا تھا۔ اس نے اُس میں ترمیم اور تحریف کر کے متعدد نقول کرکے بغرض اشتعال بد وقت کے پاس بھیجدیں۔ جس نے دیکھا۔ آپ سے غیر معتقد ہو گیا۔ بعض بعض نے تردید بھی لکھی۔ مگر رفتہ رفتہ حسن خان کے واقعہ کا اور تحریف کا بھی لوگوں کو علم ہو گیا۔ جن جن نے تردید لکھی تھی۔ معذرت چاہی۔

چنانچہ شیخ فتح محمد فتحپوری چشتی اپنی کتاب مناقب العارفین میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالحق کے صاحبزادہ مولانا نورالحق سے معلوم ہوا کہ آپ کے مکتوبات شریف کے رد میں شیخ نے رسالہ لکھا تھا۔ جب اُن کو حسن خان کی تحریف کا واقع معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔ حالانکہ جناب مجدد رحمۃ اللہ اور شیخ پیر بھائی اور حضرت خواجہ کے مرید ہیں۔

دوسرا باعث یہ ہوا۔ کہ جب آپ کی ذات بابرکات سے کرامات ظاہرہ اور کمالات باہرہ کا اظہار

ہوا۔ اور ہر طرف نور سنت پھیلا ظلمت۔ شرک و بدعت دُور ہوئی۔ آپ کا عالمگیر شہرہ ہوا بعض بے دینوں میں آتش حسد بھڑکی۔ اور آپ کی کلام معجز نظام کی تردید میں کوشاں ہوئے محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام اشتباہ لکھا۔ اور محمد عارف اور عبد اللہ سورتی کو اغوا کرکے اُن سے کچھ روپیہ فراہم کرکے سید محمد برزنجی مدنی کے پاس پہنچکر اس سے بھی آپ کے مکتوب کا رَدّ لکھوایا۔ اور اس کا ایراد البرزنجی نام رکھا گیا۔ اور قشاشی نے بعداوت آپ کے خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا۔ اس کا نام اسرار المناسک رکھا +

تردیدات کے جوابات

ان تردیدات کے جواب بھی نہایت بسط و شرح سے لکھے گئے۔ اگرچہ شیخ کے معذرت کر لینے کے بعد ان کے رسالہ کی تردید کی ضرورت باقی نہ تھی لیکن مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے اس کا جواب شافی ہدیہ مجددیہ اور اشتباہِ محمد صالح کا دندان شکن جواب انوار احمدیہ تحریر کیا۔ اور اس میں ضمناً قشاشی کے رسالہ اسرار المناسک کا بھی جواب دے دیا +

ایراد البرزنجی اگرچہ نہایت ہی غیر معتبر اور بالکل ہی بے حقیقت رسالہ تھا۔ حرمین شریفین کے تمام علماء نے اس کی صحت کی تصدیق پر مہریں کرنے سے کلیتہً انکار فرما دیا۔ تاہم حضرت مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے اس کا مفصل جواب دیا۔ اس کا نام الکلام المنجی فی ایراد البرزنجی رکھا۔ اور علامہ وقت شیخ نور الدین محمد بیگ نے رد برزنجی میں ایک مفصل رسالہ لکھا۔ اس رسالہ کی صحت پر علماء حرمین الشریفین مثل عبد اللہ الافندی۔ شیخ احمد الہشہشی۔ سید اسعد المفتی المدنی الحنفی۔ امام العلی الطبری المفتی الشافی۔ عبد الرحمن بن محمد الصالح الامام المالکی۔ محمد بن القاضی الحنفی۔ شیخ حسن الحنفی۔ مرشد الدین بن احمد المرشدی نے مہریں اور دستخط کئے۔ شیخ معظم عالم محترم سید محمد آفندی اور شیخ الاسلام مکہ معظمہ مذہب حنفیہ شیخ عبد اللہ آفندی عتاقی زادہ نے تقریظیں لکھیں۔ اُن کے مضمون کا عشر عشیر ماحصل یہ ہے کہ شیخ صالح نے جو گجراتی ہے یا اورنگ آبادی اور اس کے اتباع محمد عارف اور عبد اللہ سورتی نے مکتوبات قدسی آیات سے عالم ربانی عارف حقانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی میں سب کچھ تحریف اور کمی بیشی کر کے عربی ترجمہ کرا کے بہمراہی زر کثیر سید محمد برزنجی مدنی کے پاس رَدّ لکھنے کی غرض سے بھیجے۔ برزنجی نے بطمع نفسانی رَدّ لکھ دیا۔ فوراً ہی فاضل اجل عالم باعمل شیخ نور الدین محمد بیگ نے آپ کے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگا کر مقابلہ کیا۔ تو ثابت ہوا کہ وُہ اصل تحریف شدہ مکتوب تھے۔ اور درحقیقت ان کا کلام معجز نظام معارف اور حقائق کا گنجینہ اور شرائع اور احکام کا خزینہ ہے۔ ایسے کلام کی تردید ضلالت بین اور گمراہی ظاہر ہے۔ ان کے مکتوبات کو دستور العمل قرار دیں +

آپ کے طریق کی تعلیم اور دیگر طرق سے فرق

اولیاء سلف کے سلوک سیر حسب ذیل ہے :-

Marfat.com

۱- سیر الی اللہ۔ اس میں عالم خلق۔ عالم امر۔ واحدیت اور وحدیت کی سیر ہوتی ہے ۔
۲- سیر فی اللہ۔ اس میں احدیت کی سیر ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ اپنی تحقیق میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ سیر حقیقتاً ظلال اسماء وصفات کی ہے ۔
۳- سیر عن اللہ باللہ۔ اس میں احدیت سے کثرت خلق کی طرف نزول کی سیر ہوتی ہے۔
(نوٹ) مراد عالم خلق سے مخلوق تحت العرش۔ عالم امر سے مخلوق فوق العرش ملائک وغیرہ واحدیت سے مفصل صفات الٰہی وحدت سے مجمل صفاتِ الٰہی۔ احدیت سے ذات بحت جو ہر قسم کے اعتبار سے منزہ ہے۔ یہی پانچ مرتبے ایک مرتبہ انسان جامع۔ مراتب ستہ کہلاتے ہیں۔ اور یہ مراتب محض اعتباری ہیں۔ ورنہ وہ ایک ہی ذات ہے جو قدم سے امکان تک موجود ہے ۔

آپ کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے :-

۱- ولایت صغریٰ یا ولایت اولیاء۔ اس میں سیر الی اللہ ہوتی ہے۔ نیز وہ سیر جس کو دیگر اولیاء نے "سیر فی اللہ" سمجھا ہے۔ اور حقیقت میں وہ سیر ظلال ہے ۔
۲- ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء۔ اس میں اصل اسماء وصفات کی سیر ہوتی ہے۔ جو اور طریقوں میں نہیں ہے ۔

اس کے علاوہ اور ۱۶ یا ۱۷ مقام مفصلہ ذیل ہیں۔ جو قبل ذات بحت اس سلوک میں طے ہوتے ہیں ۔

(۱) ولایت علیا یا ولایت ملائک (۲) کمالاتِ نبوت (۳) کمالاتِ رسالت (۴) کمالاتِ اولوالعزمی اس کے بعد یا (۵) قیومیت اشیاء یا (۶) حقیقت کعبہ (۷) حقیقت قرآن (۸) حقیقت صلوٰۃ (۹) بعض لوگوں کو حقیقت صوم (۱۰) معبودیت صرفہ (۱۱) عبدیت یا (۱۲) خلت حقیقت ابراہیمیہ (۱۳) محبت حقیقت موسویہ (۱۴) محبوبیت ممتزجہ حقیقت محمدیہ (۱۵) محبوبیت ساذجہ حقیقت احمدیہ (۱۶) تعین حبی (۱۷) تعین وجودی۔ اس کے بعد دائرہ لاتعین یعنی ذات بحت مع الصفات الثمانیۃ الحقیقیۃ ۔

آپ کی مرض الموت شب برات ۱۰۳۴ھ کو آپ نے اپنی وفات کے متعلق ظاہر فرمایا کہ اسی سال میں ہوگی۔ حتیٰ کہ آپ عید الضحیٰ کی نماز سے فراغت پاکر دولت سرا کو تشریف لائے۔ تو آپ نے خلفاء اور مریدین سے فرمایا۔ کہ بموجب عدد عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میری عمر بھی ۶۳ سال ہوگی۔ اور اس کا وقت قریب آگیا ہے۔ آپ سب کو لازم ہے۔ کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتے رہیں۔ پانچ چار روز کے اندر ہی آپ کو مرض ضیق النفس کا دورہ شروع ہوگیا۔

Marfat.com

حتےٰ کہ ۱۲ تاریخ محرم ۱۰۳۴ھ ہوئی۔ آپ نے تعداد ایام باقیہ ظاہر فرما دی۔ اور ایک روز اپنے والد ماجد کے مزار شریف کی آخری زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور دیر تک مراقب رہے اور اُس قبرستان کے اہلِ قبور کے لئے بہت کچھ دُعاء مغفرت فرمائی۔ اور وہاں سے جدّ اعلیٰ حضرت امام رفیع الدین کے مزار پر تشریف لے گئے۔ اور اسی طرح سے مراقبہ فرمایا۔ اور وہاں کے اہل قبور کے لئے دُعاءِ مغفرت فرما کر رخصت ہوئے۔ اور دولت خانہ کو تشریف لائے حتیٰ کہ ۲۲ صفر کو آپ نے اپنے مُریدین اور صاحبزادگان سے فرمایا۔ کہ اللہ پاک مجھ کو وہ سب کچھ عطاء فرما چکا جو بشر کو عطا کیا جا سکتا ہے۔ یہ سُنکر سب پر بہت بڑا اثر آپ کی جدائی کے پیدا ہونے کا ہوا۔ ۲۳ صفر کو آپ نے تمام لباس فقراء کو خیرات کر دیا۔ اور مرض مذکور کا غلبہ شروع ہوا۔ اور وہ شب جس کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ باصرار تمام آپ اٹھ کر بیٹھے۔ اور جو حقائق کہ منکشف ہوئے تھے۔ بیان فرمائے۔ کہ میری ہمت کا مرغ آستان قدس تک پہنچا۔ اور آواز آئی۔ کہ یہ حقیقت کعبہ ہے۔ اس کے بعد اور عروج ہوا۔ اور مقام صفات حقیقیہ تک پہنچا۔ جو بوجود ذات موجود ہیں۔ پھر ہیں شیونات ذاتیہ تک پہونچا۔ وہاں سے ذات بحت تک پہنچا۔ جو ہر قسم کے اعتبارات اور نسبتوں سے معرا ہے۔ اور گرد ظلیت نے وہاں تک راہ نہیں پائی ہے۔

اس کے بعد ضعف کا غلبہ ہوا۔ تہجد کی نماز وضو کر کے کھڑے ہو کر ادا فرمائی۔ صبح کی نماز بھی بجماعت پڑھ لی۔ اور ہندی کا یہ مصرعہ وردِ زبان ہوا۔ ع

آج ملاوا کے پیا سب جگ دیواں وار

(ترجمہ) آج وہ دوست ملا جس پر سب دنیا کو قربان کروں۔

پھر اشراق کی نماز جمعیت کے ساتھ ادا کی۔ اور تمام ادعیہ ماثورہ پڑھتے رہے۔ اور مراقبہ میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بستر پر اس طرح سے لیٹے۔ سر شمالی طرف منہ قبلہ کی طرف داہنا ہاتھ ٹھوڑی مبارک کے نیچے اور ذکر میں مشغول ہوئے۔ سانس کی تیزی کو صاحبزادہ صاحب نے دیکھ کر عرض کیا۔ کہ مزاج کیسا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ "اچھا ہے۔ جو دو رکعت نماز پڑھ چکے ہیں کافی ہے"! یہ کلم آپ کا آخری کلام تھا۔ اس کے بعد اللہ اللہ جاری تھا۔

آپ کا وصال اور عمر شریف

۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ روز دوشنبہ بامہ شنبہ کو بوقت اشراق داعی اجل کو آپ نے لبیک فرمائی۔ اور اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی۔ اور عمر شریف آپ کی ۶۳ سال کی ہوئی۔

نقل ہے کہ اس روز زمین و آسمان روتے ہیں۔ اور آسمان کا رونا اُس کا چاروں طرف سے

Marfat.com

شرح ہوتا ہے اسی طرح سے کتاب شرح صدر میں ہے۔ آپ کو غسل دیتے وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ دونو ہاتھ مثل نماز کے قیام کے بستہ تھے۔ کئی مرتبہ غسل دیتے وقت کھول دئے گئے۔ پھر ویسے ہی ہو گئے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک متبسم تھا۔ پس بموجب عادت سنت آپ کو کفن دیا گیا ٭

آپ کا مدفن اور اس زمین کی فضیلت

آپ کا مدفن شریف وہی گنبد ہے۔ جس میں آپ کے بڑے صاحبزادہ اکابر اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ اور یہ گنبد شریف ارض مبشرہ میں واقع ہے جس کی تفصیل تیسرے جوہر میں مذکور ہوئی ہے۔ یہ گنبد شریف کچھ بڑی عمارت نہیں ہے۔ بلکہ وہ گنبد کہ جس میں آپ کے صاحبزادہ قیوم ثانی یا اُن کے صاحبزادگان مدفون ہیں کہیں وسیع اور رفیع ہیں۔ جس وقت کہ آپ کا جنازہ روضہ مبارک (گنبد شریف) پر لایا گیا ہے۔ فوراً صاحبزادہ صاحب کی قبر مبارک جانب مشرق تقریباً ایک ہاتھ ہٹ گئی ہے اور جگہ وسیع ہو گئی۔ بجانب غرب آپ کی قبر اطہر کھود دی گئی۔ اُس میں آپ مدفون ہوئے وہی زیارت گاہ خاص و عام ہے ٭

آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیاں

آپ کے سب سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں ا۔

۱۔ اکابر اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ آپ ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھوڑی ہی عمر میں علوم ظاہر و باطن میں کمال حاصل کیا۔ آپ کی ذات بابرکات میں انواع و اقسام کے فضائل جمع تھے۔ بتاریخ ۹ ربیع الاول روز دوشنبہ بعمر ۱۸ سال بعلالت وبائی وصال فرمایا متعلق وفات واقعات عجیبہ پیش آئے ان کی تفصیل دیگر کتب میں مندرج ہے۔ اس وقت تک آپ کا نام نامی وبائی بیماریوں ہیضہ و طاعون کے لئے نقش مجرب ہے آپ اُسی گنبد مبارک میں مدفون ہیں۔ جس کی تفصیل اوپر مندرج ہے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادہ شیخ محمد تھے ٭

۲۔ خزینۃ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ عنہ آپ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے آپ بھی علوم ظاہری و باطنی میں مثل برادر معظم کے کامل و مکمل تھے۔ بتاریخ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ آپ کا وصال ہوا اس مقبرہ میں بجانب مشرق آپ مدفون ہوئے۔ اور آپ کے لئے بھی جگہ مثل حضرت والد بزرگوار روضہ شریف میں وسیع ہو گئی تھی۔ آپ کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں ٭

(۱) شاہ عبد اللہ (۲) شاہ لطف اللہ (۳) مولوی فرخ شاہ (۴) شیخ سعد الدین (۵) شیخ عبد الاحد (۶) شیخ خلیل اللہ (۷) شیخ محمد یعقوب (۸) شیخ محمد تقی ٭

(۱) بی بی صالحہ (۲) بی بی فاطمہ (۳) بی بی شاکرہ (۴) بی بی اشرف النساء (۵) بی بی فخر النساء

Marfat.com

(۳) عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ ۱۰۰۷ھ میں بمقام بسی پیدا ہوئے۔ آپ بھی علوم ظاہرہ باطن میں فرید دہر اور وحید عصر تھے۔ بعد والد بزرگوار آپ ہی کو منصب قیومیت سے سرفرازی بخشی گئی۔ بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ آپ کا وصال ہوا۔ ایک عظیم الشان گنبد میں آپ کا مزار شریف ہے۔ اور اس کے قریب ایک رفیع البنیان مسجد بھی ہے۔ جو آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔ آپ کے چھ صاحبزادہ تھے۔

۱۔ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ ولادت ۱۰۳۱ھ وفات ۸ ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ مزار شریف روضۂ مبارک حضرت قیوم ثانی میں ہے۔

۲۔ حضرت شیخ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قیوم ثالث ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۰۳۴ھ وفات ۹ محرم ۱۱۱۵ھ مزار شریف ایک گنبد بزرگ بجانب شمال واقع ہے۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ابو العلی کی اولاد میں ہوئے ہیں۔ گویا آپ کے نبیرہ ہیں۔

۳۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ معروف بہ مروج الشریعۃ ولادت یکم شعبان ۱۰۳۷ھ وفات بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ مزار شریف روضۂ مبارک حضرت قیوم ثانی میں ہے۔

۴۔ حضرت خواجہ محمد اشرف ولادت ۱۰۴۸ھ وفات ۱۱۱۷ھ میں ہے۔

۵۔ حضرت خواجہ شیخ سیف الدین معروف بہ محی السنۃ ولادت ۱۰۴۹ھ وفات بتاریخ ۲۶ جمادی الاول ۱۰۹۶ھ مزار شریف ایک گنبد کلاں میں بجانب جنوب واقع ہے۔

۶۔ حضرت شیخ محمد صدیق معروف بہ مقبول اللہ ولادت ۱۰۵۹ھ وفات سن ۱۱۳۰ھ میں۔ مزار شریف علیحدہ مقبرہ میں روبروئے مسجد حضرت قیوم ثانی واقع ہے۔

(۴) حضرت خواجہ محمد فرخ رضی اللہ عنہ آپ نے بعمر ۱۵ سال بحالت طالب علمی وصال فرمایا۔

(۵) حضرت خواجہ محمد عیسٰی آپ نے بعمر ۸ سال وصال فرمایا۔

(۶) حضرت خواجہ محمد اشرف آپ نے بعمر ۲ سال وصال فرمایا۔

(۷) حضرت خواجہ شیخ محمد یحیٰی آپ کی ولادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ اور بتاریخ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ وصال فرمایا۔ مزار شریف روضہ مبارک حضرت قیوم اول کے بجانب غرب ایک گنبد میں ہے۔ آپ کے تین صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تھی۔

۱۔ شیخ ضیاء الدین یوسف (۲) شیخ زین العابدین (۳) شیخ محمد امام صاحبزادی بی بی زیب النساء۔

حضرت قیوم اول کی صاحبزادیوں کی تفصیل یہ ہے (۱) بی بی رقیعہ بانو (۲) بی بی خدیجہ بانو۔

Marfat.com

(۳) بی بی ام کلثوم سب نے طفولیت میں وفات پائی۔

آپ کے خلفاء آپ کے خلفاء بے شمار تھے بموجب عدد سنین عمر شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ۶۳ خلفاء کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پس باستثنائے حضرت خواجہ محمد عیسٰے اور خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہما الرحمۃ آپ کے پانچوں صاحبزادگان ممدوح خلیفہ ہیں۔ (۶) مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی (۷) شیخ حمید بنگالی۔ (۸) شیخ عبد الحی حصاری۔ (۹) شیخ نور محمد فتنی (۱۰) شیخ مزمل پوربی (۱۱) شیخ نور بہاری (۱۲) شیخ حامد بہاری (۱۳) مولانا فرخ حسین (۱۴) سید باقر سارنگ پوری (۱۵) سید محب اللہ مانک پوری (۱۶) سید حسین مانک پوری (۱۷) مولانا شیخ عبد الہادی بدایونی (۱۸) مولانا شیخ طاہر لاہوری (۱۹) مولانا امان اللہ لاہوری (۲۰) شیخ طاہر اللہ خشنی (۲۱) حاجی خضر افغان (۲۲) مولانا صادق کابلی (۲۳) مولانا محمد ہاشم خادم (۲۴) خواجہ محمد ہاشم برہانپوری (۲۵) شیخ فضل اللہ برہانپوری (۲۶) مولانا حمید الدین احمد آبادی (۲۷) حاجی حسین (۲۸) شیخ داؤد ساکلی (۲۹) مولانا عارف گجراتی (۳۰) خواجہ محمد صدیق الکشمی الدہلوی (۳۱) شیخ بدیع الدین سہارنپوری (۳۲) شیخ احمد دیوبندی (۳۳) شیخ عبد القادر انبالوی (۳۴) شیخ محمد جری (۳۵) شیخ سلیم البنوری (۳۶) شیخ آدم البنوری (۳۷) مولانا بدر الدین السہرندی (۳۸) شیخ خضر الہلول پوری (۳۹) مولانا محمد یوسف سمرقندی (۴۰) مولانا عبد الغفور سمرقندی (۴۱) مولانا محمد صالح الکولابی (۴۲) شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی (۴۳) حاجی محمد فرکتی (۴۴) مولانا یار محمد قدیم طالقانی (۴۵) مولانا یار محمد جدید طالقانی (۴۶) صوفی قربان القدیم (۴۷) صوفی قربان الجدید ارکنجی (۴۸) مولانا قاسم علی (۴۹) شیخ حسن البرکی (۵۰) شیخ یوسف البرکی (۵۱) شیخ عبد الرحیم البرکی (۵۲) مولانا صغیر احمد الرومی (۵۳) شیخ عبد العزیز النحوی المغربی (۵۴) شیخ علی المحقق المالکی (۵۵) شیخ زین العابدین (۵۶) شیخ علی الطبری الشافعی المکی (۵۷) شیخ احمد استنبولی (۵۸) فقیہ عثمان الیمنی الشافعی (۵۹) سید مبارک شاہ بخاری (۶۰) مولانا حسن بخاری (۶۱) قاضی تولک بخاری (۶۲) شیخ المحدث عیسے المغربی (۶۳) شیخ محمد مدنی۔

قصیدہ در منقبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی از مؤلف

پلادے ساقیا ساغر مجدد الف ثانی کا ‌ ‌ کہ ہوں مشتاق میں یکسر مجدد الف ثانی رح کا

پلادے وہ مئے عرفان کہ زائل ہو خودی جس سے ‌ ‌ رہوں مخمور تا محشر مجدد الف ثانی رح کا

رہے نام و نشان میرا نہ کچھ ذات و صفت باقی ‌ ‌ رہے باقی رخ انور مجدد الف ثانی رح کا

ہیں درج گوہر معنی وہ برج مہر عرفانی ‌ ‌ جہاں میں نور ہے گھر گھر مجدد الف ثانی رح کا

عوام ان کے اشارہ سے بنے خاصان حق یکدم ‌ ‌ یہ ہے مخصوص اک جوہر مجدد الف ثانی رح کا

کرامات ان کی ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر ‌ ‌ بنانا قطب و غوث اکثر مجدد الف [illegible]

جناب غوث اعظم نے خبر دی اُن کی آمد کی
نہ ہوگا کوئی بھی ہمسر مجدد الف ثانی رض کا

مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کا روشن
طریقہ سب میں ہے بہتر مجدد الف ثانی رض کا

مرید اُن کے مراد اپنی پوری کر لیتے ہیں اکدم میں
رقم ہو مرتبہ کیونکر مجدد الف ثانی رض کا

مہینوں برسوں کا رستہ کرا دیتے ہیں طے پل میں
ہے وجہ اللہ رخ انور مجدد الف ثانی رض کا

سراسر سنت بیضا ہے ان کا راستہ احمد
طریقہ دیکھئے چلکر مجدد الف ثانی رض کا

ایضاً

دکھا دے اے خدا روضہ مجدد الف ثانی رض کا
کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی رض کا

امام علم ربانی علیم سِترِ پنہانی
بیاں کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی رض کا

جناب غوث اعظم نے کہا اِک دن بجے ڈنکا
مجدد الف ثانی کا مجدد الف ثانی رض کا

نہیں ممکن کہ ہم کچھ لکھ سکیں توصیف میں انکی
حدیثوں میں بیاں آیا مجدد الف ثانی رض کا

خدا کے دوست ہیں وہ اور رسول اللہ کے نائب ہیں
انہی نے خود لقب بخشا مجدد الف ثانی رض کا

شہنشاہوں کو کیا نسبت ہے اس در کے گداؤں سے
کہ ان کے سر پہ ہے سایہ مجدد الف ثانی رض کا

خودی کے نشہ کو کھو کر خدا کو پا لیا اُس نے
کہ جس نے پی لیا پیالہ مجدد الف ثانی رض کا

شریعت اس میں کامل ہے طریقت اس میں حاصل ہے
طریقہ ہے دُرِ بیضا مجدد الف ثانی رض کا

انا الحق کہہ اٹھے بعضے مشائخ جوش وحدت میں
کسی نے ظرف کب پایا مجدد الف ثانی رض کا

پلائے خم کے خم اُس نے کیا مست الست آخر
نہ بہکا کوئی متوالا مجدد الف ثانی رض کا

ندیم حق نے دی ہے جو رکھے اسرار سربستہ
یہی ہے راستہ سیدھا مجدد الف ثانی رض کا

طریق احمدی ہے احمد مرسل نے بخشا ہے
اویسِ ہند ہے رتبہ مجدد الف ثانی رض کا

ہوئے وہ مسند آرائے ولایت ظاہر و باطن
الم نشرح بنا سینہ مجدد الف ثانی رض کا

ملا شجر طریقت کا بہم صدیق رض و حیدر رض کا
نسب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی رض کا

حیا و حلم عثمانی کیا حق نے عطا ان کو
بنا احمد مسمیٰ کیا مجدد الف ثانی رض کا

طریق صابری میں ہیں وہ سجادہ اپنے جد کے
لکھوں کیا رتبۂ اعلیٰ مجدد الف ثانی رض کا

طریق قادری کا فیض پایا شاہ سکندر سے
ہے جامع مشرب والا مجدد الف ثانی رض کا

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی ہے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی رض کا

خلیفہ اور بھی ہیں خواجہ باقی باللہ کے
مگر سب سے فزوں پایہ مجدد الف ثانی رض کا

دقائق سے ہوئے واقف حقائق کے ہوئے کاشف
تمیز عبد و رب حصہ مجدد الف ثانی رض کا

Marfat.com

جھلک ہے اک تجلی کی ہوئی موسیٰ ز خود رفتہ — ہے ذاتِ بحت نظارہ مجدد الف ثانی کا
نگاہِ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اک دم — ہے سکر و صحو سب یکجا مجدد الف ثانی رض کا
کہا احمد نے انوارِ ولایت دیکھ کر ان کے — کہ ہے جلوہ الٰہی کا مجدد الف ثانی رض کا

ایضاً قصیدہ در منقبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مصنفہ جناب قاضی مولوی مرزا محمد عبدالرحیم بیگ صاحب ساکن ضلع گنٹور علاقہ مدراس خلیفہ حضرت مؤلف مدظلہم

تعالی اللہ کسے یارا ہے آں حضرت کی مدحت کا — ہے اسم پاک شیخ احمد گل باغ ولایت کا
کہ ہے وہ گوہر یکتا خدا کی بحر قدرت کا — لطیفہ ہے رسول اللہ کی نور بشارت کا
وہ ہے قطبِ زماں بل قطبِ اقطابِ زمانہ ہے — ستارہ ہے درخشاں وہ سمائے نورِ وحدت کا
شہ غوث الوری نے نور حضرت پر نظر کر کے — عطا فرما دیا پہلے ہی سے خرقہ خلافت کا
بس ان کا دوست مومن ہے عدو ان کا منافق ہے — ہے یہ قول ولی اللہ ولی رب عزت کا
جہاں پائے مبارک ہیں شہنشاہِ دو عالم کے — وہاں صدیق اکبر کا ہے سر شاہِ صداقت کا
قدم صدیق اکبر پر بہ نہایت لطف و خوبی سے — جھکا سر ہے مجدد آفتاب ذی جلالت کا
نسب ملتا ہے ان کا حضرتِ فاروق اعظم سے — جہاں کے بادشاہوں پر اثر ہے جنکی دہشت کا
کرے ظاہر میں شرع پاک کی تحقیق اور تصحیح — طریقِ باطنی سے بھی مٹایا زنگ ضلالت کا
ہے نسبت آپکی اقدم سبھی پیروں کی نسبت سے — یہ درجہ خاص ہے صدیق اکبر ذی وجاہت کا
گیا وہ شاہ ہے شمع حریم کبریائی تک — کہ تھا وہ مقتدا اقطاب اور اہلِ ولایت کا
طریقہ آپکا نورِ نبوت اور ولایت ہے — صحابہ تابعین کا اور سرکار رسالت کا
کیا الحاد و بدعت اور ضلالت کو جدا دیں سے — معاون شرع نبوی کا طریقت اور حقیقت کا
تھا جب دین نبی گرداب بحر علم عقلی میں — کیا دربند ملحد گبرو کافر کی شرارت کا

رہے تاباں اخیر الف ثانی تک طریقہ یہ
ہے کیونکہ دورِ حق گو اس زماں تک انکی سطوت کا

(حکیم محمد امین کاتب قریشی فاروقی از سلہوکے ضلع گوجرانوالہ)

قیمت فی جلد ۳؎

قیمت مع محصول ۴؎

حیاتِ جاودانی

یعنے

مناقب وحالاتِ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بزبان اردو

یہ کتاب نایاب حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی کے حالات وکرامات ومناقب میں جامع ہے۔ عربی کتاب قَلَائِدُ الجَوَاهِر فِي مَنَاقِبِ شَیخ عَبدُ القَادِر مطبُوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر آخیر تک کے کل حالات معہ کراماتِ عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپکے علم وفضل کے حالات۔ آپکے مدرسہ کی کیفیت آپکے یارانِ صحبت کے سوانح اور اُن بزرگوں کے حالات جو آپ کے زمانہ میں اولیائے کرام سے تھے۔ نیز آپ کے شاگردوں کے حالات اور اُن لوگوں کا ذکر جن کو جناب عالی مقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے۔ آپکے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرہ انساب اس کے علاوہ دیاگیا ہے۔ اس سے پہلے آج تک اردو زبان میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں چھپی۔ لہذا بپاس خاطرِ عاشقانِ جناب غوث اعظم وطالبانِ جمال محبُوب ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس بیش بہا کتاب کو عربی سے اردو میں بصرف زرکثیر ترجمہ کیا گیا ہے۔ قیمت ستے

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین

الحمد للہ رب العالمین کہ عین زمان ریکیل ایں نسخہ مذاق العارفین مسمی بہ

حکایات الصالحین

ہم تنبیہی مقبلان چوں کیمیاست چوں نظر شان کیمیای خود کجاست

حالات الصادقین

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز بکسیلرز کشمیری بازار لاہور

باہتمام ملک محمد عارف پرنٹر دین محمدی پریس سرکلر روڈ لاہور سے طبع کرا کر

ملک دین محمد نے کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

قیمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد ہے جس نے یوں کلام کیا	میں نے یوں حمد کو تمام کیا

کس جی جان سے اُس خالق انس و جان کی تعریف کروں کہ جس نے تا آفتاب عالمتاب ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر دو جہان کو آفتاب سا چمکایا اور ہر ذرّے کو مہر درخشان کیا اور وصف اُس رسول برحق ہادی مطلق کا کس دل و زبان سے لکھوں کہ جس نے راہ بھٹکون جہان تاریکی جان چراغ ہدایت دیا اور منزل شریعت دکھا کے خرامان خرامان تا در دولت الیقان والعرفان پہنچایا اور بہ احاطۂ چار یار کبار و ابرار کے متاع ایمان جہان کو دشمنان نفس و شیطان سے بچایا۔

بیت

خدایا از تو عشق مصطفےٰ را	محمد از تو مے خواہم خدارا

بعد اسکے فقیر حقیر سراپا تقصیر نالائق خائق نالائقی رد لائق معصیت شعار غفلت کردار ژولیدہ حال پریشان بال رو بخاک نہادہ دل از دست دادہ عاصی حضور احمد ولد مولوی حاجی نور احمد مرحوم مبرور ساکن قصبۂ شسوان ضلع بداؤن بخدمت ارباب دانش و اصحاب بینش کے معروض کرتا ہے کہ کو مدت دراز سے آمد و رفت اور اقامت بطور خوشباشی اور توکل کیشی درشام آگرہ میں تھی بارے اتفاقاً برائے چندے وارد آگرہ ہوا ناگاہ اس بیمار دلی کو یہ نسخہ ناندر اتفاقاً ملا اسکے نسخوں سے علاج مرض لاعلاج کا شروع کیا فی الجملہ افاقہ پایا اور مریضوں

اس مرض عالمگیر سے ذکر آیا اہل دل نیم بسمل اور مردہ دل زندہ ہو گئے یکایک سب کی زبان جان سے یہی کلمہ نکلا کہ اگر یہ کتاب عربی سے اردو ہو جائے تو سارے جہانکو نفع پہنچائے اور گرفتاران جہان کو بلا سے چھوڑائے اور جی جانکو چاشنی ذوق ایمانی اور مذاق جان کو ذائقہ عرفانی چکھائے مگر چونکہ یہ کار لائق سراسر منافع خلائق نہ لائق اس نالائق عدیم الفرصت سراپا وحشت ومعصیت کے تھا چاہا کہ کسی شفیق ولی اور شائق اور ماہر اس فن کو تکلیف دوں اور طالبان حق کو راحت پہنچاؤں چنانچہ ایک شفیق ولی جامع علوم ظاہری اور باطنی کو خط لکھا کہ یکایک عنایت الٰہی اور حمایت رسالت پناہی نے اس نکمہ نادان ہیچمدان عصیان توانان سے وہ کار نمایاں لیا کہ دامان دل وجان وایمان سارے جہان کو زر وجواہر بے بہا حدیث رسول اللہ اور کلام اہل اللہ سے بھر دیا یعنی اس مخلص بے بضاعت سراسر جہالت سے کہ اس "قلت فرصت عین وحشت میں عام فہم خاص پسند عربی عبارت سے اردو ترجمہ کرایا اور زیور آیات اور احادیث اور اشعار مثنوی معنوی وغیرہ اقوال اہل حال کے مزین کرایا گویا سرچشمہ ازلی کو نالہ کر بہایا اور اور آفتاب کو ذرے میں چمکایا اور نہ بین کہاں اور یہ سرمایہ سرمدی کہاں کجا نقطہ کجا کتاب کجا ذرہ کجا آفتاب :۔ **بیت**

صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

فی الواقع نالائق سے کار لائق ہونا اور ذرہ سے آفتاب چمکنا قدرت خدا اسی کا نام ہے چنانچہ قبل اس سے اسی طور لب لباب مثنوی معنوی کو اس منتشر سے مرتب کرا کے بہشت بہشت آٹھ حواشی سے رونق دلا کے طبع کرایا اور ہر خاص و عام کو نفع پہنچایا اور اس دریای رحمت کو ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار میں نہر سا دوڑایا اور پژمردہ دلونکو شگفتہ دل کرایا اگرچہ بوجہ اصل مطلب اسکے کی اہل بوجھ اور سوجھ کو ہے مگر حال آبیاری اور فیض جاری اس سرچشمہ فیضان جناب باری کا مثل دریا جاری کے جاری ہے کہ ہر طالب بقدر طلب اور ظرف اپنے کے سیراب اور فیضیاب ہوتا ہے اور محروم نہیں رہتا کہ صرف لفظوں میں جو محض پوست ہیں وہ مزا ہے کہ سننے والے لوٹ پوٹ ہوتے ہیں جیسا کہ مولانا خود ارشاد فرماتے ہیں ؎

رازرا گر مے نیابی در بیان	درگمان را نیز کن از فقد آن

Marfat.com

سبحان اللہ جس میوے کے چھلکے میں یہ لذت ہو تو اسکے گودے اور مغز کی لطافت اور کیفیت کیونکر بیان ہو بس ایسا ہی حال اس کتاب کا ہے کہ سننے والونکو بیتاب اور دیکھنے والوں کے دل کباب کرتی ہے اور ہر کس و ناکس مرد عورت پیر وجوان ناخواندہ کو مالا مال کر دیتی ہے کہ مجمع ناخواندوں میں اگر ایک شخص پڑھیگا سبکو فائدہ ہوگا پس وہ بھی کھانا ہے جو ایک کھاوے اور سب کا پیٹ بھر جاوے اور اور اسی میں بیس باب ہیں اور ہر باب میں دس دس حکایات نادرات پہلے اس کا نام حکایات الصالحین تھا اب حکایات الصالحین فی حالات الصادقین رکھا کہیں کہیں بامید نفعوں درطول وا ہے کہیں طول فضول ہو کر مختصر ہو گیا ہے۔ بہر تقدیر اصل مطالب کہیں ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ کہیں فوائد حاشیہ پر ہیں۔ اور کہیں درج حکایات سبحان اللہ کتاب ہے یا فہرست کتاب اصحاب لب لباب ہے یا کسی طالب خدا کا دل کباب حکایات نادرات ہیں یا ترجمہ آیات بینات حکایات ہیں یا دفتر حالات اولیا ہے۔ صاحب کرامات حکایات ہیں یا [illegible] اب ایمان کو مژدہ آب حیات یا گرفتاران معاملات جہانکو براءت نجات باب ہے یا باب جنان حکایت ہے یا حکایت عرفان کو خود آرائی کھوتی ہے خدا آرائی کو دل دیتی ہے مُرے جیون کو جلا دیتی ہے آئینہ دل کو جلا دیتی ہے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں۔ **ابیات**

چون کہ اسرافیل وقت اند اولیا	مردہ را زیشان حیات ست و نما
گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی	چون بصاحب دل رسی گوہر شوی
کار پاکان روشنی و گرمی است	کار دونان حیلہ و بی شرمی است
از حدیث شیخ جمعیت رسد	تفرقہ آرد دل اہل حسد
شیخ نورانی ز رہ آگہ کند	با سخن ہم نور را ہمرہ کند

چونکہ مقصود اصلی اس فقیر کا راحت رسانی اور منفعت ایمانی طالبان دولت جاودانی ہے نہ غرض نمائش و نیکنامی اسواسطے قدردانون کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اگر کچھ غلطی اور خطا اس سراپا غلط اور خطا کی ملاحظہ کریں تو بدامن عفو خطاپوش چھپادین اور اس انگشت نمائی عالم گناہ کو انگشت نما نہ فرمادیں کہ عاجز نواز عاجزونکو نوازتے ہیں اور نقطہ کو

Marfat.com

کتاب اور ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہیں جیسا کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ ابیات

چو حرفی پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از طعنت بدار	نہ نازم بسرمایہ فضل خویش
بدریوزہ آوردہ ام دست پیش	بہ بخشائے کانانکہ مرد حق اند	خریدار دکان بی رونق اند

ہرچند قصد نام لکھنے کا تھا مگر چونکہ اہل طبع کی طرف سے درج اشتہار ہوگیا مجبوری سے لکھا

اور ذریعہ دعا سمجھا سے	بماند سالہا این نظم و ترتیب	زماہر ذرہ خاک افتادہ جائے
غرض نقشی است کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے	مگر صاحبدلی روزی برحمت

کند در کار این مسکین دعائے پس اب بھروسا کرتا ہوں اسی ذات لائق بھروسے پر اور بھول چوک کی معافی چاہتا ہوں اُسی معاف کرنے والے خطا بخشنے والے سے کہ وہی ہے حامی ہر خوار و زار خطا وار مجھ سے گنہگار کا وہو عمیم الاحسان علیہ التوکل و علیہ التکلان حسبی اللہ و نعم الوکیل ونعم المولا ونعم النصیر سے ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؂ زانکہ من بندۂ گنہگارم

اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

آغاز اصل کتاب

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ ایکدن زار زار روتا خدمت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا فرمایا اے معاذ کس چیز نے تجکو رولایا عرض کیا یارسول اللہ ڈرتا ہوں کہیں آفات لذات دنیا میں گرفتار ہو کر دولت آخرت سے محروم نہو جاؤں اور متاع ایمانی کو اس مقام گمنامی میں گم نہ کر جاؤں کچھ نصیحت فرمائے کہ حب دنیا جی سے جائے اور حب عقبیٰ جی میں سمائے ارشاد فرمایا اے معاذ ذات پروردگار بے نیاز سے ہردم گناہ سے بچنا اور لذت دنیا سے بھاگتا رہ کہ کہیں مغرور کرکے نعمت جنت سے محروم نہ رکھے اور مستحق عذاب آخرت کرے اور عذاب آخرت کا ایسا سخت ہے کہ ایک ساعت بلکہ ایک پل بھی کوئی اُسکی تاب نہ لا سکیگا ف اور اس آخر زمانہ میں بڑی خرابی برپا ہو گئی۔

ف احسب الارشاد والاحب الدنیا راس کل خطیئۃ و ترک الدنیا راس کل عبادۃ محبت دنیا کی سب بلاؤں کا سر ہے اور ترک لذت دنیا سب عبادتوں کی جڑ ہے واقعی باعث دخول نار دنیا یا ان قسم عارسی ہے جیسے ابوجہل مستحق ذلیل وغیرہ یا قسم محبت دنیا مردم آزار ہے جیسے یزید پلید اللہ تعالیٰ اوّل مومن کو اس بلا سے دور رکھے اور ظہور انوار الہٰی محبت سے معمور ہے جیسا مولانا ارشاد فرماتے ہیں سے نور دل را نور حق تزئین بود ؂ معنے نور علی نور این بود ف۲ جیسا سورہ ملک میں ارشاد ہے۔ وَهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ یعنے دوزخ ایسی جوش و خروش میں ہے کہ ابھی پھٹ پڑے۔

Marfat.com

کہ ہر طرف برائی بروں کی پھیل گئی اور بھلائی مانند بھلوں کے گم گئی اور شریعت صرف اسم اور طریقت محض رسم رہ گئی پس جو کوئی اپنا بھلا چاہے اپنے جی کی چاہ کو بچاہے اور مصاحبت برائیوں اور صحبت بروں سے بچے اور رفاقت بھلائی اور بھلوں کی بچے اور ہر دم کو دم آخر جانے جیسا جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش	تا دم آخر دمے فارغ مباش

اور اچھوں کی پیروی کرے اور ہر دم خدا اور رسول پر مرے تو عالی درجہ عالی درجوں کے سے پاوے اور کوئی چیز مفید تر صحبت اور نصیحت علما اہل شریعت اور عرفا صاحب طریقت سے نہیں پس جو کوئی اس سعادت سرمدی اور دولت ابدی سے محروم رہا دین و دنیا کو تباہ کیا اور زندہ درگور رہا اور حال اس کا مانند اُس مرض کے ہے کہ اول اپنے مرض کا علاج نکیا شدہ شدہ وہ مرض لاعلاج ہوگیا وہ مریض مر گیا اسی واسطے لکھا ہے کہ جو کوئی ہر روز تلاوت کلام اللہ اور کلمات اہل اللہ سے مشرف نہو سیاہ دل اور گم کردہ منزل ہو جاتا ہے اور تندہ ہو کر رات دن گنہگاری اور نافرمانی جناب باری میں گرفتار رہتا ہے بھلائی کا کیا ذکر ہے بھلوں کے نام سے بُرا مانتا ہے جلتا ہے اسواسطے میں نے یہ کتاب بیان اچھوں اور احوال صحابیوں اور افعال صدیقوں اور حالات عارفوں اور معاملات عابدوں اور واردات متقیوں اور حکایات زاہدوں اور ریاضات حق پرستوں اور طاعات مقبولوں اور شب بیداری بیدار دلوں اور گریہ وزاری بخوف جناب باری اور خموشی از کلام بیجا و بجان کوشی بہ کلام بجا در نفع رسانی بہر خاص و عام اور کمال ولہی بداون طعام صرف بحکم خالق انام نہ برائی شہرت و نام لکھے کہ اہل اسلام شرف و خوبی اسلام بخوبی جانیں اور بدل مانیں اور خلاف مذہب غیر مہذب وجاہت اسلام دیکھکر جی جان سے کھو جائیں اور حصول دولت ایمان کو اسی ملت میں منحصر جانیں چنانچہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نورانی کرو اپنے منہ نورانیوں کے ذکر سے فقط اور اللہ نیک دانا ہے اور اُسی پر بھروسا ہے اور اُسی سے چاہتا ہوں توفیق اور معافی بھول چوک سے بیشک وہی ہے معاف کرنے والا خطا واروں اور بخشنے والا گنہگاروں کا روایت ہے موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری

جیسا سورۂ دہر میں ارشاد ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم الی الآیۃ یعنی صاحب سراہتا ہے نیکوں کو یعنی نیک عادات نیکوں سے ہے کہ کھانا کھلاتے ہیں صرف اللہ کی محبت چاہنے کو مسکین اور یتیم اور قیدیوں کو بلا اور بہت خالی اغراض دینی و دنیوی سے کہ بدلا چاہیں نہ احسان رکھیں حسب حکم کریمہ متاخر آیہ مذکورہ بالا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا ۱۲

کہاوت ایسی ہے جیسے کوئی شخص عاقل کسی قوم غافل کی خیرخواہی کرے اور اُسکو بلائے ناگہانی اور طوفان آسمانی سے بچانا چاہے اور کہے کہ اے غافلو ایک طوفان بلا اور لشکر پر جفا تمہاری بربادی کو آتا ہے اور میں نے بچشم خود دیکھا ہے پس اگر اپنا بھلا چاہو تو کسی طرف کو بھاگ جاؤ ورنہ ناحق قتل ہو جاؤ گے اور بجز حسرت کے کچھ پھل نپاؤ گے پس ایک فرقہ اُس سچے کے قول کو سچا جانکر اُسیوقت بھاگ گیا اور سب آسائش و آرائش مکان چھوڑ گیا اور دولت جان و ایمان سلامت لے گیا اور ایک گروہ نے اسپر عمل نکیا بلکہ اسکو جھٹلایا کہ ایسے قصے کہانی بہتیرے سنے ہیں وقت پر دیکھا جائیگا جو کچھ ہوگا ابھی سے کیوں راحت مکانی چھوڑیں اور مصیبت جانی اختیار کریں کہ آب نادیدہ موزہ از پاکشیدہ پس وہ فرقہ سب قتل ہو گیا جان و ایمان سے جاتا رہا ذخیرہ حسرت سر پر لے گیا پس جسنے اسی طور میری تابعداری کی دونوں جہان کی راحت و آبرو پائی اور جسنے سرتابی کی اوسنے خواری دارین سر پر لی روایت ہے کہ حجاج بن یوسف بڑا ظالم تھا کہ ہزاروں اہل حق کو ناحق قتل کیا چنانچہ حالت حیات میں اللہ تعالیٰ نے اُسپر عذاب دوزخ نازل کیا یعنی ایک بڑا بچھو ہر دم اُسکے ڈنگ مارتا تھا اور وہ بیک مارے کے زار زار روتا تھا ہرچند اُسکے مارنے کو اپنی جان مارتا تھا مگر کسی طرح وہ مار نہ جاتا تھا اور اتفاقاً کبھی مرجاتا تو قدرت خدا سے فوراً زندہ ہو جاتا اور بزبان فصیح کہتا کہ میں دوزخ میں عذاب دوزخ ہوں حکم خدا سے تجھپر مسلط ہوں تجکو ستاؤنگا اور ہرگز نہ ٹلونگا آخر کار وہ بداطوار اسی عذاب میں گرفتار زار زار رو بال آخرت اپنے سر پر لے گیا اور دنیا سے گذر گیا۔ ف۱ اور بعض روایت ضعیف میں یوں بھی ہے کہ کسی شخص نے اُسکو خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال ہے کہا اچھا حال ہے سنتیں عصر کی کبھی قضا نکرتا تھا اسکے سبب سے چھٹکارا پا گیا اور منقول ہے ف۲ کہ فرعون باوصف خود آرائی اور دعویٰ خدائی چار سو برس جیا اور خوب عیش و آرام میں رہا اور دُکھ کے نام کبھی سر بھی نہ دُکھا ہر چند حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کی وہ راہ راست پر نہ آیا اور ہر دم گمراہی میں گم رہا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا اسکو غارت کر کہ اسکی گمراہی سے سارا جہان تباہ ہے حکم ہوا کہ اے موسیٰ عرض تمہاری قابل قبول ہے مگر چند باتیں اس نا پسند کی مجکو پسند ہیں۔

ف۱ گویا اثر حکم محکم آیہ کریمہ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ہے یعنی جو کوئی ذرہ برابر بدی کریگا اُس کی سزا پائے گا۔ ف۲ گویا مصداق آیہ کریمہ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ہے یعنی جو کوئی ذرہ برابر نیکی کریگا اُس کی جزا پائے گا: ۱۲

اسواسطے یہ خود آرائی اور دعوی خدائی کرتا ہے اور اپنی سزا کو نہیں پہنچتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ کسی پر ظالم نہیں غرض آشنا کا آشنا ہیں اپنے آرام کے واسطے کسیکو ایذا رسان نہیں بدکار نہیں اور غمزاؤں کا نام و نشان نہیں چھوڑتا اور ہر وقت لنگر خانہ جاری رکھتا ہے اور بھوکو نکو خوب کھلاتا پلاتا ہے سیکو کھلانا اسکا مجکو بہت بھاتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے بہت دعا و زاری کی تو جناب باری سے بلائے قحط نازل کی۔ فرعون نے عاجز ہوکر لنگر خانہ بند کر دیا اسی وقت مستحق عذاب ہوکر اپنے اوپر دروازہ مرگ کا کھول لیا پھر ساتھ خواری و زاری کے اس جہان گذران سے گذر کر گیا جیسا کہ اپنے مقام پر مفصل مرقوم ہے۔

باب اول در اکل حلال اور صدق مقال ہیں

حکایت روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ اگر کوئی عابد اسقدر عبادت کرے کہ اسکی پیٹھ مانند گوشہ کمان کے جھک جاوے اور اسقدر روزہ رکھے کہ مانند تیر مان کے لاغر ہو جاوے قسم اللہ کی نہ نفع دیگی اسکو اسقدر عبادت اور مشقت اسکی مگر جب تک کہ وہ اکل حلال و صدق مقال بطور پیشہ اختیار کریگا منقول حکایت نقل ہے کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب محبت خدا کا مزا پایا اور اکل حلال کو جی للچایا تب لذت اور حکومت دنیا سے دفعتاً دل کو سیر پایا تو یکبارگی حب دنیا اور سلطنت دنیا کو چھوڑ دیا خیال کیا کہ خراسان میں اکل حلال میسر ہوگا ملک عراق کو گئے اور اسکے چہار طرف پھرے کہیں اکل حلال نملا

ف انی المتقین جو حاکم شفیق اپنی بندہ پر فرمایا ہے انکی طاقت سے زیادہ نہیں جیسا کہ ارشاد ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنی اللہ تعالیٰ کسی جی کو اسکی طاقت سے زیادہ کام نہیں لیتا اور ہرگز اسکا دکھ گوارا نہیں فرمایا سچ ہے ماں باپ بیٹے کی طاقت سے زیادہ کام نہیں لیتے اگرچہ بڑی راحت اور اسکی منفعت اسمیں دیکھتے ہیں پس حق تعالیٰ شفیق کہ شفقت اسکی شفقت مادری پدری سے لاکھوں کروڑوں درجے بڑھکر فائق ہو اپنے عاجز بندے ضعیف البنیان ناتوان پر کیونکر بھاری بوجھ رکھتا آپ ارشاد کرتا ہے کہ خلق الانسان ضعیفا یعنے انسان پیدائشی ناتواں ہے جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں بیت حق ہزاران صنعت و فن ساخت است تا کہ مادر بر تو مہر انداخت است * پس حق حق سابق از مادر بود * ہر کہ این حق را نداند خر بود * اور کلام الہی کا ترجمہ ارشاد کرتے ہیں سے من نکردم امر تا سودی کنم * بلکہ تا بر بندگان جودی کنم * پس بلاشک ہر حکم خدا میں سراسر منفعت بندہ ہی ہے مگر اپنی نافہمی سے بجہالت کیسکو اچھا جانکر عمل میں لاتا ہے اور کیسکو برا جانکر چھوڑ دیتا ہے چنانچہ دوسرے پارہ اور اکثر جا کلام اللہ میں ارشاد ہے کہ یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات والو حلال چیزیں کھاؤ اور حرام سے بچو سو اکل حلال کی طلب میں سارا جہان حلال سے ہرا دیدار حال جانکر صبر کرتا ہے الحقیقت محض اپنی نافہمی اور کاہلی اور بزدلی کو کام فرمایا ہے اور بڑا دھوکا کھایا ہے والا کہ یہ کہ دو حصہ عبادت اکل حلال ہے اور ایک حصہ میں اور سب عبادات ہیں اور سچ ہے کہ بدون سرسبزی جڑکی شاخیں کیونکر سرسبز ہو جاینگی یعنی اول آدمی محرمات قطعی سے قطعاً بچنا چاہئے جیسے سود بیاج رشوت وغیرہ جب بفضلہ تعالیٰ اسپر قادر ہو جاوے اور امور مشتبہ اور مشکوک سے بچے پھر بھی قائم ہو جاوے تو اکل حلال خالص کی طلب کرے بعنایت الٰہی شدہ شدہ درجہ بدرجہ مقصود کو پہنچ جائیگا مگر اس مدارج کے نہیں ہوگی اگرچہ کیسا ہی مانا ہر جاوں پھر فضل الٰہی سے شدہ شدہ ایسے میں کامل ہو جاتا ہے اور مجھوندیں تجلی آردیا ہے بلکہ اسکی صحبت والا کامل ہو جاتا ہیں پس مسلمان کا طلب اکل حلال در صدق مقال ہو جب تک پیشہ اہل اللہ اور کلام اہل اللہ سے حاصل نکریگا ہرگز دنیا و آخرت میں عزت نپا دیگا۔

Marfat.com

لاچار ہو کر ملک طرطوس کو گئے وہاں باغبانی دس درم ماہواری کی اختیار کی ایکدن مالک باغ باغ میں آیا انار شیریں منگایا ابراہیمؒ ایک انار لے گئے وہ ترش نکلا کہا میں نے شیریں منگایا تھا ترش پھر اور شیریں خوش رنگ سمجھکر لائے اتفاقاً وہ بھی ترش نکلا پھر بہت ترش ہوکر اس نے کہا شیریں کیوں نہیں لاتا ابراہیم نے ناخوش ہوکر بکمال شیریں کلامی کہا میں کیا جانوں شیریں کونسا ہے اور ترش کونسا ہے میں میوہ رکھانے کا نوکر ہوں یا کھانیکا مالک نے ازراہ طعن کہا تو مدت سے باغبانی کرتا ہے اور میٹھے کھٹے کو ابتک نہیں جانتا ہے کیا تو ابراہیم ادہم ہے جو ایسی دیانت داری اور پرہیزگاری میں دم مارتا ہے یہ سنتے ہی نوکری چھوڑدی اور کنجی باغ کی پھینکدی مالک فوراً جان گیا کہ یہی ابراہیم ادہم ہیں پھر اس نے معذرت اور خوشامد کی انہوں نے قبول نہ کی کہ پہلے تو مزدوری تھی اور اب یہ بزرگی ہے اور ہم محنت کا کھاتے ہیں تقوی طہارت کو نہیں بیچتے پھر ملک شام کو گئے وہاں شقیق بلخی سے ملاقات ہوئی کہا اے برادر ابراہیم کیا حال ہے کہا کیا کہوں اکل حلال کی تلاش میں شہروں شہروں جنگلوں جنگلوں پہاڑوں پہاڑوں مارا مارا پھرتا ہوں کہیں میسر نہیں آتا **حکایت** نقل ہے کہ ایک شخص بشیر نامی بڑے اتقیا سے تھے اور ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی ایک دوست انکا بڑا ہی صالح تھا اُسے کبھی ایک مرتبہ واسطے ملاقات خضر علیہ السلام کے ہمراہ اپنے لے گیے جنگل میں ایک مکان میں ملاقات ہوئی حضرت خضر نے بشیر سے پوچھا یہ جوان کون ہے کہا یہ بڑا متقی ہے حضرت خضر نے جوان سے پوچھا تو کبھی کسی نشا میں بھی رہا ہے کہا نہیں کہا کبھی صحبت پدر میں بھی رہا ہے کہا نہیں کہا کچھ ترکہ ریاست پدر سے پایا ہے کہا کہ ہاں بعد اسکے وہاں نہ مکان تھا نہ خضر پھر بشیر کو بھی ملاقات حضرت خضر کی کبھی میسر نہ ہوتی تھی فقط **حکایت** ابراہیم شہبانی ایک بادشاہ روم سے نقل کرتے ہیں کہ بہ ارادہ الٰہی بیٹا اسکا مسلمان ہوگیا باپ نے یہ خبر سنکر اُسے مارنے کا قصد کیا وہ بدریافت اس حال کے دارالاسلام کو بھاگ گیا وہاں عبادت الٰہی میں ساٹھ برس مشغول رہا اتفاقاً بیمار ہوا میں پوچھنے گیا دیکھا کہ خاک پر پڑا ہے اور کچھ سر تلے دھرا ہے مجھکو کمال افسوس ہوا میں نے کہا کہ کسی چیز کو جی چاہتا ہے کہا کہ ہاں انار شیریں کو جی میں یہ سنکر پاس پڑدس سے لکڑی کاٹنے کو کچھ لے کر جنگل کو گیا اور گٹھا لکڑی کا

Marfat.com

لایا اور اسکو بیچکر انار شیرین لیا اور جلدی سے اُسے لا کر دیا کہا کہاں سے لائے میں نے حقیقت اسکی بیان کی بولا جسکے ہتھیار سے لکڑی کا ٹکر لائے دریافت کرو کہ وہ نیک چلن ہے یا بد چلن بعد دریافت معلوم ہوا کہ بد چلن ہے اسی وقت انار پھینک دیا کہ میں ایسے انار کو نہیں کھاتا پھر میں نے ہر طرح سے سمجھایا کہ میں بہت مشقت سے لایا ہوں اور تمہاری جی کی آرزو تھی کچھ خیال نکیا اور آرزو دے دلی کو دل ہی میں خون کیا مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ پھر بولا شیخ ممشاد کے ملنے کو جی چاہتا ہے ناگاہ شیخ ممشاد بعد مغرب کے آ گئے میں نے پوچھا کس وقت چلے تھے اور یہاں سے کسقدر فاصلہ ہے کہا سات آٹھ منزل ہے بعد نماز مغرب کے الہام ہوا کہ فلانا جوان بیمار تمہاری ملاقات کا مشتاق ہے اسی وقت چلا جوان انکی ملاقات سے بہت ہی خوش ہوا بعد اسکے جان بحق تسلیم کی **حکایت** نقل ہے ایک متقی خراسانی کی کہ اکل حلال کی تلاش میں ملک شام تک گئے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ سوائے حضرت حسن بصریؒ کے قوت حلال کہیں میسر نہیں تم چاہو ساری جہان ڈھونڈ پھرو تب حسن بصریؒ کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ میرے پاس قوت حلال کہاں ہے مجھے فقیر جان کر لوگ کچھ بھیجدیتے ہیں لیکن تین دن کے کہ حرام بھی حلال ہو جاتا ہے بقدر سد رمق کے کھا لیتا ہوں ہاں اور گاؤں میں ایک کسی شخص کے پاس سنا ہے وہاں جاؤ شاید ملجاوے وہاں بھی گیا کہا کہ وہ شخص ہل جوتتا ہے اور بیلوں کو پانی پلاتا اور چارہ کھلاتا یا ساری تمام کام لیتا ہے کسی وقت ان کو ٹھوک دیتا تھا بعد سلام علیک کے اکل حلال طلب کیا کہا اگر پہلے سے آتے تو مل جاتا اب نہیں رہا اس واسطے کہ ایک روز یہ بیل آپس میں لڑتے ہوئے دوسرے کے کھیت میں جا پڑے اور اُس کے کھیت کی مٹی اُن کے پاؤں میں لگ کر اس کھیت میں آ گئی اب اناج اس کھیت کا قسم حلال سے نرہا مجبور ہوں فقط **حکایت** نقل ہے کہ رہیب ابن الفرد المکی متلاشی قوت حلال کی تھی ایک دن مکہ میں صفا مروہ کے پاس چھوہارے فروش کو دیکھا اُس سے پوچھا کیسے چھوہارے ہیں اور کہاں سے لایا ہے۔ وہ ناخوش ہو کر کہنے لگا کیوں ناحق جھگڑا کرتے ہو لینا ہو تو نہ لینا ہو مت تو کہا میں شبہ کی چیز سے پرہیز کرتا ہوں وہ بولا سبحان اللہ آپ مصر کی روٹی جو مشکوک ہے۔ بلا شبہ

حلال جانکر نوش فرماتے ہیں اور چھوہارے لینے میں اسقدر تحقیقات کو کام فرماتے ہیں پس سنتے ہی بہت روئے اور قسم کھائی کہ نکھاؤنگا کھانا مگر بعد تین دن کے کہ مردار بھی حلال ہے پھر ویسا ہی کرتے کہ بعد تین دن کے اول جناب باری میں گریہ وزاری کرتے کہ ای خدا تو خوب جانتا ہے کہ بشدت بھوک سے جان بلب ہوں اور زندگی سے عاری تب بقدر سدرمق کے کھاتا ہوں معاف فرمانا ذلیل وخوار روز حشر کے نکرنا تیری کرم عام سے یہی امید ہے بعد اسکے چند لقمے کھاتے پھر شاگردوں کو بلاکر سمجھاتے کہ خبردار قوت حلال کی تلاش سے غافل نرہنا کہ بدوں اکل حلال کے کوئی عبادت قبول نہیں اگرچہ کتنی ہی جان ماروحکایت نقل ہے ایک شخص سیستانی کی کہ شب و روز قوت حلال کی تلاش میں رہتا تھا جب معلوم ہوا کہ کسی گاؤں میں ایک مجوسی نے غلہ قسم حلال سے ترکہ پایا ہے اس کے پاس گیا کہا اناج بیچتے ہو اسنے کہا کہ کہاں رہتے ہو کہاں سے آئے ہو کہا سیستان میں رہتا ہوں قوت حلال کی بھوکہ ہوں تمہاری پاس سنکر آیا ہوں مجوسی بولا سبحان اللہ اتنی دور آئے اکل حلال کہیں نپایا ہمیرا پاس موجود ہے مگر واللہ اعلم تمہاری قیمت مال حرام سے ہے یا حلال سے اسواسطے تمہاری ہاتھ بیچنا منظور نہیں فقط ف[1] **حکایت** نقل ہے کہ ایک پرہیزگار نے ہرچند اکل حلال تلاش کیا میسر نہ آیا جب شدت بھوک سے مرنے لگے لاچار ہو جنگل میں درخت کے پتے کھانے شروع کئے بہت روز اسی طرح گذری یہانتک کہ آنتیں پیٹ کی بالکل سبز ہوگئیں خواب میں الہام ہوا کہ اب تو پاک ہوگیا اور پیٹ تیرا سب برائیوں سے صاف ہوگیا ف[2] **حکایت** نقل ہے کہ ایک دن کہمس بن حسین رح یاروں میں بیٹھے تھے اتفاقاً ایک دینار اکل حلال انکے ہاتھ سے گر گیا ہرچند تلاش کیا نہ ملا ناگاہ ایک یار نے پایا اور ان کو لاکر دیا دیکھکر کہا یہ دینار میرا نہیں ہے ہرچند یاروں نے سمجھایا کہ یہ دینا تمہارا ہے ہمارے کسی کے پاس نتھا جو گمان ہو کہ اور کسی کا ہے فرمایا کیا عجب ہے کہ اور کسی کا گر پڑا ہو کیا اسپر میرا نام لکھا ہے جو اپنا جانوں اور کسی کا گمان نکروں پس ہمکو شبہ کی چیز لینا منظور نہیں ہے فقط **حکایت** نقل ہے ادہم سے کہ ایک مرتبہ میں نے نماز عشا بیت المقدس میں پڑھی جب سب نمازی

ف[1] اس مقام سے ایک مسئلہ معلوم ہوا یعنے جب یقیناً معلوم ہو کہ خریدار کا مال حرام ہی ہے تو بیچئے دانائی حلال کی چیز اوسکے ہاتھ نہ بیچے ۱۲ ف[2] دینداری وحق پرستی میں خدا آگاہ ہو کہ دو درجہ ہیں درجۂ اول تقوی ہے اور درجہ دوم [illegible] اول درجہ والے لوگ اول اور اعلی درجہ کہتے ہیں اور دوسرے درجہ والے کم درجہ ہیں پس تقوی والے کو یہ واجب ہے کہ [illegible] چیز کے کہ کسکی ہے کہاں سے آئی کون لایا اسمیں تصرف درست نہیں اور اہل فتوی کو چنداں تلاش ضرور نہیں صرف اس قدر درکار ہے کہ اس چیز کی برائی [illegible]

Marfat.com

چلے گئے اور رات زیادہ گئی دو فرشتے آسمان سے اُتر کر محراب کے پاس کھڑے ہوئے ایک نے کہا یہاں کوئی آدمی معلوم ہوتا ہے دوسرا بولا کہ ہاں ابراہیم ادہم ہے کہا وہ ابراہیم ادہم بلخی کہ بہزار رجا لگا ہی اور جانبازی کے درجۂ ولایت کو پہنچا تھا اور ذرا سی لغزش میں اُس درجے سے گر پڑا افسوس اس کے حال پر اور افسوس دوسرے نے کہا وہ کونسی لغزش تھی کہا ایک مرتبہ اسنے بصرے میں چھوہارے خریدے تھے پھر ایک چھوہارا زمین سے اٹھا کر اپنا جانکر کھالیا پس کھاتے ہی فوراً اپنے درجے سے گر گیا یہ سنتے ہی ابراہیم ادہم روتے چیختے بہزار خواری و زاری بصرے میں پہنچے اور چھوہارے والے کے پاس سے چھوہارے لیکر اُسکو دے اور اُس سے سب اپنا احوال مفصل بیان کیا اور پہلے چھوہارے کھانے کا بھی اُس سے اپنا قصور معاف کرالیا پھر روز چلا بیت المقدس میں آئے اور بعد نماز عشا کے بیٹھے رہے جب سب آدمی چلے گئے اور رات زیادہ آئی پھر وہ دو فرشتے بطرز مذکور آئے ایک نے کہا کچھ یہاں بو باس آدمی کی سی آتی ہے دوسرے نے کہا کہ ہاں ابراہیم ادہم ہے بولا کہ وہ ابراہیم جو درجۂ ولایت سے گر گیا تھا اور پھر گریہ و زاری کر کے فضل الٰہی سے اُسی درجہ کو پہنچ گیا۔

دوسرا باب نفس کشی اور حق کوشی میں ہے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے کہا کہ کچھ بیان فرمائے جو تمہر اکرام و انعام الٰہی ہوئے فرمایا کیونکر شمار کروں کہ بے شمار ہیں۔ مگر ہاں ہزار انعام سے ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ پچھلی رات کو چاہا کہ نماز تہجد پڑھوں نفس نے کاہلی کی تھوڑی دیر میں پیاس لگی اُٹھکر خوب سیر ہوکر پانی پیا میں نے جی میں کہا سبحان اللہ ہمارے کام میں یہ سستی اور اپنے کام میں یہ چستی پھر میں نے قسم کھائی کہ سال بھر پانی نہ پیونگا فضل الٰہی سے سال بھر تک ایسا ہی ہوا کہ میں نفس پر غالب رہا اور نہ کہیں بکرۂ شیر کے مقابلہ میں غالب ہو سکتی ہے جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں۔ بیت

شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست	کشتن این کار عقل و ہوش نیست

ف اس باب میں حکایات نفس کشی کی ہیں جکے سر بکا مخاطب ہے پس محال جانکر ناظرین محال جانکر لیست ہمتی کو کام نہ فرمادیں بلکہ جتنا ہو سکے بتدریج عمل کریں۔

جب شدت پیاس سے جان بلب ہوتا تو چاومیں پانی لیکر اُسمیں مٹی ڈالکر قدرے حلق سے اُتار جاتا اور آتش معدہ کو اس طرح بجھاتا اور نفس کو خوب متنبہ کرتا کہ عبادت الٰہی میں سستی نکرنا ورنہ کھانے پینے سے عمر بھر ہاتھ دھو بیٹھے گا **حکایت** نقل ہے کہ ایک بزرگ موسم گرما میں اکیلے سفر کو نکلے اتفاقاً راہ بھولکر جنگل میں جا پڑے شام ہوگئی لاچار ہوکر راہ میں پڑ رہے اور روزہ سے بھی تھے دو رکعت نماز شروع کی پہلی رکعت میں سورہ بقرا اور دوسری میں سورہ آل عمران پڑھی نفس کو بہت شاق گذرا تنگ ہوکر کہنے لگا کہ شدت گرمی میں سفر کرنا اور اسقدر مشقت اُٹھانا بھوکے پیاسے مرنا اور شام کو بھی روزہ افطار نہ کرنا کیا ضرور تھا میں نے کہا ذرا صبر کر اور اسقدر بیقرار نہو کہ یکایک ایک شخص خوان میں کچھ کھانا اور پانی سرد لایا بعد سلام علیک کے میرے آگے رکھدیا میں نے کہا یہ کیا ہے بولا مجکو خواب میں حکم ہوا تھا کہ جلد اُٹھ اور جو کچھ ماحضر ہو فلانے مقام پر لیجا کہ ایک خاص بندۂ خدا نے ابھی روزہ افطار نہیں کیا پس جو کچھ موجود تھا خدمت میں حاضر کیا۔ معاف کیجئے میں نے پوچھا کہ مکان تیرا کتنی دور ہے کہا سات آٹھ کوس ہوگا فقط **حکایت** نقل ہے مالک بن دینار کہ کسی قسم سالن اور میوہ جات سے کچھ نہ کھاتے تھے فقط دو چار چپاتی روکھی رات کو تناول کرتے تھے اور جو گرم ہوتی تو مانند سالن کے مزے سے کھاتے اتفاقاً بیمار ہوگئے پھر فضل الٰہی سے اچھے ہوگئے نفس نے گوشت کھانے کی خواہش کی اور بہت تنگ کیا لاچار ہوکر تھوڑا سا گوشت لاکر پہاڑ پر گئے اور گوشت کی خوشبو نفس کو سنگھاتے اور ناداں لڑکے مچلے کی طرح اُس دانا دشمن کو سمجھاتے تھے اور ہر طرح خبیث حیلے کو تسلی دیتے اور کہتے اے نفس مطمئنہ ظاہر تجکو دُکھ دیتا ہوں اور حقیقت میں سکھ پہنچاتا ہوں کہ دنیا کے مزے سے باز رکھتا ہوں اور آخرت کے مزے چکھاتا ہوں تا کہ لذات دنیا سے باز رہے اور عذاب آخرت سے نجات پاوے اور قیامت میں ذلیل نہووے اور قرب الٰہی میں ہمیشہ خوش رہے۔ اور زار زار روتے اور اس مضمون کے اشعار پڑھتے کہ اس قدر میں نے صبر کیا لذات دنیا سے کہ نفس لاچار ہوکر میرا دوست ہوگیا پھر جو میں نے کہا سو ہی اُس نے کیا اور کچھ عذر نہ کیا اور بہت خواہشیں تھیں مانند دریا کے

اُبلنےہیں اور جوش مارتی ہیں مگر اللہ کے فضل سے صبر میرا سب پی جاتا اور کچھ خیال میں نہ لاتا ف **حکایت** نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ حضرت سری سقطی اپنے اُستاد کی خدمت میں حاضر ہوئے بہت اُداس پا کے عرض کیا کہ یا حضرت آج مزاج کیسا ہے اور اسقدر ملال کیوں ہے فرمایا کیا کہیں کہ کل عجیب واردات وارد ہوئی نفس نے بہت تنگ کیا اور سرد پانی نئے کوزہ سے پینا چاہا بہت بڑا تا رہا آخر مجبور ہو کر ایک نیا کوزہ خادمہ سے منگایا اُسنے لاکے خوب صاف کرکے پانی سرد بھر کے میری پاس رکھدیا جب اپنے معمولات سے فارغ ہوا چاہا کہ پانی پیوں یکایک آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ حور سراپا نور نہایت خوبصورت حلہ بہشتی سے آراستہ میرے پاس کھڑی ہے میں متحیر ہوگیا کہ یا الٰہی یہ حُسن وجمال باکمال کس صاحب حسن وجمال کا ہے کہ نہ دیکھا نہ سنا پھر میں نے کہا یہ زیبائش اور آرائش کسکے لئے ہے منہ پھیر کے بھوں چڑھا کے تیوڑی بدل کے کہنے لگی کہ جو سرد پانی نئے کوزیکا پینا چاہتے ہم اُنکی واسطے نہیں پھر کوزہ میں ٹھوکر مار کر چلی گئی جب میں نیند سے چونکا دیکھا تو کوزہ ٹوٹا ہے اور پانی بہتا ہے **حکایت** نقل ہے کہ سات برس تک حبیب عجمی کے نفس نے گوشت کی خواہش کی اور نہ کھلایا اور جب بہت تنگ کیا مجبور ہو کر آدھا درم لیکر بازار کو گئے اُسیں سے آدھی کی روٹی لی اور آدھے کے کباب لیکر چلے ناگاہ راہ میں ایک لڑکا غریب سا کہیں کا ملا اس سے پوچھا کہ تو کس کا لڑکا ہے اُسنے کہا کہ میرا باپ مرگیا اور اُسکا یہ نام تھا اتفاقاً باپ اُس لڑکے کا حضرت حبیب عجمی کا آشنا تھا پس سنتے ہی کباب و روٹی اوسکو دیدی اور بہت افسوس کیا **حکایت** نقل ہے کہ دو بزرگ صاحب کرامت بلا کشتی دریا سے عبور کرتے تھے اتفاقاً ایک مقام پر

ف یعنی تین قسم کے آدمی ہیں ایک یہ کہ حرص و ہوا کی بری ہوگئے خدا کی بندگی چھوڑ کر نفس شیطان کی تابعداری اور بندگی کرنے لگے نیکی کرنے کا کیا ذکر ہے نیکوں کے نام سے چڑنے لگے ہیں پس روح اُنکی تابعدار نفس کی ہوگئی پس جس گھر میں بی بی باندی دونوں جوتی ہوں اس گھر کا خدا حافظ ہے جیسا کہ ۱۹ پارہ سورۂ فرقان میں ارشاد ہے اَفَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ یعنی اے محمدؐ دیکھا تو نے اس آدمی کو جسنے تابعداری اور پرستش کی اپنے خواہش نفس کی جیسے مولانا فرماتے ہیں ؎ یاد در مردم ہوا و آرزو ست چون ہم بگذاشتی پیغام ہو ست دوسری یہ کہ نفس تابعدار روح کا اور نہ روح تابعدار نفس کی یعنی کبھی روح نفس پر غالب ہوجاتی ہے اور کبھی نفس روح پر غالب آتا ہے پس رات دن خوار زار اور جوتی بیزار ہے جیسے جس گھر میں میاں نیک اور بی بی بدزبان اور بدکردار ہے یا بی بی نیک اور خاوند بداطوار ہے پس اندر انکی تمام محلہ میں پکار ہے چنانکہ طوطی را با زاغ در قفس کردہ اند ؎ زین بدن اندر عذابی ای اسیر ؛ مرغ روحت بستہ با جنس دگر ؛ اور تیسرے یہ کہ نفس انکی روح کے تابع ہوگیا جیسا اس حکایت میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھا ہے ۲ یعنی سچ ہے نزدیکان را بیش بود حیرانی فی الواقع اہل حال اور صاحب کمال خیال میں بھی پکڑے جاتے ہیں اسی واسطے اہل اللہ کی عام خیال میں سوائے خیال حبیب ذو الجلال کے کچھ نہیں گذرتا ہر دم انکا دل نور خدا سے معمور رہتا ہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎ گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ؛ من نگنجم ہیچ در بالا و پست ؛ در دل مومن بگنجم ای عجب ؛ گر مرا جوئی دران دلہا طلب ؛ ۱۲

ٹھہرے ایک شخص نے انکی دعوت کی اور قسم سالن سے خاگینہ تیار کیا ایک صاحب نے خوب کھایا دوسرے نے نہ کھایا جب دریا کے کنارے پر پہنچے جس نے نہ کھایا تھا وہ پانی پر چلا گیا اور جسنے کھایا تھا وہ منہ دیکھتا روتا چلا نارہ گیا رات کو استاد کو خواب میں دیکھا اور اپنی پریشانی کا سب حال بیان کیا فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ جو کوئی نفس کی تابعداری اور شکم پروری کرتا ہے خواہش دلی سے محروم رہتا ہے اور دولت معرفت کو نہیں پاتا ہے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاتم اصم نے اپنے شاگرد سے گوشت منگایا وہ لینے گیا دیکھا کہ ایک بزرگ گوشت بیچتے ہیں اُسنے کہا کہ ایک دانگ کا گوشت دیجیئے انھوں نے گوشت اچھا اور زیادہ دیا پھر حاتم اصم کے پاس لایا وہ بہت خوش ہوئے کہا ہر روز انہیں کی سے لایا کر جب خادم پھر لینے گیا گوشت بیچنے والے بزرگ نے کہا تو ہر روز گوشت کھاتا ہے کہا میں نہیں کھاتا ہوں بلکہ حاتم کے واسطے لے جاتا ہوں متعجب ہو کر کہا کہ حاتم سے بڑا تعجب ہے کہ جو جی چاہتا ہے وہی کھاتا ہے مجکو تیس برس گوشت بیچتے گذرے آج تک لذت گوشت سے واقف نہیں ہوں اگرچہ نفس بہت تنگ کرتا ہے۔ **حکایت** نقل ہے ابو القاسم قادسیہ سے کہ ایک مرتبہ قادسیہ میں رات کو آواز آئی کہ اے لوگو فلانے جنگل میں ایک ولیاﷲ کسی مصیبت میں گرفتار ہیں جلد جاکر انکی خبر لو کہ زیادہ دکھ نپاویں یہ سنتے ہی سب شہر والے اُس مقام پر پہنچے دیکھا تو حضرت ابوالحسن نوری ایک گڑھے میں پڑے ہیں انکو با کمال ادب اور حفاظت جلد نکال کے سوار کرکے شہر میں لاکر میں نے اپنے مکان میں اتارا دو چار روز کے بعد پھر قصد سفر کا کیا میں نے کمال ادب سے عرض کیا کہ یا حضرت اس قدر مصیبت اختیار کرنے میں کیا حکمت ہے فرمایا کہ مدت سے جنگل میں سیر کرتا پھرتا تھا جب اس شہر کے قریب آیا تو میرا نفس نہایت خوش ہوا کہ یہاں ہمارے بہت دوست آشنا ہیں خوب دعوتیں کھاتیں گے اور چین اُڑاوینگے اور سب دُکھ سفر کے بھول جائیں گے۔ مجھ کو اس کی خوشی سے بہت ناخوشی ہوئی کہ صرف دعوت کھانے کے خیال سے اس قدر ابھی سے کودتا اُچھلتا ہے کھا پا دیگا تو جانے کیا آفت و قیامت برپا کریگا تب میں نے کہا قسم خدائے پاک کی تجکو صورت اس شہر کی نہ دکھاؤں گا اگرچہ تو تڑپ کر

مرجاوے ف۱ حکایت نقل ہے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ خواب میں گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ فلانے مقام پر ایک اولیاء اللہ تیری ملاقات کے مشتاق ہیں چنانچہ کئی رات دن برابر یہی خواب دیکھا پھر جلد اُس مقام پر گیا دیکھا کہ ایک بزرگ مسجد کے دروازہ پر اذان کہہ رہے ہیں میں نے سلام علیک کی کہا وعلیک السلام اے مالک بن دینار میں متحیر ہوگیا کہ انہوں نے میرا نام کیونکر جانا کہا جنے تمکو یہاں بھیجا اُسنے تمہارا نام بتایا پھر بعد نماز کے مجھکو گھر میں لے گئے اور روکھی روٹی جو کی میرے آگے رکھی میں نے کہا کہ اگر نمک ہوتا تو اُس سے لگا کر کھاتا شیخ نے خادمہ سے اشارہ کیا وہ لوٹا گرو رکھکر نمک لائے پھر میں نے روٹی کھا کر شکر الٰہی بجالایا کہ الحمد للہ مجھکو اسقدر صبر وقناعت حاصل ہے کہ نمک کو بجائے سالن کرکے مزے سے روٹی کھائی تب خادمہ نے کہا سبحان اللہ اگر تم قانع ہوتے تو ہمارا لوٹا کیوں گرو ہوتا ہم سترہ برس سے نمک سے واقف نہیں پس یہ سنتے ہی مالک بن دینار نے ایک چیخ ماری اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور روتے چلاتے جنگل کو چلے گئے

باب تیسرا ریاضت اور عبادت اہل اللہ میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کی کہ آپ اسقدر مشقت شاق کیوں اُٹھاتے ہیں کہ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام پاتے ہیں فرمایا اگر دن کو آرام لوں تو رعیت بے آرام ہو اور اگر رات کو آرام کروں تو نفس امارہ فرصت پاکر خوار کرکے مستحق عذاب قیامت کا کریگا پس جو کوئی دوسرے کی راحت اور اپنی نجات چاہے وہ اس دنیا میں کیسے آرام پائے ف۲ حکایت نقل ہے مسروق بن الاجدع کی کہ ہمیشہ تہجد گذار تھے اسقدر نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ پیر سوجھ جاتے تھے گھر والے

ف۱ یہ چور کو اپنے گھر میں چوری کرنے دیتا ہے اسکو مارتا ہے اور اپنا مال ومتاع بچاتا ہے اور جو نہیں جاگتے اور سوتا رہے تو چور چراتا ہے اور یہ خبر نہیں ہوتا جب صبح ہوتی ہے تو واویلا کرتا ہے کہ ہائے میری فلانی چیز چوری گئی ہائے میری اکی چیز چوری گئی مفت میں بیوقوف کہلاتا ہے اور کچھ فائدہ نہیں پاتا ہے ہاں اگر جاگتا اور چراغ جلتا ہووے تو چور کا گھر میں آنا دشوار ہے چورانا کیا ذکر ہے پس چراغ خانہ جان کا روشنی ایمان ہے اور رہبل نبی کی محبت اہل عرفان ہے پس جو کوئی سرمایہ سرمدی دولت ایمان کو بچانا چاہے تلاوت کلام اللہ اور صحبت اہل اللہ اختیار کرے ورنہ سوائے رسوائی وخواری کے کچھ پھل نہ پائیگا اور جو خدا کی تابعداری کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی ذلیل اور خوار نہیں رہتے انکے واسطے غیب سے سامان ہوجاتا ہے جیسے جناب ابوالحسن نوری کو حضرت ابوالقاسم قادسیہ والے آکے لیگئے اور جی جان سے انکی تابعداری کرنے لگے۔ ف۲ سبحان اللہ کیا عدالت اور انصاف تھا کہ دن بھر شہر کی خبرگیری کرتے اور رات کو نفس کو گوشمالی فرماتے ۱۲

Marfat.com

یہ انکا حال دیکھکر بہت گریہ وزاری کرتے آخر کو ایک مرتبہ انکی ماں نے نہایت تنگ ہوکر کہا اے بیٹا اسقدر کیوں مشقت اٹھاتے ہو اور اپنی جان ناتوان کو دکھ دیتے ہو اللہ تعالیٰ نے کیا دوزخ تمہارے اکیلے ہی کے لئے بنائی ہے جو ایسا ڈرتے ہو بلکہ سارے جہان کے واسطے بنائی ہے پس مرگ انبوہ جشنے دارد عرض کیا آپنے بجا فرمایا مگر بندہ کو ایک لمحہ بندگی سے غفلت نچاہئے آگے اُسے اختیار ہے چاہے مارے چاہے نوازے پھر جب وقت مرگ قریب پہنچا رونا شروع کیا لوگوں نے کہا تم اسقدر کیوں روتے چاہتے ہو تمام عمر تمنے عبادت الہٰی میں گذاری ہے کہا یہی تو ڈر ہے کہ اب وقت امتحان ایمان ہے مباد اعمر بھر کی عبادت برباد ہو جاوے واللہ اعلم مستحق ثواب ہوں یا لائق عذاب لے ف (کیا تعجب ہے جو ایسا ہی چپ رہتا) تو اس دکھ میں کیوں مبتلا ہوتا ف۱ حکایت محمد بن حسن سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ بمقام عبادان حضرت وکیع استاد امام شافعی رحمہما اللہ کی خدمت میں گیا چالیس دن وہاں رہا اور یہی معاملہ دیکھا کہ ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرتے اور ہزار دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھتے اور درود شریف پڑھا کرتے اور رات دن آرام نہ لیتے ف۲ حکایت میں نقل ہے کہ ابراہیم ادہم سے کہ ایک مرتبہ جوش وخروش محبت خدا میں بھرے ہوئے خود تو کعبہ کی زیارت پیدل کو مسکنت سے چلے کہ ایسے مکان مقدس کو پیر سے جانا کمال بے ادبی ہے اگرچہ بگو بند چلتے اسی طرح چودہ برس میں پہنچے بہ پیروی حرم محترم ہر دفعہ کو وضو کرتے صبح کی نماز پڑھی اسی طرح انکو جاتے ہی سنا یعنی عالم غیب سے آواز آئی کہ جنین کے ہمسایہ نے آج رحلت کی پھر انکو تمام شہر میں شہرہ ہوا کہ ابراہیم ادہم نے انتقال کیا حکایت نقل ہے سلیمان دارانی رحمۃ اللہ سے کہ ایک مرتبہ میں حسب معمول نماز تہجد میں مشغول تھا بعد فراغ کے نہایت نیند سے ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں ایک حور سراپا نور نہایت شکیلہ بزرد زیور حسن وخوبی بخوبی آراستہ بلباس جامہ بہشتی پیراستہ ہے اور اُسکے چہرے کی چمک سے در ودیوار آفتاب سا چمکتا ہے میں متحیر ہو گیا کہ الہٰی یہ نور کس سراپا نور کا ہے آیا یہ حسن وجمال ہے یا خواب وخیال کہ نہ کبھی دیکھا نہ سنا

ف۱ یہ خدا نے سچ فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ یعنے اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے یعنی جو لوگ ڈرتے ہیں وہ رحمت خدا کے قریب ہوتے ہیں پس ڈرنا بندہ کا خدا سے دلیل رحمت خدا ہے ۱۲ ف۲ سبحان اللہ بندہ کو بھی مناسب ہے کہ جسکا عبادت اسکا کا دے ۱۲

[illegible] چہرہ سے [illegible] کیا [illegible] سبحان اللہ [illegible] بیٹا [illegible] چہرہ [illegible] محبت
[illegible] تیرے چہرہ [illegible] نور [illegible] اور اسوقت کے سونے سے تائب ہوا الحمد للہ اس
حسین کے حسن [illegible] کہ تمام عالم پر بیہوشی کا عالم تھا بولی اے بیتاب کیا تجکو
حقیقت اس [illegible] عالم کی معلوم نہیں جو باعث بیقراری اور اضطرابی بیتاب میں
[illegible] ایک مرتبہ [illegible] جاڑے [illegible] اب نماز تہجد پڑھتا تھا اور
[illegible] سے بعد بیقراری و اضطراب چشم پرآب اور بیتاب تھا مجکو حکم ہوا کہ فردوس
[illegible] سے [illegible] راتکے سرخ آنسو کو اپنے چہرہ پر [illegible] چہرہ سے ایسا ہی کیا چہرہ
میرا آفتاب [illegible] روشن ہوگیا جیسا تونے دیکھا فائدہ حکایت نقل ہے [illegible] عورت رابعہ
العدویہ سے کہ ہمیشہ [illegible] کو کہتیں کہ رات اخیر ہے جسقدر ہوسکے بندگی [illegible]
[illegible] دنیا سے کوچ کر جائیگی [illegible] کہ کچھ [illegible] اسی طرح دم [illegible] نفس کو
[illegible] سونا [illegible] بیدار رہتیں اور تمام رات یاد الٰہی میں مشغول [illegible]
بعد نماز صبح کے دن کو بھی اسی طور نفس کو دم دے دیکر عبادت الٰہی بخوبی بجالاتیں جب نیند کو
[illegible] تو گھبراکر [illegible] اور نفس کو [illegible] اور کہتیں [illegible] اور پھر اٹھنا [illegible]
[illegible] کے ایام [illegible] سونا اور راحت [illegible] اسی انداز سے پچاس [illegible]
[illegible] عبادت خدا میں گذاری اور کبھی [illegible] رکھکر زمین پر بچھونہ لگایا آخر کو اسی حال میں رحلت
[illegible] فائدہ حکایت نقل [illegible] رابعہ بصریہ [illegible] کہ ہمیشہ شب بیدار رہتیں اور چارسو رکعت نماز [illegible]
[illegible] کی نماز پڑھ کے [illegible] بیٹھ رہا [illegible] پر بیٹھ جاتیں پھر آنکھ لگتے ہی اچھل پڑتیں اور نفس
[illegible] کرتیں [illegible] خواب غفلت میں [illegible] تجکو نہیں معلوم کہ موت [illegible]

حشر تک [illegible] سوتا رہیگا [illegible]	[illegible] ہوا [illegible] سے [illegible] کے [illegible]

[illegible] موت [illegible] بعد مرگ کے اسی میں کتنا وفنا یا پھر کسی عورت نے

[illegible] روشن کرتی ہیں بلکہ حوران بہشتی کو روشنی بخشتے ہیں جیسا کہ اس [illegible] ہزار [illegible] سے [illegible] گریان [illegible] ہمایون دل کہ آن بریان
[illegible] ولبر زیبا [illegible] اور ترجمہ [illegible] فرماتے ہیں ✦ چوں بگرید [illegible]
بدآن خرد شندہ [illegible] رحمتم [illegible] خوش گریہ ہاست ✦ چوں [illegible] رحمت موج [illegible] ۱۲
ف ۲ [illegible] حقیقت میں زمرد کم ہمت سے بدرجہا درجہ میں زیادہ ہیں جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے
ہیں [illegible] کہ ہمت ز طاعت بدار ندگر [illegible] دست ✦ تو [illegible] چو زن ✦ [illegible] ز
زن [illegible] مردی [illegible] ۱۲

Marfat.com

خواب میں دیکھا کہ ریشمین سبز کرتا مکلف پہنے ہیں کہا وہ کرتا کمبل کا کہاں ہے بولین اسکے بدلے اللہ تعالیٰ نے یہ عطا کیا کہا مجھے رابعہ کوئی ایسی بات بتا جس سے قرب الٰہی حاصل ہو کہا یاد الٰہی سے زیادہ کوئی ذریعہ قرب الٰہی کا نہیں ہے **ف** **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ صفوان نے سونے سے قسم کھائی اور چالیس برس لیٹنے کی نوبت نہ آئی جب کبھی نیند غالب کرتی تو زانو پر سر رکھ سستی دفع کرتے اور پھر بدستور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے جب قریب المرگ ہوئے اور نہایت تکلیف ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ذرا دیوار سے تکیہ لگا بیٹھئے یا ذرا لیٹ جائیے اور ٹک آرام لیجئے کہا مرنیکے وقت کیا عہد توڑ ڈالوں اور دیوار سے تکیہ لگاؤں پھر جان بحق تسلیم کی عسل و بینوا کہتا ہے کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ کثرت سجدے سے انکی پیشانی پر نقش ہو گئے تھے **ف**

باب چوتھا خوف جناب باری اور گریہ وزاری میں

حکایت روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف الٰہی سے اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت پوست رخساروں کا آنسوؤں سے اڑ گیا اور تمام نے ہو گیا یہانتک کہ دانت نظر آتے تھے مادر مشفقہ یہ حال انکا دیکھ کر زار زار روتی تھیں اور آنسوؤں کا دریا بہاتیں لاچار ہو کر ان زخموں پر کپڑا رکھ دیتیں پھر جسوقت حضرت یحییٰ علیہ السلام کے دل میں دریا خوف الٰہی کا جوش مارتا اور آنسوؤں کی راہ سے نالے بہاتے زخموں سے سب کپڑے بہجاتے بلکہ اس زاری ذوق خوف باری سے جب ارشاد جناب مولانا

عشق صادق بہ جمادی می تند	چہ عجب کہ بردل دانا زند

پتھر جگر پانی ہو بہہ جاتے غرض حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دن رات روتے گزرتا اور مادر مشفقہ کو ان زخموں پر کپڑے رکھتے اور حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نہوتے تو وعظ فرماتے کہ انکو ذکر عذاب اور حشر کی سختی کی نہتی اتفاقاً ایک مرتبہ مجلس وعظ میں حضرت یحییٰ سر سے چادر اوڑھے ہوئے ایک طرف کو چپکے سمٹے بیٹھے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا یحییٰ تو نہیں ہے جو کچھ ایک

فائدہ یہ جیسے اکسیر اضطرابی و بیقراری پارہ کی مار کے چاندی کو بنی بنا دیتی ہے اسی طرح یاد الٰہی اضطراب دل کو دور کرکے اسے جھونکو جلا دیتی ہے جیسا تیرا پارہ سورہ رعد میں ارشاد ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی سنتا ہے اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں وہ جو یقین رکھتے ہیں یعنی بیقراری دل کو دوا کی دیدار کو دوا کی چیز نہیں کہہ سکتے **ف** ... اور راحت دینی پہنچانے حمایت خدا سے اسکو بہشت اور باشکار اسکی مغفرت کی اور رحمۃ اللہ ...

Marfat.com

اشتیاق سننے ذکر اللہ میں ہمہ تن گوش تھا اور معاملات دنیا اور ما فیہا سے بیہوش کسی نے کچھ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ نہیں ہیں پھر آپنے وعظ فرمایا اور عذاب دوزخ سے ڈرایا اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور وحی الٰہی لائے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ایک گڑھا عظیم الشان بنایا اُسکا نام سکران اور ایک پہاڑ بہت بلند بنایا نام اُسکا غضبان رکھا ہے اور اس عذاب سخت سے کوئی پناہ نہ دیگا مگر وہ شخص جو خوف جناب باری سے راندن اشکباری مانند بارش باری کے کرتا رہیگا پس یکایک حضرت یحییٰ علیہ السلام نے چیخ ماری اور بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے جب ذرا افاقہ ہوا روتے چلاتے کپڑے پھاڑتے سر میں خاک ڈالتے جنگل کو چلے اور سب اہل جماعت زار زار باصد اضطراب دل بیقرار روتے چلاتے انکے پیچھے ہوئے مگر واللہ اعلم وہ اہل کہاں نظر سے گم گئے کہ کسی کو نظر نہ آئے پھر یہ سب راہ گم کردہ مجبور ہو کر الٹے آئے دیکھا تو وہاں حضرت زکریا علیہ السلام بیہوش پڑے چلاتے ہیں تب انکو ہاتھوں ہاتھ کمال حفاظت سے انکے گھر لے گئے پس مادر مشفقہ حضرت یحییٰ علیہ السلام یہ حال دیکھتے گھبرا گئیں اور پریشان حال ہو کے پوچھنے لگیں کہ میرا یحییٰ کہاں ہے سب نے وہ واردات بیان کی پھر لا کھی لیکر با دل مضطر انکا پتہ لگانا پوچھتی ہوئیں جنگل کو چلیں تین راندن برابر پہاڑوں میں بھوکی پیاسی ڈھونڈھتی پھریں کہیں پتہ نہ پایا اتفاقاً چرواہے بکریاں چراتے نظر آئے اُنسے پوچھا کہ کوئی آدمی روتا چلاتا سر میں خاک ڈالتا تمنے دیکھا یا سنا ہے کہا کہ ہاں کل شام کو اس پہاڑ کی طرف سے رونے چلانے کی آواز آتی تھی کہ وا مصیبتا عذاب سکران سے اور وا ویلا سختی غضبان سے کوئی کہتا تھا پھر اُس پہاڑ میں جا کے دیکھا تو ایک گڑھے میں غمگین بیٹھے ہیں اور سختی عذاب دوزخ سے واویلا کرتے ہیں مادر مشفقہ نے گلے سے لگا لیا اور بہت تسلی دلاسا فرما کے گھر لے آئیں پھر کو روٹی اُنکے آگے رکھدی کہا برائے خدا او جان مادر بیٹا کچھ کھالو اور ذرا سو رہو تاکہ تمہارا جی ٹھکانے ہو جائے اور کلفت پریشانی مٹ جائے کہ بہت خوار و زار جنگلوں میں بھوکے پیاسے پھرتے رہے ہو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بہت رونا آیا مگر بپاس خاطر مادر مشفقہ کچھ کھا کر سو رہے صبح کو حضرت جبرئیل آئے انکو جگا کہا اے یحییٰ خدائے تعالیٰ تمپر رحمت کا سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ خاطر جمع رکھو کہ عنقریب داخل جنت ہو گے اور بخوبی وہاں راحت پاؤ گے اے یحییٰ اگر تو

ایک نظر جنت کو دیکھتا تو اُسکے شوق میں روتے روتے مرجاتا اور اگر ایک نظر دوزخ کو دیکھتا تو اُسی وقت اُسکے خوف سے پانی ہوکر بہہ جاتا حضرت یحییٰ خوش ہوکر رو دیے اور جنگل کو چلے گئے پھر مادر مشفقہ کو اُنکا پتہ نہ ملا کہ کہاں گم ہو گئے ف **حکایت** نقل ہے منصور بن عمار سے کہ ایک مرتبہ نصف شب کو گلی کوچہ میں پھرتا تھا ناگاہ ایک مکان سے آواز رونے چلانیکی آئی کہ کوئی شخص جناب الٰہی میں گڑگڑا تا ہے کہ اے مولا میرے اے آقا میرے ہر چند میں تمام ہوس سے اپنی جان بچاتا ہوں مگر خواہش نفسانی اور شیطانی ہر وقت مجھکو گھیر کر لذت دنیا میں پھنساتی ہے اور عذاب دوزخ اور آفت قیامت کو جی سے بھلاتی ہے اسحال میں سوائے تیرے فضل و کرم کے کون میرا حمایتی اور مددگار ہے یہ سنکر میں نے باہر سے آیۂ کریمہ ۲۸ پارہ سورہ تحریم کے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا پڑھی یعنی اے ایمان والو بچاؤ تم آپکو اور اپنے گھر والونکو عذاب دوزخ سے یہ سنتے ہی بیقرار ہو کے ایک چیخ ماری اور گریہ وزاری شروع کی پھر میں اپنے کام کو چلا گیا صبح کو اُسطرف سے نکلا دیکھا تو لوگ جمع ہیں اور ایک جنازہ رکھا ہے اور کفن دفن کا سامان ہو رہا ہے میں نے کہا کہ یہ جنازہ کسکا ہے لوگوں نے کہا رات عجیب معاملہ گذرا کہ یہ جوان رات بھر خوف الٰہی سے رونا چلاتا رہا صبح کو مرگیا ف ۲ **حکایت** روایت ہے حضرت سفیان ثوری سے کہ میری کمر حالت جوانی میں جھک گئی کسی نے کہا کیا سبب ہوا کچھ جواب نہ دیا جب شاگرد خاص نے بہت خوشامد کی کہا کیا کہوں کچھ کہنے کی بات نہیں ہے اتفاقًا

ف ا مقام عبرت ہے کہ جب انبیا علیہ السلام کہ معصوم اور مبرا ہیں اسقدر عذاب دوزخ سے ڈرتے ہیں اور بھاگتے ہیں تو ہمارا کیا ٹھکانا ہے جیساکہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سے ازاں سد کز فعل پرسند وقول جاودو العزم را تن بلرزد ہمی تو بیگاہ ہشت عذر نہ انبیا بینا عذر گنہ راچہ داری بیا چنانچہ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ قیامت کیدن دوزخ بلائی جائیگی ہزار باگوں سے جکڑی ہوگی اور ہر باگ پر ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے ناگاہ ایک آواز سخت کریگی کہ سب مقربان بارگاہ خدا بیہوش ہو جاوینگے مگر ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجز بیہوش اور جوش محبت الٰہی میں دریائے الٰہیہ میں ہیں اسکو ہے عالی مقام ... سمجھتے ہیں کہ کس درجہ عالی درجہ رکھتے ہیں اور جوش و خروش دوزخ کا دریافت کرنا ہو کہ سنکر ہوش اڑ جاتے ہیں جیسا کہ ... الٰہی میں ارشاد ہے وَہِیَ تَفُوْرُ تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ جب دوزخ میں پڑیں تب اسکا شور دل نہایت ... سے اوجھلنی کو تیاہے کہ گویا شدت جوش و خروش سے ابھی پھٹ جائیگی عبرت ہے کہ جب ... بیان کرتا ہے تو مخلوق پر کیا دشوار ہوگا اللہ تعالے بچاوے ہم سب گنہگاروں کو آمین ۱۲

ف ۲ یعنی ... جو محبت ... مرتے ہیں وہ زندگی دائمی پاتے ہیں ... اور بخوبی چین اور ... ہیں ... اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ... اللہ کے غم اور اندوہ سے پاک ہیں ۱۲

وقت مرگ اپنے اُستاد کی خدمت میں کہ اولیائے کامل سے تھے حاضر ہوا تھا فرمایا اے سفیان دیکھنا ہے تو کیا معاملہ کرتا ہے رب میرا میری ساٹھ پچاس برس وعظ و نصیحت سے لوگوں کو برائی سے بچایا اور راہ حق پر چلایا اب مجکو حکم ہوا کہ تو ہمارے دربار کے قابل نہیں پس سنتے ہی اس کلام کے میری کمر جھک گئی کہ جب ایسے کاموں اور کاملوں کا یہ حال ہے تو واللہ اعلم اور ونکا کیا حال ہوگا پھر جب تک حضرت سفیان جیتے زار زار روتے رہے اور اکثر آنکھوں سے بجائے آنسو کے خون ٹپکتا تھا جب بیمار ہوئے ہر چند علاج کیا مفید نہوا بلکہ کوئی حکیم انکے مرض سے آگاہ نہوا کہ کیا مرض ہے ایک طبیب نصرانی نے انکا قارورہ دیکھکے متحیر ہوکر کہا کہ اللہ اکبر میں نہیں جانتا تھا کہ مسلمانوں میں بھی ایسے کامل ہوتے ہیں کہ انکا جگر خوف الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بہہ گیا چنانچہ ۲۷ پارہ سورۂ حدید میں ارشاد ہے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یعنے کیا نہیں آیا ہے وقت کہ ڈرجاویں دل اللہ والوں کے اللہ کی یاد سے فـ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ آپ ہمیشہ کیوں غمگین اور اُداس رہتے ہیں اور رات دن روتے ہیں کہا خوف الٰہی سے ہر دم ڈرتا تھراتا ہوں مبادا شیطان اور نفس کے فریب میں آکر مستحق عذاب نہو جاؤں کہ اللہ کی ذات بے پرواہ ہے وہاں کسیکی پروا نہیں ہے اتفاقاً بیمار ہوئے ایک سردار انکے دیکھنے کو آیا دیکھا تو تمام گھر میں پانی بہتا ہے خادم سے پوچھا کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے کہا کوئی پانی کا برتن ٹوٹ گیا ہے کہا نہیں ہیں نے ایکبار آگ روشن کی پس شیخ دیکھتے ہی اسقدر روئے کہ تمام مکان آنسوؤں سے بھر گیا فـ۲ حکایت نقل ہے شیخ الموصلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بڑے عابد زاہد تھے حسب مقدور راہ خدا میں فقرا کو دیتے تھے ایک دن کوئی خادم خدمت میں آیا دیکھا تو جانماز پر دیوار سے لگے منہ پر ہاتھ دھرے بیٹھے روتے ہیں اور آنکھوں سے سرخ آنسو بہتے ہیں یہ حال دیکھکر حیران ہوگیا عرض کیا یا حضرت خیر ہے اسقدر گریہ و زاری کرتے ہو فرمایا کچھ کہنے کی بات ہو تو کہوں اگرچہ خوف الٰہی سے ہمیشہ روتا تھا مگر دو برس سے خوف الٰہی ایسا جی میں سمایا کہ آنکھوں سے سرخ آنسوؤں کا دریا بہا یا بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا کہا کیا معاملہ گذرا جناب الٰہی میں بولا اُس رب کریم نے

فـ سچ ہے دل وہی ہے جو خوف الٰہی سے ہر دم تھراتے ہیں بلکہ پانی ہوکے بہہ جاتے ہیں فـ۲ یعنے آگ دیکھ آتش دوزخ یاد آگئی اسکے خوف سے ڈر گئے تھرا گئے زار زار روئے آنسوؤں کا دریا بہایا ۱۲

Marfat.com

اپنے رحم اور کرم کو کام فرمایا اور اپنے قرب میں عرش معلی پر مقام عطا کیا پھر فرمایا ای میرے بندے تو کیوں اسقدر روتا چلاتا تھا میں نے عرض کیا کہ یا اللہ میرے تمام عمر دن رات ڈرتا رہتا ہے واللہ اعلم کونسی بات سے خوش ہو جائے اور کونسی بات سے ناخوش فرمایا تیرے رونے نے سب تیرے گناہ مٹا دیئے فا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار کسی قبرستان کو گئے وہاں کچھ لوگ مردہ دفناتے تھے اس حال سے ایسا خوف الہی انپر چھا گیا کہ بیہوش ہو گئے اور عالم بیہوشی میں اس قسم کے مضامین ادا کرتے تھے بیت

اس زندگی پہ آج جو مغرور یار ہیں	اپنی نظر میں ہیں جو اپنے مزار ہیں

پھر لوگ انکو اٹھا لائے جب ہوش ہوا کہا اس بات سے ڈرتا ہوں کہ لوگ دیوانہ بنا کر کہینگے اور لڑکے اینٹ پتھر مارینگے اور گالی دینگے ورنہ سب کپڑے پھاڑ ڈالتا اور ایک کمبل اوڑھ لیتا اور خاک دھول میں مل جاتا اور ہر گلی کوچہ میں کہتا پھرتا کہ ہائے دنیا میں نفس شیطان کے دھوکے میں آگیا دن قیامت یاد کرنا اور عذاب اور دوزخ سے جان بچا کر دنیا سر پہ کھڑی ہو اور حیات مستعار گھڑی دو گھڑی ہے فضل الہی سے بہت لوگ حق بات سنتے اور ناحق سے پھر گئے دین و دنیا کھوتے پھر دفعتاً مرگ کے خادم کو بلا کر وصیت کی خبردار مرا سمین فرق نکرنا یعنے بعد موت کے میری پیشانی پر لکھنا کہ مالک بن دینار اپنے مالک کی تابعداری سے بھاگا ہے اسکا جنازہ کوئی نہ اٹھانا پھر ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر قبر میں ڈال کر اوندھے منہ گھسیٹنا جیسے غلام بھاگے کو آقا کے آگے گھسیٹتے ذلیل و خوار کرتے لاتے ہیں اور تین مقام پر میرا حال دریافت کرنا اول قبر میں رکھکر منہ کھول کے دیکھنا کہ سیاہ ہے یا نورانی دوسرے روز حشر کہ اعمالنامہ سیدھے ہاتھ میں دیتے ہیں یا الٹے میں تیسرے جب اعمال تلیں دیکھنا پلہ نیکی کا بھاری ہے یا بدی کا مالک بن دینار نے کہا اے کاش میں پیدا نہوتا تو خوب ہوتا دنیا اور آخرت کی مصیبت میں گرفتار نہوتا یہ کہتے ہی دم نکلا معاً غیب سے آواز آئی کہ ہمنے مالک بن دینار کو سب عذابوں سے نجات دی اور مغفرت کی خبر سب خادم کو دے اور بہت خوش ہوئے اور مالک بن دینار نے انگلی شہادت کی اٹھائی اور کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ف سبحان اللہ کیا اچھی آنکھیں ہیں جو خوف الہی سے آنسو کے دریا بہاتے ہیں اور گناہ کو بذریعہ راہ بہاتے ہیں جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎ اے خنک چشمی کہ آن گریان اوست ای ہمایوں دل کہ آن بریان اوست ای دریغا اشک من دریا بدی تا نثار دلبر زیبا بدی داغ دل او کہ در میدان درد اہل دل از داغ بیش نہ درد ۱۲

پڑھا اور جان بحق تسلیم کی ف حکایت نقل ہے زین بن افصحہ سے کہ ایک مرتبہ موت کا خیال میرے
دل پر چھا گیا میں نے بیٹے سے کہا میری ساٹھ برس کی عمر ہوئی کل اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے کم سے
کم ایک ہی گناہ ہر روز شمار کیا جاوے تو روز قیامت کے کیونکر چھٹکارا ہوگا پھر عمامہ سر سے پھینک دیا
کبھی منہ پیٹتے کبھی زمین پر لوٹتے اور زار زار روتے جاتے تھے آخر بیہوش ہو کر زمین پر
گر پڑے اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم ہوگئے ف۲ حکایت نقل ہے کہ عطاء سلمی
نے چالیس برس آسمان کی طرف نہ دیکھا اور نہ کسی نے انکو ہنستے دیکھا جب جوش محبت خدا میں آتے
رونا شروع کرتے تین تین دن برابر روتے اور جب بادل آتا اور بجلی چمکتی تو دل بھر آتا اور سارا بدن
کانپتا اور ڈر کے مارے ہر دم اٹھتے بیٹھتے اور کہتے جو آفت اور مصیبت دنیا میں آتی ہے اور ہر
ایک کو خوار اور ذلیل کرتی ہے میرے ہی اعمال کی شامت سے ہے اگر عطاء مرجاتا تو یہ
ہوتا کہ سب آدمی آفت ناگہانی اور بلائے آسمانی سے نجات پاتے جیسے سعدی علیہ الرحمہ کسی بزرگ
کا مقولہ نقل کرتے ہیں ع چہ بودی کہ دوزخ زمن پر شدی ؞ مگر دیگراں را رہائی بدی ؞ پھر کہتے اے
نفس بلاشک موت آنے والی ہے تمام [illegible] اور گندگی [illegible] دوزخ [illegible] بہت میری سمجھ نہیں
اور رقاشی [illegible] بھی جاب نہیں دار دینا
[illegible] جانتے [illegible] سے نجات کیونکر ہوگی کیا معلوم ہے کہ
مستحق دوزخ ہوں یا لائق بہشت اس قسم کی باتیں کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اور چشمہ چشم
سے لگاتار بہا کرتے تھے الغرض ایک شخص خدمت میں آیا دیکھا تو ایک گوشہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور ادھر
ادھر پانی بہتا ہے خادم سے پوچھا کہا شیخ آداب مسجد نہیں کرتے جو وضو کا پانی مسجد میں بہاتے ہیں
اسنے کہا یہ پانی وضو کا نہیں ہے بلکہ چشم چشم سے بہا ہے پھر بعد مرگ کے کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا
کیا حال گذرا کہا فضل الٰہی کی کچھ انتہا نہیں اسقدر شکر پایا کہ سارے دکھ دنیا کے بھول
گیا پھر رب العزت نے فرمایا اے بندے میرے تو کیوں اسقدر دنیا میں روتا تھا عرض کیا
تیرے ڈر سے ارشاد کیا کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اللہ رحیم و کریم ہے ف۳ حکایت نقل ہے

ف۱ [illegible] جو یہ بات [illegible] بلاشک جنتی ہوا اور سب لوگ کرم الٰہی کا مستحق ہوا چنانچہ کلام اللہ اور
حدیث رسول اللہ اس پر ناطق ہیں ۱۲ ف۲ بلاشک جو خوف الٰہی سے روتے روتے مرجاتے ہیں مستحق دو جنتوں کے ہوتے ہیں جیسا کہ سورۂ
رحمٰن میں ارشاد ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ یعنی جو کوئی دن قیامت کی خدا کے آگے آنے سے ڈرا اور سب گناہ
ترک کئے اسکو دو باغ عدن ہیں ۱۲ ف۳ بلاشک جو کوئی جناب باری میں گریہ و زاری کریگا بلاشبہ فضل باری اسکو عذاب
دارین سے نجات دیگا جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں گفت حق گر فاسقی و اہل صنم ؞ چوں مرا خواندی اجابت ہا کنم ۱۲

Marfat.com

که ایک مرتبه منصور بن ذکبین رحمة الله علیه خوف الٰہی سے ایسے روتے تھے کہ جیسے کسی کا جوان بیٹا مر جائے اور وہ رو دے اور چلائے کسی نے کہا اے شیخ کیون ایسے زار زار روتے چلاتے ہو تم کچھ دنیادار و مالدار نتھے کہ کچھ معاملات دنیا سے صدمہ پہنچا ہو اسی برس عبادت الٰہی میں مشغول رہے شیخ نے کہا عبادت سب دیکھتے ہیں اور گناہ سوائے خدا کے کوئی نہیں دیکھتا کیا معلوم ہے کہ کوئی عبادت میری قبول ہوئی یا نہیں ہوئی اسواسطے روتا گڑگڑاتا ہوں کہ اس بندے ناچیز کی ناچیز بندگی کو قبول فرمادے اور میرے گناہ سے درگذرے پھر بیٹے کو وصیت کی کہ وقت مرگ منہ میرا جانب قبلہ کردینا پسینا منہ پر اور آنسو آنکھوں میں ڈبڈباتے دیکھو تو سات کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے میری مدد کرنا اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میرا خاتمہ بخیر ہو اور بعد دفن کے باآواز بلند کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا کہ جواب منکر نکیر سے آسانی ہوگی پھر جناب باری میں ساتھ گریہ وزاری کے عرض کرنا کہ الٰہی یہ تیرا غلام ہے سوائے گناہ اسکے پاس نیکی کا نام نہیں اگر تو عذاب کریگا ف۱ تو وہ اسکے لائق ہے اور جو تو بخشدیگا تو تو اسکے لائق ہے بعد اسکے انتقال کیا اور بیٹا سب وصیت بجالایا پھر دوسرے روز خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال گذرا کہا کچھ پوچھئے مت بڑا نازک مقام ہے وقت حساب کے مجھسے کہا کیا نیک کمائی لایا ہے میں نے کہا ستر ولیلین لایا ہون کہا ایک بھی قابل قبول نہیں سنتے ہی میں تھرا گیا پھر کہا اور بھی کچھ لایا ہے میں نے کہا کہ ہاں پندرہ لڑائی کفار سے لڑا ہوں کہا یہ بھی قابل قبول نہیں کہا اور بھی کچھ ہے عرض کیا سو ہزار درہم للہ دئے ہیں حکم ہوا یہ بھی کوئی قابل قبول نہیں پھر تو میں بہت گھبرایا کہ اب کوئی صورت نجات کی منصور نہیں جن چیزوں پر بھروسہ تھا انکا یہ حال ہوا مایوس ہوتے ہی حکم ہوا کیا تجھکو یاد نہیں ہے کہ تو نے راہ سے ایک کانٹا اٹھا کر ایک طرف پھینکدیا تھا کہ مبادا کوئی راہ گیر ایذا پاوے سو اس سبب سے ہمنے تجھے بخشدیا ف۲ ۔

باب پانچوان خاموشی اور خوش اخلاقی اور دلجوئی میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ادب دینے کیواسطے

ف۱ جیسا کہ ساتویں پارہ آخر سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنے اگر تو وہ بندے تیرے ہیں اور اگر معاف کرے تو تو ہی زبردست حکمت والا ۱۲ ف۲ چنانچہ تیسویں پارہ سورۂ زلزال میں ارشاد ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ یعنے جو ذرہ بھر بھلائی کریگا اسکا پھل پائیگا درحقیقت حاصل اس حکایت کا عینہ ترجمہ اس آیۂ کریمہ کا ہے ۱۲

Marfat.com

غلام کے کان ملے کہ کوئی قصور ہوگیا تھا غلام نے درد سے آہ کی فوراً چھوڑ دیا فرمایا تیری آہ تیر سے تیز ہے جی میں جا لگی تو بھی اسیطور سے میرے کان مل اُسنے عرض کیا کہ غلام سے ایسی بے ادبی نہوگی مجھکو معاف کیجئے فرمایا تابعدار کو تابعداری حکم آقا کی واجب ہے پس تمکو ہمارے حکم کی متابعت ضرور ہے اور ہماری خوشی اسی میں ہے آخر غلام نے مجبور ہو کر بحکم الامر فوق الادب کے کمال تعظیم اور تکریم سے گوش سراپا ہوش کو ہاتھ لگایا اور تعمیل حکم کی فرمایا زور سے مل عرض کیا اے آقا جیسے آپ زیادتی سے خوف کرتے ہیں میں بھی بہت ڈرتا ہوں کہ مبادا روز قیامت اس مواخذہ میں گرفتار ہوں یہ سنکر حضرت بہت روئے اور اُسکو آزاد کیا فرمایا میں تجھ سے بہت راضی رہا پھر دعا کی اے خدا تو بھی اس سے راضی ہو اور اپنے فضل و کرم سے اسکو بخشدے ف۱ **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو پانچ مرتبہ زہر دیا فضل الٰہی سے کچھ اثر نکیا مگر چھٹے مرتبہ کارگر ہوگیا اور تمام جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بہ گیا قریب وفات آپکے حضرت امام حسین علیہ السلام روتے ہوئے تشریف لائے دونوں چہرۂ نورانی کہ چاند سورج کی سی چمک رکھتے تھے اسوقت کم نور تھے جیسے قریب شام کے سورج بے نور اور چاند سورج کی روشنی سے بخوبی روشن نہیں ہوتا اسواسطے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام مانند سورج قریب غروب کے کم روشن اور حضرت امام حسین علیہ السلام بباعث غم کے مانند چاند کے کم نور رکھتے تھے پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کہ یا حضرت یہ حرکت آپکی خدمت میں کسنے کی فرمایا اس خیال سے پریشان حال نہو اور کچھ بازپرس نکرو بلکہ درگذر کرو کہ ہم خاندان اہلبیت اور اہل نبوت سے ہیں اور در پے ایسے امر کے ہونا شایان شان اہلبیت اور خاندان عالی شان اہل نبوت کے نہیں اسواسطے کہ جب بخشانے والے اور شفاعت کرنے والے گرفتار کرنے والے اور پھنسانے والے ہوں تو چھڑانے والے اور شفاعت کرنیوالے کون ہیں

جب حسین با دشمن جان ہوں لب ہو زندگی	کون رہ مبتلا سکے جب خضر بھٹکانے لگے

بلکہ قسم ہے کہ مجھ سے عہد شفاعت جانا کی کہ زہر دینے والے کو بھی جنت میں ہمراہ لیجاؤں گا فقط ف۲

ف۱ سبحان اللہ کیا کامل ایمان رکھتے جو بسبب خدا سے ڈرتے تھے کہ بخیل زیادتی اپنے کان غلام سے ملوائے اور دعا میں آیۂ کریمہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کو عین ادا فرمایا یعنے کامل ایمان کے حق میں حق تعالیٰ فرماتا ہے اللہ انسے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ۱۲ ف۲ سبحان اللہ جب دشمنوں کے ساتھ یہ عنایت ہے تو واللہ اعلم دوستوں کے حال پر کس درجہ مہربانی ہوگی شعر دوستاں را کجا کنی محروم + تو کہ با دشمناں نظر داری + الحق حق پرستی یہی ہے جو ایسے حق پرستوں اور مقبولوں دامنوں سے ادا ہوا ۱۲

Marfat.com

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام معہ چار سو یاروں اور خادموں کے کہیں تشریف فرما ہوئے اور عمامۂ عربی مانند رسول عربی سر سے اور ذوالفقار حضرت علی کی کمر سے باندھے ہوئے اُن یاروں مانند ستاروں میں چاند سے چمکتے تھے ماشاء اللہ حسن خداداد کا وہ عالم تھا کہ تمام عالم کو بیتابی کا عالم تھا بیت بالائے سرش زہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی ٭ کسی مدہوش کی زبانی یہ شعر بے ساختہ نکلتا تھا شعر کاکل مشکین بدوش انداختہ ٭ وز نگاہے کار عالم ساختہ ٭ اور کوئی خموش زبان حال سے یہ شعر پڑھتا تھا بیت

ای جہانی محو رد بیت محو بیمار گہے	وی تماشا گاہ عالم در تماشا گہے

اللہ اللہ جہاں وہ جان جان گذرتے تھے وہاں اہل جہان جان سے گذرتے تھے القصہ ایک عرب عالم بیتابی سے گو نہ تاب لاکر بولا [illegible] حسین کون ہے کسی نے کہا حسین علیہ السلام ہیں پھر واسطے آزمائش اور دریافت [illegible] اخلاق اس شہرۂ آفاق فی الاخلاق کے چند کلام بیجا کہنے لگا ہمراہیان باادب نے تاب نہ لاکر چاہا کہ اس بے ادب کو ادب دیں آپنے تبسم کیا اور اُس دور از عقل کو نزدیک بلاکر فرمایا کہ اے مدہوش ہوش پکڑ اسقدر آدمیت سے نہ گذر اگر بھوکھا ہے تو کھانا ہر قسم کا مہیا ہے اگر پیاسا ہے تو آب سرد موجود ہے اگر قرضدار ہے درہم و دینار بیشمار ہیں اگر کوئی دشمن درپے آزار ہے تدارک اُسکا تیار ہے یہ شیریں کلامی اس شیریں کلام کی سنتے ہی لوٹ پوٹ ہوگیا کبھی انکے قدم چومتا تھا کبھی ہاتھ جوڑتا تھا اور بار ندامت سے سر نہ اُٹھا سکتا تھا اور کہتا تھا اے ابن رسول اللہ واللہ جیسا سنتا تھا اس سے بھی زیادہ پایا اسے می شنیدم کہ راحت جانی ٭ چوں بدیدم ہزار چندانی ٭ چہ نامی کہ مولای تمام تو ای تمام ٭ و من ہم تا خریدہ غلام توام ٭ پھر اپنے ہمراہیوں سے ارشاد کیا کہ ہم دل اکھیڑوں کے سنبھالنے والے ہیں جیسے رسی کشتی بہتی ہوئی کو روک لیتی ہے ف لیعنے محکو دانائے راز نے اس راز پر مطلع کیا اسواسطے تمہارا کہنے پر عمل نہ کیا اور اللہ والے وہی کرتے ہیں جو اللہ کراتا ہے چنانچہ اس کلام ہمکلام خدا کے جناب مولانا بھی تصدیق کرتا ہے سہ بندگان خاص علام الغیوب ٭

ف ا سبحان اللہ کیوں نہو کہ بواسطہ تاج انبیا بتاج آیہ کریمہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ کے تاجدار تھے یعنی ای محمد تم بیشک بڑے خلیق ہو چنانچہ اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ خدمت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا عرب کے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے کونسی چیز بہت امت کو عطا فرمائی ہے فرمایا خوش اخلاقی اور مولوی معنوی نے بھی فرمایا سہ من ندیدم در جہاں جست و جو ٭ ہیچ اہلیت بہ از خوی نکو ٭ اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کس دھوم دھام کی رباعی کہ دلربائی امین خاصیت کہربائی رکھتی ہے فرمائی ہے سہ شاہ است حسین بادشاہ است حسین دین است حسین ودین پناہ است حسین ٭ سرداد نداد دست در دست یزید ٭ حقا کہ بنای لا الہ است حسین ایک ایسی مقام

اور جو ان بیان جو اساس القلوب است و درد دوا دل در آید چون خیال است پیش او مکشوف باشد سر حال ترجمہ ہے سو آنکہ واقف گشت بر اسرار ہو سر مخلوقات چہ بود پیش او ہر پیدا ہے

چشم شان را ہم ز نور او سرشتہ اند	آنکہ از حق یابد او وحی و جواب
تا از روح و ز ملک بگذشتہ اند	ہر چہ فرماید بود عین صواب

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسان بن ابی سفیانؓ ہمراہ یاروں کے جاتے تھے راہ میں ایک مکان دیکھکے کہا یہ کسکا مکان ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا یہ کہتے ہی جی میں بہت پشیمان ہوئے کہ ناحق میں نے یہ کلمہ کیوں کہا مجکو اس کام سے کیا سروکار تھا پھر قسم کھائی اور اسکے بدلے سال بھر روزہ رکھا **ف حکایت** نقل ہے مالک بن دینار سے کہ ہمیشہ جو زیاد ہی بعد نماز عصر کے شام تک سوتے تھے ایک مرتبہ رباح القیسیؒ بعد نماز عصر انکے ملاقات کو آئے انکو سوتا دیکھ پلٹ گئے اور کہا یہ وقت سونیکا ہے پھر میں نے آدمی بھیجا کہ انکو جلد لوٹا لا کہ آپ آئے کرم کیجیے میں انکو اٹھا دونگا وہ آدمی لوٹا کہا مغرب ہوتا کہ میں نے کہا نہیں جو اسقدر دیر میں آیا اور روح القیس کو ساتھ نہ لایا کہ تعجب ہے ناگہ وہ وہاں سے روتے ہوئے سیدھے قبرستان کو گئے میں بھی انکے پیچھے گیا وہاں جاکر بہت مذمت و ملامت اپنے اوپر کرتے تھے اور زار زار روتے جاتے تھے کہ میں نے کیوں کہا کہ یہ کیا وقت ہے سونیکا ہے پھر قسم کھائی کہ سال بھر نہ سوؤنگا ہرچند میں نے اٹھنے کی التجا کی اُنہوں نے کچھ التفات نہ کیا لاچار ہو کر لوٹ آیا **ف حکایت** نقل ہے عبداللہ بن عوف کی کہ ہمیشہ چپ رہتے اور بیفائدہ بات نہ کرتے کبھی اولاد یا غلام یا لونڈی وغیرہ پر خفا ہوتے تو یہ کلمہ کہتے کہ بارک اللہ علیک ایک مرتبہ اتفاقاً اس اونٹ کو جو انکو بہت پیارا تھا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو دانہ چارہ کھلاتے اور بہت حج اُس پر کئے اور بہت لڑائی کفار سے لڑے ایک غلام پانی پلانے کو لے گیا راہ میں اسکو ایسی لکڑی ماری کہ اندھا ہوگیا گھر والوں نے کہا آج بہت ناخوش ہونگے کہ ان کے پیارے اونٹ کو بیکار کردیا جب عبداللہ بن عونؓ نے یہ خبر سنی غلام کو بلاکر کہا بارک اللہ علیک اور اے لوگو گواہ رہو کہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا پھر تا بمرگ روتے رہے کہ میں نے یہ کلمہ بیفائدہ کیوں کہا کہ لوگو گواہ رہو میں نے اس

فائدہ حقیقت یہ ہے کہ جو بیفائدہ بات نکلا یہ بھی قسم [illegible] سے اور سلامتی دونوں جہان کی منسوب ہے اسواسطے کہ اکثر بلا بولنے سے آتی ہے [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ البلاء موکل بالمنطق یعنے بلا آدمی پر بولنے سے آتی ہے اگر کوئی کلمہ خلاف لب کے زبان سے نکلا [illegible] کیا اور جو کسی کو برا کہا تو وہ بد دعا ہی چپ بہتر ہو [illegible] ایک سخن ویران کند [illegible] زبان خستہ را شیران [illegible] حقیقت میں یہ بات بیفائدہ تھی جو کہا کہ یہ کیا وقت سونیکا ہے اسواسطے بدلے نفس کو سال بھر خوار و زار رکھا اور سونے سے منع کیا بے فائدہ بات کہنی قسم جرم گناہ ہی ہے حسب آیہ کریمہ سورۂ ق ما یلفظ من قول الا لدیہ

۴ یعنی جو کچھ آدمی کی زبان سے نکلتا ہے اس کو فرشتے نگہبان لکھتے ہیں ۱۲

Marfat.com

تمام عمر کوئی کلام دنیا کا نہ کیا حکایت نقل ہے ربیع بن الخثیم سے کہ بیس برس کے عرصہ مین تین کلام کئے اول یہ کہ ایک دوست سے پوچھا کہ تمہاری ماں زندہ ہے یا نہیں دوسری یہ کہ جب واقعہ کربلا واقع ہوا اور اہلبیت شہید ہو گئے اور باقی اولاد رسول اللہ پر شدت ظلم ظالم کی شروع ہوئی کہ زمین اور آسمان گریان اور دل جنگل و پہاڑ کا بریان تھا اور تمام عالم مین حشر عالم تھا جوش خروش محبت اولاد رسول اللہ میں بھر گئے اور یکایک دریا سے ابل گئے اور جناب باری میں عرض کرنے لگے کہ اے مالک دو جہان کے تو خوب جانتا ہے کہ جوان احمقوں نے ظلم و زیادتی کی ہے اور اہل حق کو ناحق ایذا پہنچائی ہے انصاف دن انصاف کے تیرے ہاتھ ہے پھر تا مرگ کچھ کلام نکیا ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ مشائخ جمع ہو کر کہیں دعوت کھانے جاتے تھے ابراہیم ادہم کو بلایا وہ بھی اُس جماعت مین شامل ہوئے پھر ایک اور شخص کا انتظار تھا کسی نے اس جماعت میں سے کہا کہ وہ بڑے مرزا نفس ہیں بڑی دیر میں آوینگے یہ کلام سنتے ہی ابراہیم چپکے چلے آئے کہ یہاں غیبت ہوتی ہے پھر آکر اپنے نفس کو لعنت ملامت کی کہ کھانے کی طمع سے مسلمان بھائی کی غیبت سنی اور پھر ایسی دعوت کھانے سے کہ جسمیں غیبت ہو دست توبہ کی ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ علیہ جنگل میں پھرتے تھے اتفاقاً ایک سوار مل گیا اُسنے پوچھا آبادی کدھر ہے آپنے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اُسنے ناخوش ہو کہا کہ کیا ٹھٹھا کرتا ہے پھر مارے کوڑوں کے لہولہان کر دیا اور شہر کو چلا گیا جب قریب شہر کے پہنچا دیکھی تو تمام شہر کے مرد عورت جتھے کے جتھے چلے آتے ہیں سوار نے متحیر ہو کر کہا خیر ہے کیوں شہر سے نکلے جاتے ہو کہا ہمنے سنا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم اس جنگل میں تشریف لائے ہیں انکی زیارت کو جاتے ہیں سوار اپنے جی میں کھٹک گیا اور ڈر گیا کہ کہیں وہی نہوں جنکو میں نے مارا ہے لوگوں نے انکا رنگ ڈھنگ پوچھا بیان کیا اس صورت اور ہیئت کے ہیں پھر اپنے اوپر لعنت ملامت کرتا ہوا اس گروہ کے ساتھ الٹا گیا دیکھا کہ حضرت خون کپڑوں اور جسم سے دھو رہے ہیں قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے لگا کہ مجھسے خطا ہوئی للہ معاف کیجیے واللہ میں آپسے واقف نہ تھا فرمایا میں نے للہ دعا دی کیا

ف سبحان اللہ [illegible] پہلے لوگ تھے کہ غصہ کے وقت بھی کوئی کلمہ بیہودہ زبان سے نہ نکالتے تھے جو [illegible] اپنے کا کیا ذکر ہے ۱۲ ف دوسری بات میں گویا یاد دلاتی ہیں ۱۲ ف حقیقت میں ایسی جگہ جانے [illegible] سے کہ مفت میں گنہگار رہوں ثواب درکنار ناحق عذاب گلے پڑا نیکی برباد گناہ لازم ۱۲

کہ اپنے بدلے مین کسیکو گرفتار کرنا منظور نہیں اور مین نے تو خلاف نکما تھا کہ آبادی حقیقت میں
وہی ہی جو رات دن آباد ہوتی ہو جیسے قبرستان آپکی خوش فہمی نے مجھے مصیبت سے نہیں امت میں ڈالا

باب چھٹا توبہ و اسباب توبہ میں

حکایت نقل ہے کہ حضرت سری سقطی بہت بڑے اولیائے کامل تھے چنانچہ پیر حضرت
پیران پیر ہیں اور امام الاولیا انکا لقب تھا در بغداد شریف میں اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے.
ہزارون آدمی ہدایت پاتے ایک مرتبہ احمد بن یزید خلیفۂ وقت معہ صدہا غلام ترکی و رومی
بڑے تزک و شان سے آئے اور ایک طرف مجلس وعظ میں بیٹھگئے حضرت فرمارہے تھے
کہ حضرت آدم سے لے تا ایندم کہ آٹھ ہزار برس ہوئے ہونگے کوئی مخلوقات میں
انسان سے ضعیف تر اور نافرمانی جناب باری میں دلیر تر اور حیلہ گر جملہ کائنات سے منعم حقیقی جناب
باری نے پیدا نہیں کیا چنانچہ ہزارون طرحسے رب العزت نے اسکی نجات دارین کیواسطے
سمجھایا اور صدہا طریقے سے اللہ والوں نے سمجھایا بوجھایا مگر اسکے ایک کارگر نہوا یہ سنتے
ہی احمد بن یزید کے تیر سا جگر میں پار ہوگیا روتے روتے بیہوش ہوگیا جب کچھ افاقہ
ہوا گرتا پڑتا اپنے گھر گیا وہاں کچھ کھایا نہ پیا نہ کچھ کلام کیا دوسرے دن پھر تنہا آکر چپکے
سے بیٹھ گیا وعظ سنتا رہا بعد وعظ کے جب سب آدمی چلے گئے حضرت سری سقطیؒ کی
خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت وعظ آپکا میرے کارگر ہوگیا اور تیر سا جگر کی پار نکل گیا
اور بالکل محبت دنیا کی جی سے نکل گئی اور عظمت حق جی مین سماگئی اب دنیا اور اہل دنیا
کی صورت سے نفرت اور وحشت آتی ہے اور کوسون جی بھاگتا ہے سچ ہے جب لذت
ایمانی جی جان مین سما جاتی ہے تو سب طرف سے دل سرد ہوجاتا ہے جیسا جناب
مولانا ارشد فرماتے ہیں ؎

چون ازان اقبال شیرین شد دہان	سرد شد بر آدمی ملک جہان!

پھر جنگل کو چلے گئے تھوڑے دن کے بعد ایک عورت روتی چلاتی حضرت کی خدمت میں
آئی کہ یا حضرت میرا بیٹا خوش شکل خوشخو خوبصورت خوب سیرت نازک اندام دلآرام آپکی
وعظ میں اول مرتبہ بڑے کروفر سے آیا پھر یہانسے فقیر ہوگیا دوبارہ سب سامان ریاست

ف سبحان اللہ کیا لوگ تھے کہ آپ دکھ اٹھاتے تھے اور کسیکا دکھ گوارا نکرتے تھے ۱۲

Marfat.com

اور حشمت کا پھینک کر آیا تیسرے بار جو آیا اُسکا پھر پتا نہ پایا کہ کیا ہوا اور کہاں گیا کیتی
تھی اور زار زار روتی تھی اور کھڑے بیٹھے کو رولاتی تھی حتی کہ حضرت کو بھی نہایت رقت تھی معلوم
ہوا کہ احمد بن یزید کی ماں ہے فرمایا اے نیکبخت صبر کر اور قرار پکڑ جسوقت وہ یہاں آویگا فوراً
اطلاع ہوگی حضرت کے ارشادت اُس بے چین کے جی کو ٹک چین ہوا اور دل بیقرار نے
ذرا قرار پکڑا پھر گھر کو چلی گئی تھوڑے دن کے بعد رات کو آکر حضرت کے دروازے کی کسی
نے کنڈی کھٹکائی فرمایا کون ہے کہا احمد بن یزید ہے خادم کو ارشاد کیا دروازہ
کھولدے اور اس کی ماں کو جلد بلالے پھر اُس نے آکر حضرت سے سلام علیک
کی آپنے بعد جواب کے فرمایا تیرا کیا حال ہے جو ایسا حقیر اور خوار زار ہے۔ کہ
کمر جھک گئی صورت بدل گئی کہا اے امام میں بہت خوش ہوں تم نے مجھ کو
دنیا سے چھڑایا اور خدا سے ملایا تمہارے احسان کس دل و جان سے
بیان کروں اللہ تعالیٰ تمکو اس کی جزا دے گا ناگاہ اس کی ماں اور جورو
لڑکے روتے چلاتے آگئے اسکا حال دیکھکر نہایت پریشان حال ہوگئے اسقدر
روئے چیخیں مارتے تھے کہ در و دیوار کو رُلاتے تھے آدمی کا تو کیا ذکر ہے پھر مادر مشفقہ نے
کہا اے میرے جگر پارہ کیا ان بچوں کے حال پر بھی رحم نہیں آتا کیا ہوگیا کیا تیرے
جی میں سماگیا پھر ہر طرح سے منت و خوشامد کی کہ کسی ڈھب سے گھر تک چلے ہرگز
نہ مانا تنگ ہوکر حضرت کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ یا حضرت یہ کیا بلا میرے
پیچھے لگادی کہ مجھ کو جان چھڑانا مشکل ہوگیا۔ فرمایا میں نے اپنا وعدہ پورہ کیا ہے
پھر عورت مایوس ہوکر کہنے لگی ہائے میری جوانی کیونکر کٹے گی کہا تجکو اختیار ہے
جو تیرا جی چاہے سو کر میرے خیال میں نہ پڑ میں خودی سے گذر گیا۔ خدا کی محبت
میں بل مل گیا بولی اپنے بیٹے کو ساتھ لو کہا بہت اچھا پھر لڑکے کے ریشمین
کپڑے اُتارنے شروع کئے اور اُس کے ہاتھ میں زنبیل دینے کا قصد
کیا تب ماں نے واویلا کر کے لڑکے کو لے لیا کہا آئندہ تمکو اختیار ہے میرے
پاس تو میری صورت ہوکے رہیگا یہ حال دیکھکر پھر کس و ناکس زار زار روتا تھا گویا
حشر بپا تھا پھر جنگل کو چلا گیا اور سب کو روتا چلاتا چھوڑ گیا اور راہ خدا سے منہ نہ موڑا بعد
دو برس کے حضرت کے پاس ایک آدمی آیا کہ آپکو احمد بن یزید نے بلایا ہے کہ اُسکا

Marfat.com

وقت آخری ہے آپ اُسکے ہمراہ گئے دیکھیں تو ایک قبرستان شونیزیہ میں ایک جانب کو
تنگ تاریک جگہ میں پڑے ہیں اور ایسے کلمات کہتے ہیں کہ بھلائی چاہنے والو بھلائی کرنا
پھر آپ صبح تک وہاں رہے پھر مکان کو آئے کہ تجویز تجہیز و تکفین کریں دیکھا تو ہزاروں
آدمی شہر سے آئے ہیں متحیر ہو کر کہا خیر ہے بولے خیر ہے رات کو آواز غیب آئی کہ جسکو
جنازہ اولیاء اللہ کی پڑھنی ہو وہ مقبرہ شونیزیہ میں صبح کو جاوے اسواسطے تمام شہر
وہاں جاتا ہے چنانچہ کثرت ہجوم سے قریب نماز عصر کے کفن دفن کی نوبت پہنچی ف

حکایت نقل ہے ایک شخص دیندار کہ ایک مرتبہ میری دیوار گر پڑی مزدوروں کے
اڈے پر گیا کہ کسی مزدور کو لا کر دیوار درست کراؤں وہاں جا کر دیکھا کہ ایک جوان خوش نما
کے سوائے اور کوئی مزدور نہیں ہے اس سے کہا کہ ہماری دیوار بنا دو اور مزدوری اپنی بو
کہا بہت اچھا مگر جو مزدوری مقرر ہو جاوے اسمیں فرق نہو اور ہماری طاقت سے زیادہ کام
نہو اور نماز کے واسطے پہلے سے اجازت دیدو کہا سب بول منظور ہے پھر گھر لا کر اُنکو
کام بتادیا اور اپنے کام کو چلے گئے پھر شام کو دیکھا تو دو مزدوروں کے برابر کام کیا تھا
بہت خوش ہو کر مزدوری مقرری دیکر رخصت کر دیا پھر صبح کو انکا انتظار کیا جب بہت دیر
ہوئی تو پھر مجمع مزدوران پر گئے انکو نہ پایا اور دریافت سے پتہ لگایا معلوم ہوا کہ وہ ہر روز مزدوری
نہیں کرتے ہیں بلکہ ہفتہ میں ایکدن کرتے ہیں اور سات روز کھاتے ہیں یہ سمجھے کہ وہ
کوئی کاملین سے ہیں پھر انکے مکان پر گئے دیکھا تو بیمار ہیں اور زمین پر پڑے ہیں انکا یہ
حال دیکھکر بہت افسوس کیا پھر کہا آپ مسافر اور بیمار ہیں میرے حال پر عنایت فرمائیے
اور غریب خانہ کو تشریف لیچلئے کہا بہتر ہے مگر مجاور کچھ نہ کھائیے چنانچہ مکان پر آئے تین
دن تک کچھ نہ کھایا نہ پیا نہ کچھ کلام کیا چوتھے روز مجھکو بلا کر فرمایا کہ میرا وقت قریب آیا
چند وصیت کرتا ہوں اسکو بخوبی ادا کرنا اول یہ کہ میرے گلے میں رسی باندھکر زمین میں خوب
گھسیٹنا اور کہنا کہ جو کوئی اپنے مالک کی نافرمانی کریگا اُسکا یہی حال ہو گا شاید رحمت
الٰہی جوش میں آوے اور میری مغفرت فرماوے اور انہیں کپڑوں میں کفنانا بعد
اسکے بادشاہ وقت کے پاس جا کر یہ انگوٹھی اور قرآن شریف دیدینا اور کہنا کہ ذرا

ف جو لوگ اللہ کے ہیں جیتے جی بھی خدا کی محبت کا مزا سمایا دیتی خدا کو بھایا اور اولیاء اللہ کہلایا اور بعد انتقال محبت خدا کے
سبب جی جان مردار رہے جسے حیات کے ملنے سے جسم مردار اور خوار ہے جب کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں کہ ہمچنانکہ قدر تن
زجان بود قدر جان از پرتو جانان بود * گر بدی جان زندہ بے پرتو کنوں * ہیچ کفتی کافرانرا میتون ۱۲

خواب غفلت سے ہوشیار ہوتا اور دنیا کو خواب و خیال سمجھنا ایسا نہ ہو کہ اچانک موت آجاوے اور سارا سامان غفلت کا یہیں ملیا وے اسوقت کوئی تدبیر مفید نہ ہوگی بعد اسکے جان بحق تسلیم کی پھر بعد غم والم کے بخوبی کفنا کر موافق وصیت کے چاہیں کہ رسی گلے میں ڈالیں گوشہ مکان سے آواز غیب آئی کہ خبردار ایسا نکرنا کہ اولیاء اللہ اہل مغفرت نہیں نہ لائق ذلت پھر بخوبی دفنایا بعد اسکے انگوٹھی اور قرآن مجید لیکر بادشاہ کی سواری پر انتظار میں کھڑا ہوا کہ دربارمیں کون جانے دیگا پھر در سے عرض و معروض کی [illegible] بادشاہ کی نظر پڑ گئی پھر مجھے بلا کر پوچھا کہ کون ہے کیا مطلب ہے میں نے عرض کیا اسی [illegible] رہتے والا ہوں ایک شخص کا پیام اور یہ کلام اللہ شریف اور انگشتری [illegible] وہ دونوں چیز لیکر کہا کہ وہ شخص کہاں ہے اور کس حال میں ہے کہا وہ مرگیا [illegible] تھا سنتے ہی بادشاہ رونے لگا یہانتک کہ بیہوش ہوگیا میں نہر مختار الٰہی [illegible] دیر کے بعد ہوش میں آیا کہا کچھ وصیت بھی [illegible] آپکی جناب میں کہیں کہ فوراً خواب غفلت سے بیدار ہو [illegible] سب سامان حشمت اور بادشاہت بالائے طاق [illegible] کپڑے پھاڑ ڈالنا اور سر میں خاک ڈالتا تھا اور کہتا تھا [illegible] پھر [illegible] فرمایا یہ میرا بیٹا تھا [illegible] مزے میں لہو لعب میں مشغول تھا اور [illegible] بیہوش پڑا تھا [illegible] تھا [illegible] کیا وقت نہیں پہنچا ایمان والوں کو کہ [illegible] اللہ کی یاد [illegible] اور میری بات [illegible] اور اپنا کام کر گئے [illegible] زخم کاری دل پر لگا [illegible] [illegible]

فائدہ جب وقت ہدایت الٰہی کا آجاتا ہے تو [illegible] باری سورہ ذاریات میں جاری ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ [illegible] ہماری یاد دہانی کرنا کبھی ایمان والوں کو کار گر ہوجاوے گی ۱۲

رحمۃ اللہ علیہ گورخر کے شکار کو گئے آپ ہی شکار ہو گئے بادشاہی دنیا کی چھوڑ کر بادشاہی
عقبیٰ کی لی یعنی جیسے گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور لشکر سے الگ ہو گیا [illegible] زبان فصیح کہا
اے ابراہیم [illegible] اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوا جا اپنا کام کر سن ابراہیم ادہم متحیر ہو کر غش
کھا کے گھوڑے سے [illegible] گھوڑا لشکر کو چلا گیا لشکر والوں نے گھوڑا خالی دیکھ کر کہا کہ بادشاہ
[illegible] مارا گیا [illegible] سب طرف ڈھونڈھ کے بیٹھ رہے کہ کہیں پتہ
[illegible] ہوش ہوا [illegible] کہا [illegible] لباس اپنے لباس
[illegible] لباس شاہی کے
[illegible] السلطان مجھ کو بھی [illegible]
[illegible] بادشاہ
[illegible] شکار کو
[illegible]
[illegible] الٰہی تیری محبت
[illegible] خیال سوا کے
[illegible] باقی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قدرت خدا [illegible]
[illegible] صورت تھی اور [illegible]
[illegible] عظیم الشان [illegible]
[illegible] مکان و [illegible]

[illegible] فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] ۱۲

اور اس میں سوار پیادے اپنے اپنے قرینے سے صف بستہ کھڑے ہیں اور صدہا دربان دروازے پر ٹہل رہے ہیں اور اندر مکان کے تخت پادشاہی بہت مکلف بچھا ہے اور ایک جوان حسین اسپر جلوہ فرمایا ہے اور چاروں طرف خدام خوش اندام خوش کلام مودب دست بستہ کھڑے ہیں یہ حال دیکھکر میری عقل دنگ ہو گئی چاہا کہ اندر جا کر حقیقت اسکی دریافت کروں مگر دربانوں نے جانے نہ دیا اتفاقاً وہ کسی مشغلہ میں مشغول ہو گئے میں جلد اندر مکان کے چلا گیا یکایک امیر نے عورتوں کو بلایا اور سب ہمخواہوں کو رخصت فرمایا ان کے آتے ہی سارا مکان ایسا روشن ہو گیا کہ جیسے رات کو آفتاب نکل آوے اور صدہا لونڈیاں باندیاں ان کے ساتھ کوئی خوشبو لگاتی دل الجھاتی زلف سلجھاتی کوئی سرگردان و حیران آئینہ دکھاتی خوشبو لگاتی غرض ہر ایک ہر ایک کام میں مصروف تھی پھر وہاں کوئی مرد کسی قسم سے نہ تھا صرف میں اپنی جان پر کھیل کر یہ کھیل تماشا دیکھتا رہا ناگاہ بادشاہ کی نگاہ مجھ پر جا پڑی آتش غضب سے سلگ گیا مانند شعلہ افروختہ ہو کر کہا کہ تیرے سر پر موت کھیلتی ہے جو تجھکو محل سرا میں [illegible] تماشے کے حیلے سے لائی ہے میں خوف سے کانپ گیا خوشامد سے جان کو بچایا کہ آتش غضب کو عاجزی کا پانی بجھاتا ہے جب اسکا غصہ کم ہوا کہا تو ہے کہاں سے آیا عرض کیا خطاوار ہر سزا کے سزاوار ہوں طبیب ہوں امراض دل کا معالجہ کرتا ہوں فرمایا ادھر آؤ اور کچھ کلام حق سناؤ تب میں نے نڈر ہو کر صاف صاف حکم حاکم حقیقی کا بیان کرنا شروع کیا کہ اے بادشاہ تیرے پاس عورتوں کا ہجوم ہے ملک میں ظالموں کے ظلم کی دھوم ہے کیا نہیں جانتا کہ اس وبال سے تیرا اعمالنامہ مالامال ہوگا اور سخت خواری میں مبتلا ہوگا ذرا ہوش پکڑ اسقدر مستی حکومت سے نہ اکڑ خدا کو نہ بھول خودی کے نشہ میں اسقدر نہ پھول انصاف کے دن زبردست زیردست ہوگا اور زیردست زبردست [illegible] دودھ پانی سے اور پانی دودھ سے جدا ہوگا اور دوزخ الہی [illegible] پانی ہو جائیگا نیک کار سرخرو ہونگے اور بدکار [illegible] وفی الحقیقت دنیا اور [illegible] قابل دل ہی نہیں تو عورتوں کی محبت میں چور ہے حوران بہشتی سے دور ہے اگر جنت کی نعمتوں کا مزا چاہتا اور حوران جنان کو ایک نظر دیکھنا واللہ لذت دنیا و محبت زنان [illegible]

Marfat.com

اور بعد مرنے ان عورتوں کے اگر دیکھے تو سوائے بدبو کے کچھ بو باس حسن و جمال کی نہ پاوے اور سخت نفرت آجاوے پس انکی صحبت سے درگذر حوران بہشتی کو طلب کر کہ خلقت انکی مشک و کافور و زعفران سے ہے وہ جمال باکمال نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا گویا لعل و یاقوت ہیں کہ چمک رہے ہیں یا موتی و مرجان ہیں کہ جھمک رہے ہیں جیسا سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ یعنے نہ ہاتھ لگایا ان سے پہلے کسی آدمی اور نہ کسی جن نے گویا وہ لعل اور مونگا ہیں کہ چمک رہے ہیں پس یہ باتیں سنکر لوٹ پوٹ ہو گیا اور کہا اے طبیب تیری باتیں میرے جی میں کارگر ہو گئیں پھر کہو تو اب برائی سے نجات پاؤں اور راہ راست پر آؤں کہ میں بہت بڑا گنہگار ہوں کیا عجب ہے کہ غفور رحیم اپنے فضل و کرم سے بخشدے میں نے کہا حقیقت میں وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ بیت

اسکے فضل کرنے میں نہیں لگتی بار	نہ مایوس ہو اس سے امید وار

پھر زار زار روتا تھا اور کپڑے بدن کے پھاڑتا تھا آخر کو نکل چلا عورتوں نے کہا سبحان اللہ سب حال میں ہم تمہارے شریک حال رہے اب کیا مقتضائے مروت ہے کہ تم جاتے ہو اور ہم کو چھوڑے جاتے ہو پھر سب نے رات کو لباس شاہی دور کیا اور بھیس فقیری بدل لیا پھر رات ہی رات سب کو ساتھ لیکر چلا گیا۔ بعد عرصہ کے جو میں اس محل سرا کے گیا تو اجاڑ پڑا دیکھا کہ دن میں ڈر معلوم ہوتا تھا پھر تائید الٰہی سے اتفاقاً بیت اللہ کو گیا دیکھوں تو عبد الملک موجود ہے اور طواف کعبہ میں مصروف مجھ سے سلام علیک کی میں حال انکا دیکھکر بہت خوش ہوا میں نے کہا عورتیں کہاں ہیں کہا حاضر ہیں پھر وہ سب آئیں بندگی میں مستعد پائیں مجھ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور کہا اللہ تعالےٰ نے ہمارے دل مراد پوری کی جو تمہاری زیارت نصیب ہوئی حضرت ہم سے گنہگاروں کو بھی اللہ تعالےٰ بخشیگا کہ جان و مال سب اس کے محبت میں کھو دیا فرمایا بلاشک اللہ تعالےٰ اپنے تابعداروں کو بخشیگا پھر جوش و خروش میں آکر ایک نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم کی عبد الملک یہ حال دیکھکر بہت غمگین ہوا کہ افسوس ایسے وقت میں مجھسے الگ ہوئے پھر بخوبی کفنا دفنا دیا بعد اسکے وہ بھی رحلت کر گیا اس کو بھی کفنا دیا لوگوں نے بہت افسوس کیا میں نے اسکی قبر پر وعظ کیا اور لوگوں کو عذاب قبر سے

Marfat.com

ڈرایا اور جنت کی آرام کا مژدہ سنایا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری متفکر دریا کے کنارے پر کھڑے تھے دیکھا کہ ایک بڑا بچھو دوڑتا دریا کے کنارہ پر آیا اور ایک مینڈک فوراً دریا سے نکل کر اُس کو سوار کرکے پرلے کنارے لیجایا یہ عجیب معاملہ دیکھکر میں بھی اُس کنارے کو گیا پھر وہ جلدی سے اُتر کر ایک درخت کے نیچے گیا وہاں ایک سانپ سوئے مسافر کی چھاتی پر بیٹھا تھا چاہتا تھا کہ اُسے کاٹے اس نے جاتے ہی سانپ کے ڈنگ مارا وہ مرگیا مسافر بچ گیا پھر جلدی سے بچھو اسی طرح اپنے مکان کو چلا گیا میں نے جانا یہ آدمی کوئی کامل ہے کہ عنایت الٰہی نے اسقدر اسکی حفاظت فرمائی کہ ایک موذی کو دوسرے موذی سے دفع کرایا اور آپ کو بچایا اسکی ملازمت حاصل کرنا چاہیئے جب اس کے نزدیک گیا چاہا کہ قدم بوس ہوں اُس نے آنکھ کھولدی دیکھا تو کوئی شرابی سا ہے۔ مجھکو کمال تعجب ہوا کہ اللہ اللہ اسکا یہ حال ہے اور عنایت خدا کا وہ حال ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے ذوالنون کیوں متحیر ہے کہ یہ بھی ہمارا بندہ ہے اگرچہ گناہ پراگندہ ہے اگر ہم بھلوں ہی کی حفاظت کریں تو بروں کا حفاظت کرنے والا کون ہے بس جو جناب باری میں زاری کرتا ہے فضل باری اسکی دستگیری فرماتا ہے جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں۔ گفت حق گر فاسقی و اہل صنم ۔ چوں مرا خواندی اجابت میکنم ۔ جیسا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنے جو بعنوان گریہ وزاری گناہ سے بیزاری چاہتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو قبول فرماتا ہے۔ یہ سنتے ہی ذوالنون پر ایک حالت جذب وجنون کی طاری تھی کہ گھومتے تھے اور کہتے تھے افسوس او پر حال اس غافل کے کہ رحمت الٰہی اس جوش وخروش سے اسکی ممد دوش ہو اور وہ بیہوش خواب خرگوش میں مدہوش جب شام ہوئی اور ہوا سرد چلی اس غفلت زدہ کے تو میں صبح ہوتی نیند سے چونکا اور ذوالنون کو بیٹھا دیکھا متحیر و نادم ہو کر کہا اے مقتدا اس وقت تم یہاں کہاں فرمایا تو اپنا حال بیان کر کہا میرا حال آپ پر بخوبی روشن ہے پھر میں نے اسکو وہ سانپ دکھایا دیکھتے ہی تھر اگیا جب سب قصہ سنایا رونے چلانے سر میں خاک ڈالنے لگا چیخیں مارتا کپڑے پھاڑتا جنگل کو چلا گیا اور نفس کو بہت لعنت ملامت کرتا تھا کہ جب یہ ڈنگ مال پر

Marfat.com

اسقدر رحم ہے تو بیچاروں کے حال پر کسقدر عنایت ہوگی پھر تائب ہوکر ہمہ تن عبادت الٰہی میں مصروف رہا اور مستجاب الدعوات ہوگیا جس بیمار کو دم کرتا اسیدم اچھا ہوجاتا اگرچہ مدت کا بیمار ہوتا حکایت نقل ہے کہ بصرے میں ایک عورت بدنامی میں نامی شعوانیہ نامی بہت مالدار بداطوار نہایت شکیلا اور جمیلہ خوش آواز دل نواز آرائش بدن میں مصروف گانے بجانے میں مشہور و مصروف ال شادی و دلبری میں استاد تھی جہاں کہیں تقریب شادی غمی کی ہوتی وہ ضرور پہنچتی اور سب جگہ سے حصہ پاتی ایک روز اتفاقا کہیں جاتی تھی اور لونڈیاں باندیاں بھی ہمراہ تھیں ایک مقام پر وعظ ہوتا تھا اہل مجلس پر ایک حالت طاری تھی روتے چلاتے چیخیں مارتے تھے یہ سنتے ہی آگ ہوگئی کہ یہاں تقریب غمی ہے اور مجکو خبر نہوئی کہ یہ تو بڑا غضب ہوا جو میری آمدنی میں فتور پڑا جھٹ ایک لونڈی کو بھیجا کہ دیکھ تو کیا واردات ہے اسنے جاکر دیکھا تو وعظ ہو رہا ہے اور عذاب قبر اور حشر کا بیان ہے کوئی ادھر گرا کوئی ادھر پڑا ہے لونڈی پر بھی ایک حالت طاری ہوگئی اسنے انتظار کرکے دوسری لونڈی بھیجی وہ بھی جاکر اسی حال میں شامل حال ہوگئی تنگ ہوکر تیسری بھیجی وہ بھی نہ آئی چوتھی بھیجی وہ بھی خبر کو گئی آپ بیخبر ہوگئی ہمتم ہمہ تن گوش شد حرکہ در کان تنگ شد جب تھوڑی دیر میں ایک لونڈی آئی کہا تقریب شادی غمی کی نہیں ہے مگر وعظ ہوتا ہے اور ہر ایک خوف الٰہی سے بیہوش ہو رہا ہے کوئی روتا ہے کوئی چلاتا ہے یہ سنکر مسکرائی اور آپ بھی تماشا دیکھنے کو آئی پہنچتے ہی مقلب القلوب نے اسکا قلب پھیر دیا اور اپنے خوف سے اسکا دل بھر دیا کہتی تھی کہ ہائے افسوس ہے ساری عمر میری گنہگاری میں گذری اے اللہ کیونکر میری نجات ہوگی اور زار زار روتی اور آنسوؤں کا مینہ برساتی تھی عالم نے فرمایا اللہ تعالٰے کی ذات سے ناامید مت ہو کہ وہ بڑا کریم ہے سچے جی سے توبہ کر اور گڑگڑا وہ سب گناہ سے پاک کردیگا اگرچہ تیرے گناہ مانند شعوانیہ کے بیحد و شمار ہوں پھر چیخ ماری کہ ہائے افسوس وہ میں ہی ہوں جو برائی میں ضرب المثل ہوں پھر سب کپڑے پھاڑ ڈالے اور سب مال گھڑی گھڑے لٹادیا اور سب لونڈیاں آزاد کردیں اور گوشۂ عافیت میں بیٹھ رہی پھر تائب ہوکر عبادت الٰہی میں مشغول رہی اسی حالت میں جان حق تسلیم کی اور عنداللہ اور عندالناس میں مقبول ہوئی ف

ف اس نقل سے سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سچا ہے کہ فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ الخ یعنی جو کوئی سچے جی سے جناب باری میں گڑگڑا کر گناہ سے توبہ کرے گا اللہ تعالٰے اسکو مانند بیگناہ کے پاک صاف کردیگا گویا اسنے کبھی گناہ نہ کیا تھا ۱۲

حکایت نقل ہے بشر حافی کی کہ ہمیشہ نشہ میں سرشار اور شراب وکباب میں گرفتار رہتے تھے اور بارہ شرابخانے رات دن جاری تھے اتفاقاً ایک مرتبہ راہ میں ایک کاغذ بسم اللہ لکھا ہوا زمین پر پڑا دیکھا جلدی سے بکمال تعظیم اور تکریم اسکو اٹھا لیا چوما اور آنکھوں سے لگایا کہا یہ نام نامی اور اسم گرامی تو میرے مالک محسن کریم رحیم کا ہے پھر مشک خالص سے معطر کرکے عمدہ کپڑے میں نہایت تکلف سے لپیٹ کر ایک جائے بلند محفوظ میں رکھدیا یہ کام اس ناکام کا اللہ کریم کو پسند آگیا اور اسکو پسند کر لیا پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جاؤ اور بشر حافی کو مژدہ سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی اور گرد غبار سے صاف کرکے عمدہ مقام پر رکھدیا ہمنے تجھکو گرد غبار گناہ سے پاک صاف کیا اور فرش سے عرش تک تیرا نام بلند کردیا پھر حسن بصری جلدی سے بشر کے پاس گئے وہ سنتے ہی [illegible] کہ خدا خیر کرے ایسے اولیاء اللہ کا یہاں آنا [illegible] بلائے الٰہی نازل ہوتا ہے پھر آپنے جاکر بہت اخلاق فرمایا اور کمال [illegible] مژدہ سنایا سنتے ہی زمین پر لوٹنے لگے اور چیخیں مارنے لگے [illegible] اور ملامت کرنے لگے کہ ہائے افسوس [illegible] گنہگاری جناب باری میں [illegible] اس روسیاہ [illegible] گناہ پہ فرمایا پھر [illegible] روتے ندامت سے جان کھوتے تھے یہاں تک کہ [illegible] افاقہ ہوا اٹھکر چلے اور سب سامان اسباب [illegible] گھر سے [illegible] کپڑے پھاڑ کر پھینک دیئے اور لباس فقیری پہن لیا [illegible] ننگے پاؤں [illegible] کہا آپ ننگے پاؤں کیوں پھرتے ہیں کہا اللہ تعالیٰ [illegible] ہے واللہ جعل لکم الارض بساطا یعنی زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا [illegible] واسطے پس اللہ تعالیٰ کے بچھونے پر جوتا پہنکر [illegible] تک ننگے پاؤں پھرتے اور زندہ رہے [illegible] گستاخی کرنا [illegible] بشر حافی کہلاتے تھے حافی ننگے پاؤں والے کو کہتے ہیں [illegible] نام حضرت

Marfat.com

بشر تھا چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے کسی کو پیر کو پڑا دیکھا کہا بشر حافی نے رحلت فرمائی بعد اس کے دریافت کیا تو حقیقت میں اسی وقت انتقال فرمایا تھا اور بعد توبہ کے چالیس حج کئے اور چالیس لڑائی کفار سے لڑے بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا کہ ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہم کے [illegible] پر سوار ہوا اڑتے ہیں ف ۲ حکایت نقل ہے کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ [illegible] کے کنارے پر وعظ فرماتے تھے اتفاقاً قافلہ عراق کا حج کو جاتا تھا [illegible] گذرا ایک اونٹ والا حضرت کی خدمت میں آکر [illegible] فرمایا میں تین باتیں یاد رکھ [illegible] واسطے چاہو سوا اللہ کے واسطے [illegible] نفس [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

اول یہ کہ میرے مرنے کے بعد گلے میں رسی ڈالکر چار و ناچار تمام مکان کے گھسیٹنا اور پکار کر بلند کہنا کہ جو کوئی اپنے حاکم حقیقی کے حکم سے پھریگا وہ ایسا ہی ذلیل ہوگا دوسرے آدھی رات کو دفنانا کہ دن میں جو کوئی جنازہ دیکھے گا لعنت ملامت کریگا تیسرے اپنا ایک سپید بال جنازہ کے ساتھ قبر میں رکھدینا کہ شاید اللہ تعالے اسکے سبب سے میری نجات کرے پھر انتقال کیا بعد غم والم کے کفن دفن کا سامان کرکے چاہا کہ وصیت اول ادا کروں یکایک غیب سے آواز آئی کہ اے بوڑھیا اس کام سے باز رہ ہمنے اسکو بخشدیا پھر پارسا نے اسکی نماز پڑھکے بخوبی دفنا دیا اور ایک سفید بال بوڑھیا کا اسکے ساتھ رکھدیا یکایک ہاتھ اٹھا کے آنکھیں کھولکر کہنے لگا اے شیخ اللہ تعالی بخشتا ہے ہر بہلے اور برے کو پھر آنکھیں بند کرلیں قبر درست کرکے چلے آئے

باب سیاتوان کرامت اولیاء اللہ میں

حکایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں بیٹھا تھا دو جوان آئے اور سلام علیک کی پھر بعد نماز کے کہا اولیاء اللہ سے کرامت ہوتی ہے میں نے کہا ہاں ہوتی ہے وہ ناخوش ہوکر چلے گئے دوسرے دن پھر آئے بعد سلام علیک اور نماز کے کہا کرامت اولیاء سے صادر ہوتی ہے یا نہیں قصد تھا کہ کہوں ہوتی ہے ناگاہ زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ نہیں ہوتی ہے بولے سبحان اللہ کیا کہتے ہو کہ اللہ تعالے نے اولیاء اللہ کو وہ عظمت اور کرامت عطا کی ہے کہ اگر ان دیواروں کو کہیں کہ سونے کی ہوجاؤ اور ستونوں کو کہیں کہ زبرجد کے بنجاؤ اور مٹی کو کہیں کہ موتی مونگا ہوجاؤ اسی وقت سب ہوجاویں ناگاہ دیکھوں تو دیواریں سونے کی اور ستون زبرجد کے اور مٹی زر وجواہر ہوگئی یہ دیکھکر میں اچنبھے سے مسکرایا کہا کیوں مسکراتے ہو ہمنے تو ایک بات کہی تھی پھر سب بدستور ہوگئی جیسے تھی ف۲

حکایت نقل ہے ایک بزرگ سے کہ ایک مرتبہ سفر میں قافلہ سے جدا ہوکر راہ بھول گئے دو تین دن خوار زار رہے لیکن راہ کا پتہ نہ ملا تھک کر زندگی سے مایوس ہوکے ایک جا پر بیٹھ گئے

ف بلاشک اللہ تعالی نکتہ نواز نکتہ گیر ہے کبھی ذرا سی بات پر بخشدیتا ہے کبھی ذرا سی بات پر پکڑ لیتا ہے اسیواسطے اسکی ذات سے امید اور آس توڑنا درست ہے نہ بالکل امید کے بہروسے پر ڈرنا جائز ہے چنانچہ سورہ حجر پارہ ۱۴ رکوع ۴ میں ارشاد ہے نَبِّئْ عِبَادِيٓ أَنِّيٓ أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ محمد خبر سنادے میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصل بخشنے والا مہربان اور یہ بھی سنادے کہ میری مار بڑے دکھ کی مار ہے ۱۲ ف۲ دونوں نے کرامت دکھادی کہ اہل نظر کی ایک نظر سے در و دیوار سونے چاندی کے ہوجاتے ہیں جیسے کہ مولانا فرماتے ہیں سے آہن تشبیہ مقبلاں چون کیمیاست ، چون نظر شان کیمیای خود کجاست گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی ، چون بصاحبدل رسی گوہر شوی ۱۲

ناگاہ دور سے دیکھا کہ ایک ٹیلے پر مکان مختصر بنا ہے اور ایک آدمی وہاں بیٹھا ہے اسکو دیکھکر ذرا اطمینان
ہوا پاس جا بیٹھکر آرام لیا وقت شام کا ہو گیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان حسین عمدہ پوشاک درست
آیا اور ... پر ہاتھ پھیرا اور وہاں ایک چشمہ شیریں پانی کا جاری ہو گیا وضو کر کے پانی پیا میں نے بھی
یہ نعمت الہی غنیمت جانکر وضو کر کے پانی پیا پیتے ہی بھوک پیاس کا تعب سفر سب دور ہو گئی
سبحان اللہ پانی تھا یا معجون روحانی یا سامان شادمانی اور آب تاب ایمانی کہ جی جان و زبان
کو شاد کیا اور سیراب کر دیا پھر میں شکر خدا بجالایا اور انکے ساتھ نماز ادا کی بعد نماز
جب وہ بیٹھے تو میں نے عرض کیا کہ میں راہ بھول گیا اور قافلہ مجھ سے چھوٹ گیا کہا ہمارے
پیچھے چلا آ ... تو میں چلا تھا کہ تھوڑی دیر میں روشنی معلوم ہوئی اور اونٹ والوں کی آواز آئی فرمایا یہ
ہی تیرا قافلہ ہے میں نے کہا ہاں پھر میں نے کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنے
نام سے مجھکو مشرف فرمائیے فرمایا ہمارا نام علی زین العابدین ہے ف ۱ حکایت نقل ہے
... کہ ... ایک مرتبہ میں مکہ معظمہ سے بلخ کو جاتا تھا ناگاہ اوپر سے ایک آواز آئی
... خلق ... سونے کے تخت پر بیٹھے ہوا پر جاتے ہیں سلام علیک
... کہا کہاں جاتے ہو ... ملاقات کو جاتا ہوں میں نے عرض کیا اللہ
تعالیٰ ... انکو اپنے پاس کیوں نہ بلایا فرمایا بزرگوں کی خدمت میں
جانا ... ہے ف حکایت نقل ہے ایک پارسا کی کہ ایک مرتبہ رات کو طواف
بیت اللہ ... صبح کے وقت ... ایک آدمی سر سے چادر اوڑھے آب زمزم پر آیا اور ڈول
سے پانی ... پیا اور ڈول رکھکر چلا گیا میں نے جلدی سے جاکر اس ڈول میں سے پانی
پیا پیتے ہی تمام جان و بدن شیریں ہو گئی سبحان اللہ وہ لذت تھی کہ نہ دیکھی نہ سنی بقا ہر الہی
کیفیت تھی جیسے عمدہ ستّو میں قند ملا ہو دوسرے دن پھر اسی طور سے آئے اور
ڈول بھر کے پانی پیکے چلے پھر میں نے بھی پیا تو وہ شکر کا سا مزا تھا پھر تو میں نے دوڑ کر
انکا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا کہ برائے خدا اپنا نام بتائیے فرمایا سفیان ثوری ہوں مگر کسی پر یہ راز
ظاہر نہ کرنا ف ۳ حکایت نقل ہے سہل عبد اللہ تستریؒ سے کہ ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا

ف ۱ حضرت تو آفتاب عالمتاب جہان کرامت میں آپکی ذروں سے ایسی زیادہ کرامتیں ہوئی ہیں کہ سب بیان ... نیر بخوبی روشن ہے
ف ۲ سبحان اللہ کیا عالی رتبہ ہیں اولیاء عالی رتبہ کے کہ باوصف اس عالی درجہ کے کیا فروتنی تھی کیا سچ قول ہے کسی شیخ کا ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد، ہر کہ خود را دید محروم شد ۱۲ ف ۳ جیسا کہ بزرگوں میں اشتہار ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی یعنی اولیاء اللہ قدم
اسرار الہی ہیں ... واسطے مخفی رہتے ہیں مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ سے آگاہی رکھتے ہیں وابستہ اولیاء اللہ سے بخوبی واقف ہوتے ہیں سچ ہے پہلے تعارف
... ہوتا ہے ... اسرار پر اطلاع ... ہوتی ہے ۱۲

راہ میں بیمار ہو گیا اتفاقاً قافلہ ابدالوں کا اس راہ سے گذرا ان میں ایک ابدال بسبب اشتیاق ملاقات کے مع اور ابدالوں کے میرے پاس آئے بعد سلام علیک کے کہا یہاں کیوں پڑے ہو ہمارے ساتھ چلو میں نے کہا بیمار ہوں خون ڈالتا ہوں تمہارے ساتھ کیونکر چلوں ایک نے کہا شاید تمہاری ماں کو تمہارے دیکھنے کا شوق ہے اچھے ہو کر جلد جانا پھر کہا یہاں خبر گیران تمہارا کون ہے میں نے کہا ایک موذن ہے پھر مجھکو اوسکے سپرد کر کے کہا اسکو بہت آرام دینا یہ ہماری امانت جاننا ایک نے مٹھی بھر ریت اوٹھا کر اوسکے دامن میں ڈالدیا پھر سب چلے گئے موذن نے دیکھا تو چالیس دینار سرخ تھے تھوڑے دنوں کے بعد اللہ کے فضل سے میں اچھا ہو گیا موذن نے کہا کچھ امانت تمہاری میرے پاس تھی کچھ تمہاری دوا دارو میں صرف ہوئی باقی موجود ہے کہو تمہارے واسطے سواری مول لیدوں میں نے کہا کچھ حاجت نہیں سب للہ بانٹ دو تھوڑی دور چلا تھا کہ کباب روٹی کو جی چاہا اور راستہ دشوار ہوا کہ ایک قدم چلنا دشوار ہو گیا ناگاہ ایک آدمی نظر آیا اور گرم کباب روٹی اور سرد پانی لایا میں نے کھا کے شکر الٰہی ادا کیا پھر چلا شام ہو گئی بادل آیا اور پانی برستا شروع ہوا [illegible] برابر برسا اور بوند بوند ہو گئی اللہ کے فضل سے سہیل کا ذرا دامن تر نہ ہوا اور بخوبی اپنے گھر کو پہنچ گئے فـ حکایت ابراہیم بن شیبان ابراہیم ادہم سے نقل کرتے ہیں کہ اتفاقاً میں ایک مرتبہ بارہ دن کچھ کھایا پیا نہیں رہا مجھکو اپنے حال پر بہت اچنبھا آیا کہ بارہ دن تک کچھ کھائے پیئے رہنے سے قوت اور طاقت میری بفضلہ تعالیٰ ویسی ہی ہے ناگاہ ایک طرف سے ایک بزرگ پیر کہنے نے باواز بلند کہا اے ابراہیم کیوں اچنبھا کرتے ہو [illegible] سے نہ کھایا نہ پیا اور اللہ کے فضل سے امید ہے کہ اگر کھاؤں گے تو درخت سونے کا ہو جاوے اسیوقت ہو جائے ابراہیم کہتے ہیں دیکھو تو اوسی وقت خدا کی قدرت سے [illegible] سونے کا ہو گیا فـ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ [illegible] میں اونٹ کرایہ کیا ایک طرف آپنے اسباب رکھا اور دوسری طرف [illegible] نے رکھا پھر حضرت بایزید سے کہا تمنے اسباب زیادہ رکھا اور حیوان بے زبان پر ظلم کیا بایزید نے فرمایا ایسی باتوں سے ناحق گنہگار ہوتا ہے آگے دیکھ لے اگر زیادہ ہو تو کم کر دو

فـ سبحان اللہ جنکا دامان جان رحمت رحمن سے تر ہے اونکو [illegible] باران [illegible] قطرات [illegible] نظر کیمیا اثر ہی کہ ایک نظر میں حقیقت چیز کو بدل دیتے ہیں اور ناچیز کو چیز کر دیتے ہیں [illegible] اکسیر [illegible] سے جیسے کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں سعہ چون نظر شان کیمیائی خود کجاست ۱۲

دیکھا تو بالکل اسباب معلوم نہوا متعجب ہو کر چلانے لگا بایزید نے کہا تم عجب طور کے آدمی ہو اگر بھید ظاہر کریں تو ملامت کرو اور چھپا دیں تو رسوا کرو تم سے خدا پناہ دے ف ۱

حکایت نقل ہے سعید بن لیث سے کہ ایک مرتبہ حرم محترم میں بیٹھا تھا اور مقام ابراہیم پر کوئی آدمی دعا جناب باری سے مانگتے تھے کہ ہمیشہ کھانے پینے سے بہت عاجز ہوں اپنے فضل و کرم سے جلد یہ حاجت رفع کر میں بھی اسکے پیچھے کھڑا تھا ناگاہ ایک خوان آسمان سے اترا اسمیں چھوارے اور عمدہ پوشاک تھی میں نے کہا میں بھی اسمیں شریک ہوں کہا کیونکر میں نے کہا تم نے دعا کی میں نے آمین کہی بولے سبحان اللہ روزہ کوئی رکھے اور عید کوئی کرے تو کچھ مقتضی نہیں ہے ورنہ میری دعا میں شریک نہوتا خیر تو بھی کھا کھلانے میں کچھ عذر نہیں مگر یہ انداز کچھ پسند نہیں پھر میں نے بسم اللہ کہکر انکے ساتھ کھانا شروع کیا اللہ حلوائے سے دودھ تھا یا شہد سراپا سود کہ جی وہاں کو شیریں کردیا اور گٹھلی کا نام نہ تھا دونوں نے سیر ہو کے کھایا اور خوان ویسا ہی بھرا تھا پھر وہ پوشاک بھی مجکو دینے لگے میں نے کہا اسکی مجھے حاجت نہیں پھر وہ پہنکر چلے گئے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون تھے کہا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تھے پھر میں بہت پچھتایا کہ میں نے وہ پوشاک کیوں نہ لی کہ موجب برکت کا ہوتا **حکایت** نقل ہے کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ بڑے کامل اولیا تھے چنانچہ عالی درجہ انکا حکم محکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بخوبی روشن ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے ارشاد کیا کہ قرن میں ایک شخص اویس نام بڑا ایمان والا ہے مگر بباعث خدمت گذاری اپنی ماں معذور کی حسب اجازت ہماری ہماری خدمت سے معذور رہا اے عمر واے علی بعد وفات ہماری تم دونوں پیراہن خاص پہنا کر اس سے ملاقات کرنا اور ہمارا سلام علیک کہنا اور ہمارے واسطے دعا کرنا لیں یہ سنتے ہی دونو صاحب حیران ہوگئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اس درجہ وہ عالی درجہ رکھتا ہے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ اسکی دعا سے بقدر شمار بال بکریوں بنی کلب کی میری امت کو لوگوں کو بخشیگا ف ۲

فائدہ [illegible] بایزید [illegible] کل نہ معلوم ہوا تو بھی متعجب ہو کر چلانے لگا اور اول اسباب زیادہ جانکر ملامت کرنے لگا ف ۱ [illegible] ف نی [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] اور حضرت اویس صاحب ولایت پرتھی [illegible] دیکھنی [illegible] درجہ [illegible] ہوا وہی ہوا مدینہ منورہ میں مجھ ہوگئی ہے اور [illegible] [illegible] یاد رہتے ہیں سو آپ نسبی کہ بیاد از جمن [illegible] اپنی احمد از [illegible] بھی حد [illegible] اپنی حاجت فرمائی اور صرف واسطے بھلائی امت کے حضرت [illegible] از زور فرزند [illegible] اور [illegible] آپ ذنان کلام مولانا ناطق ہے سو گفت پیغمبر

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ اویس قرنی نے تین رات دن برابر کچھ نہ کھایا نہ پیا جب بھوک کا نہایت غلبہ ہوا پہاڑ پر چلے گئے وہاں جا کر نیچے کھانا شروع کیا ناگاہ دیکھیں تو زمین پر دینار سرخ پڑے ہیں کچھ خیال نہ کیا پھر دیکھا تو ایک بکری گرم روٹی لیکر آئی التفات نہ کیا کہ واللہ اعلم کسکے لئے آئی ہے جب اس بکری نے بزبان فصیح کہا کہ اے اویس یہ تیرا ہی رزق ہے رزاق حقیقی نے بھیجا ہے تب ہاتھ سے روٹی لے لی اور بکری کی طرف نگاہ نہ کی

باب آٹھواں جلد دعا قبول ہونے اولیاء اللہ میں

حکایت نقل ہے حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑے اولیائے کامل تھے کہ ایک مرتبہ چادر اوڑھے نماز پڑھتے تھے اور بندگی خدا میں بیخود تھے چور انکی چادر اتار لے گیا بازار میں دلال کو بیچنے کو دیا تھا کہ ناگاہ ہاتھ وہیں خشک ہو گیا ہرچند ہلاتا تھا ہاتھ جنبش نہ کھاتا تھا یہ حال اور زاری اسکی دیکھکر سب بازاری جمع ہو گئے دست تاسف ملنے ہوئے اس سے پوچھنے لگے جب اسنے حقیقت چوری کی بیان کی سب نے کہا بڑے خدا اس خدا والے کی خدمت میں جلد جا اور چادر دیجا اور اپنا قصور معاف کرا چور دوڑا گیا دیکھا تو حضرت بدستور عبادت میں مشغول ہیں چپکے سے جیسے چادر اتاری تھی ویسی ہی اوڑھا دی اور ایک طرف مودب بیٹھ گیا بعد فراغ نماز کے انکے پیروں پڑتا تھا اور ہاتھ جوڑتا تھا کہ یہ میرا قصور معاف کیجئے فرمایا تونے کیا قصور کیا ہے جو معاف کراتا ہے تب اسنے وہ واردات بیان کی فرمایا واللہ مجھکو ہرگز معلوم نہیں کہ کب تو لے چادر لے گیا اور کب پھر اڑھائی پھر دعا کی الہی اسنے چادر پھیر دی تو بھی اسکا ہاتھ پھیر دے اللہ کے حکم سے اسی وقت ہاتھ اچھا ہو گیا **ف۔ حکایت** نقل ہے کہ ایک عورت حضرت حبیب عجمی کی خدمت میں آئی کہا ایک میرا غلام بہت ہوشیار دیانت دار بھاگ گیا ہے آپ دعا کیجئے کہ آجاوے کہ اللہ تعالےٰ نے اللہ والونکی زبان میں تاثیر دی ہے فرمایا کچھ تیرے پاس ہے اس عورت نے کہا کہ ہاں دو درم ہیں آپنے لیکر کچھ پڑھا اور فقرا کو تقسیم کر دیا ناگاہ وہ غلام آیا اور دو سیر گوشت ہاتھ میں لایا سب نے متحیر ہو کر پوچھا کہاں سے آتا ہے بولا فارس سے کہ

ف۔ سبحان اللہ اہل اللہ عبادت خدا میں ایسے ہی بیخود ہو جاتے ہیں فی الواقع حسن عبادت یہی ہے کہ یاد خدا میں کچھ بیخودی ہو ... بیخودی زیادہ ہو ... یاد خدا زیادہ ہو ... مولانا ... فرماتے ہیں
یکسر وقت سجدہ ہیچ خدا ... دولت ...

چور مجھے چور اسکے وہاں سے گئے پھر مجھکو گوشت کو بیچی گوشت لے چکا تھا کہ یکایک ہوا کا جھونکا آیا مجھکو ہوا ساتھ اسکے یہاں لے آیا حیران ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ یہاں سے فارس تک خراب ہول کوسوں کا فاصلہ ہے گویا کہ ایک دم میں آگیا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ میں بباعث کمی بارش کے قحط پڑا سب شہر والے باہر تین دن نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے اور ہر طرح سے گریہ وزاری کی ایک بوند بھی نہ برسی ایک شخص نازل ہوا تیسرے ایک آدمی اسی صف سے اُٹھا اور جناب الٰہی میں گڑگڑا کے دعا کرنے لگا کہ خداوندا بطفیل دونوں چیزوں کے میرے پانی برسا اور اپنے بندوں کو آفت قحط سے بچا کہ ناگاہ بادل آیا اور خوب پانی برسا چونکہ مجھے حیرت ہوئی کہ اس آدمی سے پوچھا کہ وہ دو چیزیں تیرے کیا ہیں جنکے طفیل سے تیرے پانی برسنے کی دعا کی اور فضل الٰہی سے دعا قبول ہوئی اور فورا پانی برسا بولا وہ دو آنکھیں ہیں کہ میں نے بایزید بسطامی سے کہا ہیں آنکھیں کبھی میں نے بہانم اس وقت وہ چار شہر کے ہو بار بایزید بسطامی کو دیکھا ہوگا بولا اسے غافل جنھوں نے اللہ والوں کی آنکھیں دیکھی ہیں وہ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو کوئی نہیں دیکھتا اور وہ کسی حال میں خدا سے آس نہیں توڑتے حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ یعقوب بن لیث بیمار ہوئے ہر چند معالجہ ہوا کچھ فائدہ نہوا جب قریب المرگ ہوئے حکیموں نے جواب دیا اور کہا اب وقت دوا نہیں وقت دعا ہے پھر سب مایوس ہوگئے اور حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے عرض کیا دوا کی طرف سے آس ٹوٹ گئی ہے دعا کے اثر کی امید باقی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرماویں تو کمال بندہ نوازی ہے کہ اللہ تعالے نے اللہ والوں کی زبان کو بہت اثر دیا ہے از انجا کہ دل جوئی خاصہ خاصان اللہ و جو بندگان خدا ہے حضرت تشریف لائے اور اسکے پریشان حال پر رحم آیا اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ اے مالک میرے اسکے گناہ کی سزا تو نے اسکو دکھادی اب اس غلام کی طاعت کی عزت تو ذرا دکھادے خدا کے حکم سے اسی وقت اچھا ہو گیا اور ہر طرف سے خوشنودی اور مبارکبادی کا غل شور مچا یعقوب نے بیشمار نقد و جواہر بطور نذر حضرت کے آگے پیشکش کیا حضرت نے ہرگز التفات نہ کیا اور فرمایا اگر یہ چیزیں قبول کرتے تو قابل قبول خدا ہوتے پھر جلدی سے سوار ہو کر

ف یہ بیخودی معنوی اوصاف اولیاء اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں ﷺ و دانا عبادت این بود فتح الباب سعادت این بود ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا گو نشیند در حضور اولیا ✽ یک زمانہ صحبت با اولیا ✽ بہتر از صد سالہ طاعت بی ریا ✽ پاسبان آفتاب اند و بیدار در لشکر و واقف ز اسرار خدا ✽ مقبلان چون کیمیاست چون نظرشان کیمیائی خود کجاست ✽ ۱۲

چلے گئے راہ میں ایک خادم نے عرض کیا کہ حضرت نے کیوں نہ قبول کیا حسد یا فقرا کا بھلا ہو جاتا گو آپ کے
کام کا نہ تھا فرمایا اپنے پیر کے تلے دیکھو دیکھے تو سارا جنگل سونے کا ہے ارشاد کیا جسکے مالک کے
خزانے میں اسقدر زر و جواہر ہوں وہ کیوں یعقوب کا بال بیکا احسان مند ہووے ف
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ہرم بن حیان سفر میں راہ بھول کر پہاڑ میں جا پڑے ہر چند
راہ تلاش کرتے تھے کہیں پتہ نہ لگتا تھا سخت لاچار ہوئے زندگی سے یاس ہوئی کہ چند روز
سے دانے پانی کی صورت نہ دیکھی تب کمال نالہ وزاری سے جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی جب
جب سے ہدایت پائی ہمیشہ تیری حکم برداری اور کبھی نفس و شیطان کی چال میں نہ آیا ہر چند انہوں نے
جان و ایمان نے مجھ کو لذات دنیا کا مزا چکھانا چاہا مگر تیرے فضل سے میں نے دھوکا
نہ کھایا اگر یہ گذارش میری سچی ہے تو مجھ کو راہ بتا دو اس مصیبت سے چھڑا کر تو [illegible] فریاد ختم
پھر یکایک اللہ کی قدرت سے پہاڑ پھٹ گیا راہ ہو گئی میں نکل آیا [illegible]
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ بیٹی ابن قلابہ کی کشتی میں سوار تھی اتفاقاً کشتی پھٹ گئی ایک تختہ
پر یہ اور ایک عورت دوسری بہ چلی موج دریا تختہ کو ادھر سے ادھر [illegible]
اس حال میں [illegible] دوسری عورت کو شدت سے پیاس لگی متحیر ہو کر کہا [illegible]
کہ پیاس سے جان [illegible] کیا کروں پانی [illegible] اسنے [illegible]
میرے مالک تیری لونڈی پیاسی مرتی ہے پانی پلوا دے کہا [illegible]
جواہر کی سرو پانی سے لبریز چاندی کی زنجیر سے بندھی آسمان سے معلق [illegible]
کہ پانی پیا پھر اوپر چلی گئی جب میں نے [illegible] نظر کی دیکھوں تو ایک شخص ہوا میں بیٹھا ہے اور [illegible]
کی اسکے ہاتھ میں ہے میں نے متعجب ہو کر کہا اے صاحب تم کون ہو جواب [illegible]
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوں میں نے پوچھا کیونکر یہ مرتبہ پایا کہا [illegible]
اور [illegible] در رضائے الٰہی کی اور حسی بیٹی ابن قلابہ نے جب اس طوفان سے نجات پائی [illegible]
بیان کیا ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شہر میں [illegible]

ف۱ سچ ہے نظر اہل نظر کے زر و جواہر دولت دیدار پروردگار کے سامنے ہیچ ہیں [illegible] دولتمند اور مالدار ہیں [illegible] دولت بے دولتی [illegible]
ہے ۱۲ ف۲ یہ قصہ مطابق حدیث شریف صحیح کے ہے کہ کئی آدمیوں نے بواسطہ اپنے سچ کے آفت سے نجات پائی چنانچہ [illegible]
منفصل مرقوم ہے ۱۲ ف۳ حقیقت میں جو کوئی خدا سے ڈرا اور خواہش نفس کو چھوڑا اور رضائے الٰہی کو پکڑا وہ بلاشک اس درجہ
کو پہنچا جیسا کہ پارہ عم سورہ نازعات میں ارشاد ہے وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ
الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاہ
سے سو بہشت ہی ہے اسکا ٹھکانا ۱۲

نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے بادل آیا لوگ بہت خوش ہو گئے یکایک ایسی ہوا چلی کہ بادل کو ہوا میں اڑا لے گئی پھر تمام اہل شہر اداس ہو گئے اسمیں ایک بڑھیا کسی گاؤں کی تھی وہ بھی شکستہ دل اپنے گھر جاتی تھی راہ میں ایک شخص پیر مرد سے کو دیکھا اسکو سلام کیا بعد جواب کے اسنے بڑھیا کا نام لیکر کہا لوگوں نے نماز استسقا پڑھی بادل آیا اور پانی نہ برسا بڑھیا نے جانا یہ کوئی شخص کامل ہیں جو بن دیکھے اور سنے احوال مفصل بیان کرتے ہیں کہا ہوں سب آدمی انکو تمہاری خدمت میں لاؤں کہ آپ بارش کی دعا کریں کہ سب شہر والونکے دل ٹوٹ گئے کہا جلد جا کہ تیرے کپڑے پانی میں تر ہونگے پھر اسکو جانے ہی ایسی بارش شروع ہوئی کہ تمام ندی نالے بہہ گئے ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ نامی چور گرفتار ہو گیا حاکم وقت نے سولی دیدی اتفاقاً حضرت معروف کرخی اس راہ سے گذرے چور کو سولی پر خوار و زار دیکھکر بیتاب ہو گئے اسکے واسطے دعا کرنے لگے کہ الٰہی اپنے کئے کی سزا پائی اب اسکی خطائیں درگذر اور معاف کریں کریگا یک غیب سے تمام شہر میں آواز آئی کہ جو کوئی سولی والے چور کی نماز پڑھیگا وہ جنتی ہوگا سنتے ہی تمام شہر جمع ہو گیا اور ہاتھوں ہاتھ اس چور کو سولی سے اتار کر بخوبی غسل دیکر کفنا دفنا دیا چنانچہ کثرت ازدحام سے نماز جنازہ کی بعد نماز عصر کے ہوئی بعد اسکے کسی نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور وہ چور مع نمازیوں کے کمال زرق برق سے وہاں موجود ہے پوچھا یہ دولت اور نعمت کیونکر پائی کہا حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت مع سب نمازیوں اپنے جنازہ کے مغفرت اور یہ عزت پائی ف۲ حکایت سعید بن محمد رازی سے نقل ہے کہ دو برس میں حاتم اصم کی رفاقت میں رہا کبھی انکو غصہ ہوتے نہیں دیکھا مگر ایک مرتبہ کہ بازار میں جاتے تھے کوئی شخص انکے آشنا سے اپنا قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا حاتم نے کہا جھگڑا نہ کرو اپنا قرض آسانی سے وصول کرو ہر چند سمجھایا اسنے نہ مانا لاچار ہو کر غصہ سے چادر زمین پر ماری اس سے بہت دینار سرخ بکھر پڑے کہا بقدر اپنے قرض کے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا اس حریص ناعاقبت اندیش نے دینار دیکھکر زیادہ لئے اسیوقت اسکا ہاتھ خشک ہو گیا ف۳

ف فی الواقع دعا مقبولوں کی فوراً قبول ہوتی ہے ۱۲ ف۲ سچ ہے دعا اللہ والوں کی رد نہیں ہوتی بلکہ اسیوقت قبول ہوتی ہے کہ ہر کام الحاصل الحکم حاکم حقیقی اور اسکی مرضی سے ہوتا ہے اور جو کام حاکم کے مرضی اور حکم سے ہوتا ہے وہ رد نہیں ہوتا ہے جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ کان دعائے شیخ چون نی ہر دعا ست ۰۰ فانی است وگفت او گفت خدا است ۰۰ چون خدا از خدا سوال و کد کند ۰۰ پس دعائے خویش چون رد کند ۱۲ ف۳ فی الحقیقت بددعا اولیاء اللہ کی مانند دو تیر بہدف ہے اسیواسطے صاحب فہم سلیم اور عقل مستقیم والے اللہ والوں سے بہت ڈرتے ہیں کہ انکی بددعا سے جہان غارت ہو گئے ہیں جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ تا دل مرد خدا نامد بدرد ۰۰ ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد ۱۲

Marfat.com

باب نوان نیک نیتون کی نیک نیتی میں

حکایت نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ شیطان علیہ اللعن بازار میں ننگا پھرتا ہے میں نے کہا بیحیا حقیقت میں بیحیائی تجھپر ختم ہے کہ بازار میں ہزارون آدمیونکے آگے ننگا پھرتا ہے نہ کچھ حیا ہے نہ شرم کہا اے حضرت آدمیوں سے بلاشک حیا کرتا ہوں مگر بازاری بے زاری کہ محض نادان اور قسم حیوان سے ہیں اُن سے البتہ شرم نہیں کرتا ایک اشارے میں اُنکو جو ناچ کہئے نچاؤں اور جو کھیل کہئے کھلاؤں اور مثل لوٹن کبوتر کے لٹاؤں بلکہ مجکو آپکے اچنبے پر بہت اچنبا آیا کہ آپ انکو آدمی جانتے ہیں حضرت نے کہا آدمی کہاں ہیں بولا آدمی ایسے ہوتے ہیں جیسے مسجد شونیزیہ میں تین آدمی عبادت الٰہی میں غرق ہیں جنکے مارے میری کمر جھک گئی اور ہمت تھک گئی کہ ہزار طرح سے اونکو اُبھارتا ہوں اور صد ہا طور کے شوشے چھوڑتا ہوں نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے کہ کون کتنا جھک مارتا ہی پھرتا ہے ناگاہ خواب سے چونکا آدھی رات ڈھلے مسجد شونیزیہ میں پہنچا دیکھوں تو تین آدمی خودی سے گذرے ہیں اور جوش خروش محبت خدا میں دریا سے ابل رہے ہیں سر جھکائے یاد الٰہی میں ہیں اور رونیاو مافیہا سے بیہوش ہیں میرے پیر کی آہٹ پا کر ایک صاحب نے سر اُٹھا کے کہا ای جنید سب باتیں اُس ملعون کی سچی ہیں **فا حکایت** نقل ہے کہ بایزید بسطامی ہمیشہ اذان اور تکبیر کہتے ایک مرتبہ ظہر کی اذان کہکے تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص جماعت میں مسافر سے معلوم ہوئے انکے پاس جاکر چپکے سے کہا کہ مسافر کو بلا ضرورت شرعی شہر میں تیمم درست نہیں ہے اُسنے اُسی وقت صف سے الگ ہو کر وضو کر کے نماز ادا کی کسی نے کہا کہ شیخ بایزید تیمم سے کیا کہا بولے میں صبح کی نماز باہر شہر کے بھول کر تیمم سے پڑھی تھی شیخ نے یاد دلاد یا میں نے

ف سچ ہی کبھی سچے کے مقابلہ میں جھوٹا ہی کوئی سچی بات بول اُٹھتا ہی مگر تاہم سچا نہیں کہلاتا جیسے کبھی جھوٹے کے مقابلہ میں سچے سے کوئی بات بیساختہ جھوٹی نکل جاتی ہے جھوٹا نہیں کہلاتا پس بیہودہ باتیں اس جھوٹے نے حضرت جنید بغدادی سے حقیقت میں سچ کہیں کہ کلام الٰہی اسکی تصدیق کرتا ہی چنانچہ ۱۴ پارہ سورۂ حجر میں ارشاد ہی قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ الخ بولا اے رب جیسا تو نے مجکو راہ سے کھویا میں بندونکو دنیا کی بہارین دکھلاؤنگا اور اُن سبکو راہ سے کھودونگا جو بیری حیز بندی میں تھی سو اسی حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بھی بدترین جگہ دنیا میں بازار سے زیادہ کوئی نہیں اسیواسطے بلا ضرورت جانیکا حکم نہیں بلکہ تسبیح کلمہ پڑھنے کا حکم ہے کہ وہاں شیطان بیٹھے ہوتے ہیں بُرے آدمی کو بُرائی پر پکارتے ہیں بھلے کو بہلاتے ہیں اور کامل الایمان صاحب قال کو چنداں نہیں چھیڑتے پس جو بازاری بیزاری رات دن دنیا طلبی اور سود لیے سودے میں ہر دم سودائی اور بدحواس رہتے ہیں اور ہر وقت فریب دہی کی فکر میں سرگرم ہوتے ہیں اور معاملات حق آگاہی سے چنداں سروکار نہیں رکھتے بلاشک وہ نادان بل بدتر حیوان سے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ یعنے اس قسم کے لوگ مثل حیوان سے ہیں

دینو کرکے ادا کر لی ف حکایت نقل ہے عمر بن مالک سے کہ ایک مرتبہ اتفاقاً مجھ پر تین سو درہم قرض ہو گئے اور کوئی صورت ادائی کی منصور نہوئی قرض خواہوں نے آگھیرا اور تنگ کرنا شروع کیا مجبور ہو کر حضرت ابو الحسن نوری کی خدمت میں گیا مکان پر نہ پایا جنگل میں پتہ لگا دیکھوں تو درخت کے نیچے بیٹھے ہیں مجھے دیکھتے ہی ناخوش ہو کر فرمایا اے شخص رازق حقیقی موجود ہے پھر کر مجھکو ناحق تنگ نہ کر پھر ایک مٹھی کنکریاں میری طرف پھینکدیں اور کہا جا قرض ادا کر اور پھر آنیکا قصد نکر دیکھا تو پورے تین سو درہم تھے پھر میں چلا گیا اور سب قرض ادا کر دیا بعد اسکے حضرت سمنون المجنون کو خواب میں دیکھا فرمایا تو نے کیوں ایسے ولی کامل کو تکلیف دی پھر میں نے خواب سے چونک کر توبہ کی کہ اب کسی امر کی حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف نہ دونگا حکایت نقل ہے ابن بادی سے کہ ایک مرتبہ چادر پہنے اور سکار حضرت شبلی کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک عمدہ ٹوپی پہنے ہیں میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ ٹوپی تو میرے لباس کے لائق ہے اگر شیخ مجکو عنایت کریں نہایت ہی بہتر ہے میری چادر اور انکی ٹوپی دونوں آگ میں جلادیں فرمایا سوائے شوق دیدار لقاء کے کوئی آرزو جی میں رکھنے کے لائق نہیں ہے ف حکایت نقل ہے عبداللہ بن تستری کی کہ دو برس علم ادب و علم دین حضرت ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا پھر وہ اپنے وطن شہر تستر کو لے گئے وہاں مدت تک رہے کہتے ہیں کہ عبداللہ کبھی پالتی مار کر تکیہ لگا کے نہیں بیٹھے اور فتوی نہ دیتے ایک مرتبہ کسی نے دیکھا کہ پالتی مار کر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں کہا آپ کو اس طرح کبھی بیٹھے نہیں دیکھا آج کیا ہے فرمایا زندگی مرشد میں اس طور سے بیٹھنا بے ادبی تھی مگر انہوں نے ابھی انتقال فرمایا اب کچھ مضائقہ نہیں پھر اس شخص نے وہ دن اور تاریخ لکھ رکھی دریافت کیا تو واقعی ذو النون مصری نے اسی دن اسی تاریخ رحلت فرمائی تھی ف۳ حکایت نقل ہے ابراہیم خواص سے کہ بارہ برس انکے جی نے دودھ چپاتی کی خواہش کی اور نہ کھائی ایک دن کسی مریض کو پوچھنے گئے اس سے کہا کسی چیز کو تمہارا جی چاہتا ہے بولا سبحان اللہ بارہ برس سے تو آپکو اپنے جی کی آرزو حاصل نہیں دوسرے کی آرزو کیونکر پوری کروگے ابراہیم

ف۱ اس امر سے حضرت شیخ کی کرامت ظاہر ہوئی ۱۲ ف۲ سدلی کز غیر اندیشہ دارد ÷ اگر جای پری در شیشہ دارد ÷ زترک غیر جنبش جہد نبود ÷ صدائے بت شکستن نام او بود ۱۲ ف۳ سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ مرشد کے ادب سے تادم زیست انکی یہ امور عمل میں نہ آئے بعد انتقال انکے ظہور میں فی الحقیقت فن طریقت میں طریقہ پسندیدہ ہمہ تن ادب ہے چنانچہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں از خدا جوئیم توفیق ادب ÷ بی ادب محروم ماند از لطف رب ÷ بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد ÷ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ÷ ہرچہ بر تو آید از ظلمات و غم ÷ آن ز بیباکی و گستاخی است ہم ÷ پیش اہل دل ادب بر باطن است ÷ زانکہ دل شان بر سرائر ناظر است ۱۲

متحیر ہوکر کہنے لگے سچ ہے کہ اللہ والونکو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ف۱ حکایت نقل ہے کہ ایک شخص نے دو درہم کو جوتا مول لیا پہنکر حضرت شبلی کی خدمت میں گیا اور کہا محبت الٰہی کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ جو شخص دو درہم کا جوتا پہنتا ہے اور خواہش نفسانی پر ریجھ رہا ہے اور لذات خودی میں بیخود ہو رہا ہے اُسکو خدا اور محبت خدا سے کیا سروکار ہے ف۲

باب دسوان توکل اور ڈرنے خدا اور نہ ڈرنے غیر خدا میں

حکایت نقل ہے حامد اسود سے کہ ایک مرتبہ ابراہیم خواص کے ہمراہ سفر میں تھا اتفاقاً سانپوں کے جنگل میں پہنچے میں نے کہا یہاں سے جلد نکل چلو ایسا نہو کہ رات ہو جائے اور سانپ ہمیں گھیر جائیں کہ انسے جان بچانی دشوار ہوگی پس ابراہیم نے یہ سنتے ہی اسی میں لنگر ڈال دیا میں بھی مجبور ہوکر پڑ رہا رات کو چاروں طرف سے سانپوں نے گھیر لیا میں ڈر کر کہنے لگا سانپ آ رہے ہیں ابراہیم نے کہا چپ رہو اور یاد خدا میں مشغول رہو پس میں نے ذکر اللہ شروع کیا سانپوں نے بھاگنا شروع کیا پھر غفلت نیند سے ذرا غافل ہوگیا پھر ایک سانپوں نے گھیرا ڈر کر کہا کہ بھاگو ابراہیم نے جھڑک دیا اور کہا اللہ کیوں نہیں کرتا غرض اسی دکھ سکھ سے تمام رات گذر گئی شیخ بعد نماز صبح اور وظیفہ معمولی کے چلے دیکھوں تو اسی مقام پر جہاں جانماز شیخ کی بچھی تھی ایک بڑا کالا سانپ ہی میں نے متعجب ہوکر شیخ سے کہا فرمایا کیا تعجب کرتا ہے لڑکپن کی ابھی بو باس تجھ میں باقی ہے کہ رات کو جو فضل الٰہی سے محفوظ رہے وہ بھی یاد نہیں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ باہم سفر کرتے تھے جب جنگل میں پہنچے دیکھا کہ ناگاہ ایک شیر ڈوکتا آیا سفیان ڈر کر کہا ہم خالی ہاتھ ہیں کیونکر اسکے حملہ سے نجات پاویں شیبان راعی نے کہا اے امام دل میں کچھ خطرہ نہ کرو کیا اسکا خالق سوا خدا کے کوئی اور ہے پھر شیبان نے پاس جا کر اسکا کان پکڑ لیا اور چمکارا اور وہ عاجزی سے دم ہلانے لگا سفیان نے یہ معاملہ دیکھکر کہا یہ بات تو کیا ہے

ف۱ واقعی یہی صحیح ہے جیسا کہ ۲۹ پارہ سورہ مدثر میں ارشاد ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ یعنے اور خاص بندوں اللہ کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا ۱۲ ف۲ واقعی لذت نفسانی اور معاملات خودی میں محو ہونا اور طلب محبت خدا کرنا حرکت لغو ہے ۱۲

ف۳ بالشک ذکر اللہ سب بلا دور کرتا ہے کیا اچھا کہا کہنے والے نے دیو بگریزد ازان قوم کہ قرآن خوانند افسوس ہمارا افسوس ہے کہ ہم نام خدا لیتا ہے اور ساری عمر مفت کہوتا ہے اور اسکے مزے سے آگاہ نہیں ہوتا اور ذرا دھیان نہیں کرتا کہ سب کیا دھرا اکارت کیا سبب یہ ہے کہ مزہ نام خدا زبان جان سے حاصل ہوتا ہے زبان جسم سے جیسا کہ لطف خوشبو عطر لباس پر لطف زیادہ دیتا ہے اور نالش دنیہ پر پھیکا اور مفت اکارت جاتا ہے اور بیہودہ قوتی نفع میں لگتی ہے جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں شک رادرتن حزان بہاران بحال ... نام

شہرت ہی شیبان نے کہا ہرگز شہرت نکرنا ہم سب سامان اسپر لاد کر مکہ معظمہ تک لیچلیں گے ف۱
حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کسی شہر کے بازار میں آگ لگی اور سب مال اسباب لونڈی غلام جو
اسمیں تھے جل گئے مگر دو غلام رومی جو نہایت حسین بہت قیمتی تھے اتفاقاً قدرت خدا سے بچے
تھے قریب تھا کہ جلیں دلال سخت ملال ملتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی انکو لدے ہزار دینار
صرف لے ناگاہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اسطرف سے گذرے ان دونوں غلاموں کو جلتی
آگ میں کھڑا دیکھکر جی چاہا کہا اگر میں جلجاؤں بلا سے یہ نجات پاویں اس بلا سے چنانچہ بسم اللہ
کہکر جلتی آگ میں کود پڑے اور دونوں کو صاف نکال لے آئے سبکو تعجب ہوا اور سارے شہر میں شہرہ ہوا
پھر دلال آپکے قدم چومنے لگے اور درہم و دینار نذر گذارنے چاہے حضرت نے فرمایا میں نے
دنیا کے لالچ کیواسطے یہ کام نہیں کیا بلکہ خدا کی مرضی چاہنے کو کیا اگر دنیا کے لالچ کیواسطے
کرتا تو خود سلامت نہ بچتا اور وہ کس طرح جلنے پاتا ف۲ حکایت نقل ہی کہ ایک حجرا حبیب عجمی رحمۃ اللہ
علیہ کا بصرے کے بازار کے چوراہے پر تھا کبھی کسی مصلحت اور حکمت کیواسطے وہاں
ہی بیٹھے اور اٹھتے تھے ایکبار نہ پوستین چھوڑ کر وضو کو چلے گئے اتفاقاً حضرت حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ آ گئے پوستین پڑا دیکھکر کھڑے ہوگئے کہا حبیب عجمی کو کچھ خیال نہیں تنہا
پوستین چوراہے میں ڈالکر چلے گئے خیال نہ کیا کہ کوئی لیجائیگا اچانک وہ بھی آگئے سلام علیک کہی کہا
اے امام وقت تم کہاں ہو بولے تمہاری پوستین اور حجرے کی نگہبانی کرتے ہیں تم سے بہت اچنبھا ہے
کہ چوراہے میں سب سامان کسکے بھروسے پر چھوڑ کر چلے گئے کہا اسکے بھروسے جسنے تمکو نگہبانی
کیواسطے بھیجدیا ف۳ حکایت نقل ہی علقمہ بن اسودؓ سے کہ جو لطف نماز عامر بن قیس کو
حاصل تھا ایسا کسی کو نہ دیکھا نہ سنا بارہا شیطان علیہ اللعن بصورت بڑے کالے سانپ کے مسجد میں آیا
ہے اور سب نمازی ڈر کر بھاگ گئے ہیں اور عامر ویسی ہی نماز میں مشغول رہے اور جنبش بھی نہیں
کی جب وہ خبیث عاجز ہوکے جھک مارکے انکے کرتے میں گھسکر گریبان سے سر نکالتا اور انکو
ڈراتا تب بھی آپ خبر نہوتے کہ کیا ہی اور کون جھک مارتا ہے بدستور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے

ف۱ سچ ہے کہ جو خدا سے ڈرتے ہیں انسے ساری خدائی ڈرتی ہے جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ع ہیبت این مرد صاحب دلق نیست
ہیبت حق است این از خلق نیست ٭ ہرکہ ترسید از حق و تقوی گزید ٭ ترسد ازوی جن و انس و ہر کہ دید ۱۲ ف۲ بلاشک خالص نیت
کے کام میں بالکل [illegible] ہی اور جو کام خالصاً مخلصاً للہ ہی کیواسطے ہوا ہیں کیونکہ ہوگا چنانچہ مولانا فرماتے ہیں ع یاد دار کار تو
بر نیت ست ٭ چونکہ نیت صاف شد نیت ست ۱۲ اور حدیث شریف میں آیا ہے انما الاعمال بالنیات یعنے بھلائی
کاموں کی نیت کی بھلائی سے ہے ۱۲ ف۳ حقیقت میں جو کوئی خدا پر بھروسا کرے اللہ ہی اسکو بس ہے جیسا کہ ۲۸ پارہ
سورہ طلاق میں ارشاد ہے کہ من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جسنے اللہ پر بھروسا کیا بس اللہ ہی اسکو کافی ہے ۱۲

Marfat.com

آخر کو وہ ملعون لاچار ہو کر چلا جاتا کسی نے کہا یا حضرت آپ اس کالے سانپ سے نہیں ڈرتے
فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے **حکایت** نقل ہے کہ جب امیر معاویہ رحمۃ اللہ
علیہ سردار ہوئے تو عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ پہاڑوں پر چلے گئے اور وہاں بیٹھکر کلام اللہ
پڑھنے لگے ناگاہ شام ہو گئی نصرانی عابد آیا اور کہا تو کون ہے کہا مسافر ہوں بولا رات کو میری
پاس رہ ورنہ تم جیتے نہ بچوگے کہ یہ جنگل سانپوں کا ہے تمکو پھاڑ کھا وینگے کہا خلاف مذہب
کی پاس میری گذر نہوگی وہ مجبور ہو کر چلا گیا آدھی رات ڈھلے چھت پر سے عابد نے دیکھا تو حضرت
عامر عبادت الٰہی میں مصروف ہیں اور ایک شیر انکے گرد پہرے والے کی طرح ٹہلتا ہے جب نماز سے
فارغ ہوئے شیر سے کہا تجھکو کچھ کہنا ہو تو کہہ ورنہ رخصت ہو تاکہ خلل انداز نہو پھر وہ عاجزی کرتا
دم ہلاتا چلا گیا نصرانی عابد یہ حال دیکھکر حیران ہو گیا اور جلد آکر عامر کے قدم چومنے لگا اور کمال ادب
سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں اور کیا مذہب رکھتے ہیں کہا میں ایک غریب گنہگار مسلمان
ہوں کہ قابل رہنے شہر کے نتھا اسواسطے نکل آیا ہوں کہا اللہ اکبر جب غریب گنہگاروں
مذہب کے ایسے صاحب کرامت ہیں تو اللہ اعلم نیک کیسے ہونگے پس اسیوقت مسلمان
ہو گیا **ف** **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
کے شہید کرنیکا قصد کیا آپ یہ خبر سنکر حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے گئے اور یہ قصہ
بیان کیا انہوں نے کہا آپ اس عبادتخانہ میں جائیے خدا کے حکم سے محفوظ رہوگے آپ وہاں
جاکر عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے کسی مخبر بد اطوار نے مخبری کی کہ حسن بصری فلانی جگہ ہیں
اس خونخوار دل آزار نے بیس سپاہی بھیجے کہ جاکر جلد پکڑ لاؤ سپاہیوں نے آکر حبیب
عجمی رح سے پوچھا کہ حسن بصری کہاں ہیں کہا عبادتخانہ میں ہیں سپاہی گئے حسن بصری نظر نہ آئے
پھر نکل آئے اور کہا اے عابد تو عابد و زاہد ہو کے جھوٹ بولتا ہے کہا میں تو جھوٹا نہیں ہوں مگر
اللہ تعالیٰ نے تمکو اندھا کر دیا ہی پھر گئے نظر نہ آئے سب جھک مار کر چلے گئے تب حسن بصری رح
نے باہر آکر کہا تمنے کیوں میرے قاتلوں کو بتا دیا کہا سچ نے بچا دیا ورنہ دونوں مارے جاتے **ف۲**

ف سبحان اللہ اللہ والوں کے ایمان کی آب و تاب بلاشک غیر مذہب کو بیتاب کر دیتی ہے اور ادر غیر کے جگر کو پانی کر پانی پانی
تھا کہ قرب زمانہ نبوت عالمتاب جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر ذرہ آفتاب چمکتا نظر آتا تھا بیتاب ہیمانہ نقشہ دیکھے
کا سا حال کہ صرف نام کے مسلمان ہیں اور اسلام کا نام نہیں جانتے ہیں باوجود یہ کہ بعض عوام لوگ نام کے مسلمانوں کا طریقہ دیکھکر اسلام
چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں اور وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ ان کی نقصان اسلام سے اصل دین اسلام میں کیا نقصان ہو گیا جو ہم اسلام
سے پھر گئے اس شخص نا فہم کی دین چھوڑ لینے کچھ نقصان دین نہوا بلکہ یہ بیدین ناحق راندہ ہو گیا پس جیسے کسی کی کوئی قرآن کو اپنی
کانٹی آپ مر پھر گنہگار ہا کسی کا کیا گیا ایسے ہی یہ ہمیشہ خوار و زار رہا **ف۲** سچ ہو کر سچ بچاتا ہے اور جھوٹ مارتا ہے جیسے کہ سچے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُہْلِکُ یعنے سچ بچاتا ہے اور جھوٹ مارتا ہے ۱۲

حکایت نقل ہے طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ میں حرم محترم میں حاضر تھا ناگاہ ایک اعرابی اونٹ پر سوار آیا پھر اونٹ بٹھا کر ہاتھ پیر باندھکر کہا اے خدا یہ اونٹ مع سامان تیرے سپرد ہے میں تیری حضوری میں جی جان سے تیرے گھر حاضر ہوتا ہوں جب حرم محترم میں نماز ادا کرکے باہر آیا اونٹ نہ پایا معلوم ہوا کہ چور چرا لے گیا تب جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا میرا اونٹ چوری ہو گیا ہے میرا نہیں گیا بلکہ تیرے سپرد کیا تھا پس جسکی نگہبانی میں سے گیا ہو وہ [illegible] ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی پہاڑ ابی قبیس سے اترتا ہے بائیں ہاتھ میں اونٹ کی نکیل [illegible] اور سیدھا ہاتھ کٹا ہوا گلے میں پڑا ہے اعرابی سے آکر کہا اپنا اونٹ مع اسباب لے [illegible] متحیر ہو کر اُسکا یہ حال دیکھکر کہا یہ کیا واردات ہے کہا جس وقت میں اونٹ چرا کے [illegible] پہاڑ پر چڑھا ایک سوار ہوا سا گھوڑا دوڑاتا ہوا میں آیا میرا ہاتھ کاٹکے گلے میں ڈال کے کہا جا یہ اونٹ مع سامان اسکے مالک صاحب ایمان کو پہنچا پھر ہوا ہو گیا **ف۱** **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ لقصد لڑائی لشکر آراستہ فرماتے تھے ناگاہ دو آدمی ایک شکل کے نظر آئے کہ سر مو کچھ کسی بات میں فرق نہ تھا آپ دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور فرمایا کیا تم دونوں توامان ہو یعنی ایک ساتھ پیدا ہوئے ہو ایک نے عرض کیا یا امیر المومنین میں باپ ہوں اور یہ بیٹا ہے اور اسکا قصہ عجیب ہے کہ ایک مرتبہ میں ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہاد کو گیا اور اسکو پیٹ میں چھوڑ گیا فضل الٰہی سے تھوڑے عرصہ کے بعد فتحیاب ہو کر گھر آیا معلوم ہوا کہ اسکی ماں نے انتقال کیا رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ ناگاہ ایک نور اُسکی قبر سے نکلا اور آسمان کو چلا گیا مجکو کمال تعجب ہوا مجاوروں اور پاس والوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا جس روز سے اُسنے انتقال کیا ہے ہر شب یہی معاملہ دیکھتے ہیں پھر میں نے جا کر وہ قبر کھولی دیکھوں تو ایک لڑکا دودھ پیتا رو رہا چاہتا ہے اور وہ عورت مری ہوئی ہے میں نے لڑکے کو اٹھا لیا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ تو نے اپنی امانت پائی اگر اسکی ماں کو بھی امانت چھوڑ جاتا اور ہمارے سپرد کرتا تو اسکو بھی زندہ پاتا چنانچہ یہ وہی بندہ زادہ ہے جو خدمت والا میں حاضر ہے **ف۲**

ف۱ حقیقت میں توکل کے معنے یہی ہیں کہ بظاہر کام کو درست کر کے اور پھر خدا کی بھروسے پر چھوڑ دینا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں گر توکل می کنی در کار کن ۔ کار کن پس تکیہ بر جبار کن ؛ گفت پیغمبر باواز بلند بر توکل زانوے اشتر بہ بند ؛ رمز الکاسب حبیب اللہ شنو ؛ در توکل از سبب کاہل مشو ؛ در تصریح تمام اس مقام کی حقیر نے باب توکل لب لباب شریف میں لکھی ہے جس صاحب کا جی چاہے ملاحظہ کریں اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہ تھی ۱۲ **ف۲** سبحان اللہ یعنی اللہ سے امین کو امانت سونپی سو پائی یعنے جاتے وقت کہا کہ اے خدا یہ حمل تیرے سپرد ہے میں تیرے حبیب کے ساتھ جاتا ہوں اللہ تعالیٰ اسکی امانت اسکے حوالہ کی اور یہ نہ کہا کہ اے خدا یہ حمل اور حاملہ دونوں تیرے سپرد ہیں تو دونوں کو پاتا ۱۲

حکایت نقل ہی ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ حاتم اصم سے میں نے کہا مشہور ہی کہ آپ بدون زاد راہ اور راحلہ کے ہمیشہ سفر کرتے ہیں اور کچھ تکلیف نہیں پاتے مجکو بھی وہ بتا بتائیے کہ میں بھی اُسپر عمل کروں اور اس فکر سے بیفکر ہوجاؤں کہا حقیقت میں فضل الٰہی سے میرا یہی حال ہے چار یا تو نپر میرا عمل ہی اوّل یہ کہ خوب جانتا ہوں کہ الکسالے جہان کا اللہ ہی ہے دوسرے یہ کہ سارا جہان خدا ہی کے حکم میں ہی تیسری یہ کہ سب کا رازق وہی ہے اور ہر جگہ رزق پہنچاتا ہی چوتھے یہ کہ جہان ہونگا خدا کے حکم سے باہر نہونگا پس اس سبب سے بے پروا جہان جی چاہتا ہی وہاں پھرتا ہوں اور کسی قسم کا دکھ اور مصیبت نہیں پاتا ہوں پھر ابو مطیع نے کہا یہ وہ زاد و راحلہ ہی کہ جس سی دونوں جہان کا سفر کمال آسانی اور راحت جانی تو

باب گیارھوان سخاوت اور خیرات اہل اللہ میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کس قسم کے آدمی سے بہت محبت رکھتا ہی کہا اُسسے جو صرف نام کی مسلمان ہیں اور اللہ کے نام کی کوڑی خرچ نہیں کرتے ہیں اسواسطے کہ بخیل کی بندگی قبول نہیں اگرچہ کیسی ہی بندگی کرے فرمایا عداوت کس قسم کی لوگونسے رکھتا ہی کہا جو جان و مال سے اللہ پر نثار ہیں اور زاہد و نفس ظاہری سے بیزار اسواسطے کہ سخی کی عبادت قبول ہی اگرچہ تھوڑی اور ناقص ہو حکایت نقل ہی کہ اتفاقاً ایک شخص پر بہت قرضداری ہوگئی ہرچند ادا کرنیکی فکر کی مفقود ہوئی قرض خواہ اُسکی آبرو خواہ ہوئے جب جان سی عاجز آیا تو لاچار ہوکر ایک دوست جانی کے پاس گیا وہ بہت محبت اور خاطر تواضع سے پیش آیا اور حال پوچھنے لگا کہ ان دنوں کیسی گذرتی ہی کہا کیا کہوں بہر حال شکر ہی مگر ان دنوں چار سو درہم قرضہ کی بہت فکر ہی کہ قرض خواہ رات دن چین نہیں دیتے جان سی عاجز ہوکے تمہیں دوست جانی جانکے آیا ہوں کہ خانہ دوستان بروب و در دشمنان مکوب مثل مشہور ہے وہ سنتے ہی عرق ندامت میں غرق ہوگیا جی جان سے کھو گیا غیرت کھاکے اندر اُٹھ گیا جلدی سے چار سو درہم لے آیا کہا جلد جائیے اور قرض خواہونسے پیچھا چھوڑائیے پھر گھر میں جاکر زار زار رونے لگا اُسکی عورت نے کہا خیر ہی کیوں

ف حدیث شریف میں آیا ہے السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقاً یعنے اللہ کی راہ میں دینے والا اللہ کا پیارا ہی اگرچہ بظاہر اُس سے کوئی گناہ بھی صادر ہو جائے جیساکہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ بخیل ار بود زاہد بحر و بر بہشتی نباشد بحکم خبر ۱۲

روتے ہوجاتے شکر گذاری جناب باری ہے نہ مقام گریہ وزاری کہ دوستی کی حاجت
روا کی پس غم درہم ہی یا غم ہمدم ہی برائے خدا سچ فرمائے اور اس غمدیدہ کو اس غم سے چھوڑا سے
کہا اے عورت نادان غم درہم بندہ درہم کو رولاتا ہی اور طالب دنیا کو بیقرار کرتا ہی بلکہ اسواسطے
روتا ہوں کہ میں اسکے حال سے کیوں ایسا غافل رہا جو وہ اس بلا میں مبتلا ہوکر حاجتمندوں
اور فقیروں کی طرح میرے پاس آیا تب میں نے اسکو اس بلا سے چھوڑایا پس کچھ حق دوستی
ادا نہوا بلکہ محتاجوں کا ساہو گیا ہوا حقیقت میں ذلت اسکی نتھی بلکہ میری تھی پس ایسی غفلت
کی زندگی پر تف ہے جو آپ چین اڑادیں اور دوست بے چین رہیں ف۱ حکایت نقل ہے کہ دو
سچے دوست باہم دوستی دلی رکھتے تھے اتفاقاً دونوں قرضدار ہوگئے مگر مدت تک ایک کو
دوسرے کی قرضداری سے آگاہی نتھی جب خبر ہوئی تو ایک دوسرے کے قرض ادا کرنے
کی فکر میں سرگرم ہوا اور اپنے قرضہ کا کچھ خیال نکیا گو ہر وقت قرض خواہوں کا تقاضا رہتا
آخر کار ایک نے دوسرے کا قرضہ ادا کردیا اور آپس میں کبھی ذکر نہ آیا بعد مدت دراز کے
کسی طور سے اطلاع ہوئی فقط حکایت نقل ہے کہ وقت خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲
کے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بصرے کے حاکم ہوئے ایک مرتبہ کچھ لوگ جمع ہوکر آپکی
خدمت میں آئے عرض کیا کہ یا حضرت ہماری پڑوس میں ایک بزرگ کی لڑکی کا نکاح ہے
اور انکے پاس ایک کوڑی خرچ کو نہیں آپ کچھ اعانت اور عنایت کریں تو بہت بڑی غنا ہے
سنتے ہی آپ اندر جاکر چھ توڑے درہم کے لائے ایک آپ لیا اور باقی اور دونکے حوالہ کئے
اور ان بزرگ کے پاس جاکر رکھدو کہ یہ شادی میں صرف کیجئے اور کچھ غم نفرمائے
پھر پلٹ آئے اسی وقت راہ میں یہ خیال آیا ہمراہیوں سے کہا کہ ہمنے برا کیا جو اہل اللہ کو
ناحق یہ زر واسطے اہتمام لوازم عقد کے حوالہ کیا اور یاد الہی سے باز رکھا پھر پلٹ گئے
اور سب سامان شادی درست کرکے بکمال اعزاز واکرام بخوبی جہیز دیکر رخصت کرکے چلے آئے
ف۳ حکایت نقل ہی کہ عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرتبہ بازار جاکر ایک

ف۱ حق ہی کہ حق دوستی یہی ہی ورنہ مانگے سے دیا تو دوست کو محتاج سمجھا یہ دوستی اسکا نام رکھنا ہی بلکہ ایسی دوستی پر نام رکھنے سے
حقیقت میں سچے دوست وہ ہیں کہ بہرحال خیال دوست کا رکھتے ہیں اور حتی المقدور دوست کو کوفت کی ہوا نہیں لگنے دیتے
اور بدلے کی امید نہیں رکھتے کہ سوداگری ہے نہ دوستی چنانچہ اس مقام کے مناسب حکایت عجیب یاد آئی اور وہ آگے مرقوم ہی ۱۲
ف۲ سبحان اللہ کیا عالی ہمتی اور فروتنی اور حق شناسی کو عمل میں لائے جو چند طرح سے انعام واکرام الہی کے مستحق ہوئے اول جلد عقد ہو
کہ احادیث صحیحہ میں کئی بار اس مقدمہ کی حضرت نے تاکید فرمائی ہی دوسرے یہ کہ اللہ تعالے والے کو اللہ کی یاد سے باز رکھا اور بخوبی
سب سامان کردیا تیسرے یہ کہ باعزاز واکرام اچھے اہتمام سے رخصت فرمایا ۱۲

لونڈی ہزار درہم کو مول لی سواری کی تلاش تھی تاکہ اُسکو سوار کر کے گھر بھجوا دیں ناگاہ ایک شخص آیا
عرض کیا یا حضرت سواری میرے پاس حاضر ہی حکم ہووے تو حاضر کردوں حضرت نے اسکی حسن طلب
دریافت فرما کے خادم سے ارشاد کیا کہ لونڈی کو سوار کر کے اس شخص کے گھر پہنچا دے ف۱
حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کوئی سائل ابی سعید بن العاص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپنے
خزانچی کو رقعہ لکھدیا کہ پانسو اسکو دیدینا مگر کچھ تفصیل نہ کی کہ درہم یا دینار مسرخ پھر وہ خزانچی
رقعہ لیکر پوچھنے آیا کہ پانسو کیا دوں درہم یا دینار فرمایا وقت لکھنے کے خیال درہم کا تھا مگر اب
پانسو دینار سرخ دیدے پس لیکا یک سائل زار زار رونے لگا کہا یہ تو مقام خوش ہونیکا ہی یا رونے کا بولا
سچ ہی مگر مجھکو اس خیال نے رولایا کہ جب تم سے سخی دنیا سے اٹھ جائینگے تو تمام سخاوت کا
خاتمہ ہو جائیگا اور کوئی غریبوں کا پرسان حال نہوگا تمہاری صورت سے اہل حاجت کی حاجت [illegible]
تمہاری ذات سے فقیر اور گدا کا بھلا ہے تمہارے طفیل سے محتاج چین کرتے ہیں اور عیش [illegible]
ہیں فقط حکایت روایت ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرتبہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قحط پڑا سب لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور
عرض کیا کچھ فکر فرمائے کہ تمام مخلوق بھوک سے ہلاک ہوئی جاتی ہو فرمایا آج انشاء اللہ تعالیٰ
کچھ تدبیر ہوگی جاؤ خاطر جمع رکھو پھر وقت شام کے ملک شام سے دو سو اونٹ غلہ کے [illegible]
عثمان رضی اللہ عنہ کے آئے سب آدمی خوش ہو گئے دلال حضرت کی خدمت میں [illegible]
غلہ کا دس گیارہ سیر کرنے لگے تب حضرت نے فرمایا سوا اسکے تمہارا زیادہ [illegible]
ہیں بولے اس شہر کا تو کوئی اس نرخ سے کم نہ لیگا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ [illegible]
اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے سات بلکہ بیشمار دیتا ہی ہم الہی منفعت کثیر چھوڑ کر مول [illegible]
ہاتھ بیچیں اور خسارہ کھاویں بخدا میں خدا ہی کے ہاتھ بیچونگا اور کسی کو ایک دانہ [illegible]
سب غربا اور فقرا کو جمع کر کے کھڑے کھڑے بانٹنے اور لٹانے لگے اور [illegible]
غرض کہ قبل نماز مغرب کے فارغ ہو گئے اُسی رات کو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

ف۱ سبحان اللہ کیا سخاوت تھی کہ کچھ اسکی طلب نہ تھی صرف در پردہ شاید اسکی حسن طلب تھی الہی خریدی ہوئی [illegible]
کردی ۱۲ ف۲ جیسا کہ تیسرے پارہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اُس سے اُگیں
سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکے واسطے چاہے اور اللہ
کشائش والا ہے سب جانتا ۱۲

Marfat.com

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ جناب رسالتمآب بکمال آب و تاب براق پر سوار ہیں نہایت مشتاق ابشاش ہیں میں نے عرض کیا یا حضرت کہاں تشریف فرما ہوئے عبداللہ تو مدت سے مشتاق دولت دیدار تھا آج اللہ تعالیٰ نے اسکی آرزو پوری کی ارشاد کیا آج عثمان ؓ کو لیلۃ غا عرباکو دنیا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا اور مقبول فرمایا اسکے بدلے میں عثمان ؓ کو بہت سی حوریں نہایت جمیلہ اور شکیلہ حلۂ بہشتی سے بخوبی آراستہ بکمال اعزاز و احترام سے عطا فرمائیں مجھکو بھی ارشاد ہوا کہ اسے محمد تم بھی تزئین لپنے عثمان ؓ کی دیکھو جو اسکے مالک نے اسکو عنایت کی سو اس رحمت اور دولت خداداد کی رونق دیکھنے جاتا ہوں ف **حکایت**
نقل ہے کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ہزار درہم نذر بھیجے آپنے اسیوقت بیٹھ بانٹ دیے کسی خادمہ نے عرض کیا یا ام المؤمنین کچھ روزے کے افطار کو بھی رکھ لیتے فرمایا بیوقوف پہلے نہ کہا آگے سے کہتی تو شاید کچھ رکھ لیتی حکایت نقل ہے عدہ سے کہ کسی وقت میں کسی شہر کا حاکم بڑا ظالم خونخوار مردم آزار تھا یہاں تک کہ تمام شہر میں منادی کرادی کہ جو کوئی کسی فقیر کو کچھ دیگا اسکا ہاتھ کاٹ کے شہر بدر کر دیا جائیگا اتفاقاً ایک دن ایک فقیر بھوک کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا اور زندگی سے مایوس ہو کر ایک عورت سے نہایت الحاح و زاری کرنے لگا اسنے کہا کیا تو نے حکم حاکم نہیں سنا جو مجھسے مانگتا ہے اور میری موت اور خواری کے سامان کرتا ہے پھر قدرت خدا سے عورت کو اسکے پریشان حال پر رحم آیا دو روٹی دیں اور کہا امیر کا جو جی چاہے سو کرے مجھ سے کبھو کسی خدا کی راہ پر مانگنا والا چلا جاتا ہی نہیں دیکھا جاتا ناگاہ امیر کو خبر ہو گئی اس عورت کا ہاتھ کاٹکر شہر بدر کر دیا اسکے ساتھ ایک شیرخوار بیٹا بھی تھا عورت نیک سیرت جنگل میں شدت گرمی سے مارے پیاس کے بیتاب ہوئی ہرچند پانی تلاش کیا نزدیک کہیں نہ پایا ناچار ہو کر نہر کے کنارے گئی جب ہی پانی پینے کو جھکی لڑکا گود سے نہر میں جا پڑا اس آفت سے زار زار روتی چلاتی تھی کہ یکایک دو جوان خوش شکل و خوش پوشاک پاس آ کر بیٹھے ہوئے آئے اس عورت سے پوچھنے لگے کیوں اسقدر تجھکو پریشانی ہے کیا آفت آ گہانی ہے اسنے سب قصہ بیان کیا اسی وقت ایک انمیں سے نہر میں گھسکر اسکے لڑکے کو بخوبی صحیح و سالم نکال لایا دوسرے نے اسکے ہاتھ کو خدا کی

قولہ اللہ الذی ... اور للیت کو بالکل خلعت مقبولیت عطا ہوتا ہے جسکا جی چاہے کرے اور دیکھے اسیواسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ... بقدر ... راہ خدا میں دینگے جسقدر میری صحابی تھوڑا راہ خدا میں دینگے اور بہت ثواب پاوینگے اسواسطے کہ وہ لوگ خلوص خاص میں ... سکھانے لادینگے پس مقبولیت بقدر خلوص نیت ہے ف۲ سبحان اللہ اللہ وہ لوگ ہیں اسقدر اللہ کی محبت چھا گئی تھی کر بالکل اپنی خودی سے گذر کر خدائی کی نری کھری بندی رہ گئی ۱۲

قدرت سے بخوبی درست کردیا پھر اُس عورت سے کہا تو نے ہمیں پہچانا اُسنے کہا کہ نہیں کہا ہم وہی دو روٹیاں ہیں جو تو نے للہ دی تھیں اور اسکے سبب سے تو اس بلا میں مبتلا ہوئی تھی الحمد للہ کہ ہمارے ہی سبب سے خراب ہوئی اور ہمارے ہی سبب سے نجات پائی ف۱

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنے کھیت پر تشریف لے گئے اسی کھیت کے پاس اور ایک کسی کا کھیت تھا اسکو ایک حبشی غلام جوتتا تھا قریب دوپہر کے ایک لڑکا تین روٹیاں لایا حبشی نے فارغ ہوکر چاہا کہ کھاوے اتنے میں ایک کتا بھوکھا آیا اُسنے ایک روٹی اسکو ڈال دی وہ جلدی سے کھا کر پھر دم ہلا کے عاجزی کرنے لگا دوسری بھی ڈالدی غرض تیسری بھی ڈالدی آپ ویسا ہی بھوکھا رہ گیا عبداللہ بن جعفر نے اس حبشی کو بلا کر کہا کہ تیری خوراک اسی قدر مقرر تھی جو کتے کو کھلادی اب تو کیا کھائیگا کہا باعث صبر کرنا اور روزہ رکھنا بھوکھے کے مایوس پھر جانے سے بہتر ہے آپ یہ حال اسکا دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور اُس حبشی اور کھیت کو خرید لیا ایک لونڈی قیمتی پانسو دینار کی انکے پاس تھی پھر دونوں کو آزاد کر کے نکاح کردیا اور دوسو دینار سرخ اور وہ کھیت جہیز میں دیا

حکایت نقل ہے کہ احمد بن اسکاف دمشقی بہت بڑے متقی پرہیزگار تھے اور بہ نیت حج کے کمال جانفشانی اور حیرانی سے بہت مال جمع کیا تھا ایک مرتبہ ہمسایہ کے گھر لڑکا کسی کام کو بھیجا ناگاہ روتا آیا کہا خیر ہے کیوں روتا ہے بولا گھر والے گوشت روٹی کھاتے رہے میں منھ دیکھتا رہا مجھکو ایک ٹکڑا نہ دیا اسکاف ناخوش ہوکر ہمسائے کے گھر گئے کہا سبحان اللہ ہمسائے یہی تھا جو تم نے اور کیا کہ لڑکا منہ تکتا روتا رہا اور آپ گوشت روٹی کھاتے رہے اور اسکو ایک نوالا نہ دیا یہ سنتے ہی وہ پڑوسی زار زار رونے لگے کہ ہائے افسوس اب پردہ ہمارا فاش ہوا گو کم مشکل وگرنہ گویم مشکل کہا واللہ پانچ دن سے کسی گھر والے کے منہ میں ایک دانہ نہیں گیا جب نوبت ہلاکت کی پہنچی لاچار ہوکر جنگل میں گیا دیکھا تو ایک بکری مری پڑی ہے اُسکا گوشت بقدر ضرورت اور سد رمق لاکر ذرا کچا پکا کرکے ذرا ذرا سب نے کھایا اس لڑکے کو نہ دیا کہ بفضلہ تعالیٰ اسکو درست نہ تھا ورنہ یہ ہو سکتا تھا کہ سب کھاتے رہتے اور وہ منھ تکتا رہتا بس اسکاف یہ دریافت اس حال کے متغیر ہو گئے اور اپنے جی میں کہا

ف۱ سبحان اللہ کیا سچا قول ہے کہ صدقہ دینار و بلا یعنی صدقہ بلا کو رد کرتا ہے اور حدیث شریف میں اس قسم کے بہت مضمون آئے ہیں یہ کہاوت بھی بعینہ ترجمہ حدیث شریف ہے ۱۲

حکایت ابن عبداللہ ایک شخص کا دنیا حج کے جانے سے بہتر ہو پھر گذر جا اگر سب وہ ہم دو بنار جو رستے سے بہ نیت حج جمع کئے تھے چپکے سے لا کر اسکو دیدئے پھر گھر بیٹھکر یاد الٰہی میں مصروف رہے جب وہ سب حاجی حج کرکے لوٹے حضرت ذوالنون مصری نے مقام مزدلفہ پر خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ کہتے ہیں اے ذو النون اس مرتبہ کسی کا حج قبول ہوا سوائے احمد بن اسکاف دمشقی کے کہ اسنے آنے کی نیت کی تھی اور نہ آیا واللہ اعلم کیا بھید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اور اسکے حج کو قبول فرمایا فا حکایت نقل ہے عوف بن عبداللہ سے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا اکثر آدمی بھوک سے مرنے لگے ایک مزدور کا یہ دستور تھا کہ دن بھر مزدوری کرتا شام کو جو مزدوری ملتی اسکی دو چپاتی جو کی مول لے آتا اتفاقاً راہ میں ایک بھوکے نے سوال کیا اے لیے کچھ دو کہ شدت بھوک سے جان بلب ہوں مزدور نے سوچا کہ کل دو چپاتی ہیں اگر ایک اسکو دوں اور ایک میں کھاؤں تو نہ اسکا بھلا ہوگا نہ میرا پیٹ بھریگا اور جو دونوں اسکو دیدوں تو اسکی جان بچ جاتی ہے اور ہو بال میرے نامہ اعمال میں لکھا جائے پھر دونوں اسکو دے آیا اور آپ بھوکا سو رہا رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا کہا کہ تیری جو حاجت ہو تو بیان کر کہ رحمت الٰہی منتظر ہے اہل حاجت کی حاجت روا کرنیکی کہا ہاں مغفرت درکار ہے بولا مغفرت تیری ہو چکی اور کچھ مانگ کہا قحط دور ہو کہ سارا جہان جان سے جاتا ہے پھر صبح کیوقت غیب سے آواز آئی کہ گرانی غلہ کی گئی اور ارزانی آئی ف[1]

باب بارھواں امرا کی حق پرستی اور نفس کشی میں

حکایت نقل ہے کہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ایک صحابی ملک شام کے حاکم ہوکر گئے صرف ایک اونٹ سواری اور ایک حبشی خدمتگاری میں تھا جب قریب دار الحکومت کے پہنچے تو سرداروں ہانکے لشکر پیشوائی کو آئے راہ میں اس حاکم کو مسافر جانکر پوچھا کہ تمکو یہاں کے امیر کا کچھ حال معلوم ہے کہ یہاں تک آئے ہیں غلام نے کہا کہ امیر یہی ہیں۔ پھر سب

ف[1] حقیقت میں مغفرت امت محمدیہ کیواسطے اللہ تعالیٰ ایک حیلہ اور بہانہ چاہتا ہے سچ کہا کسی نے ؎ رحمت حق بہانہ می طلبد ٭ رحمت حق بہا نمی طلبد ٭ چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ حج زیارت کردن خانہ بود ٭ حج رب البیت مردانہ بود ٭ کعبہ مردان نہ آب و گل ست ٭ طالب دل شو کہ بیت اللہ دل ست ٭ اور بزرگ بھی فرماتے ہیں ؎ دل بدست آور کہ حج اکبر ست ٭ از ہزاران کعبہ یکدل بہتر ست ٭ کعبہ بنگاہ خلیل آزر ست ٭ دل گذرگاہ جلیل اکبر ست ٭ ۱۲ ف فی الحقیقت یہ مضمون موافق احادیث صحیحہ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے کہ جو کوئی کسیکی حاجت ضروری شرعی روا کریگا خدا تعالیٰ اسکی حاجت غیب سے رفع فرمائیگا جس صاحب کا جی چاہے کر دیکھے چنانچہ حقیر نے بہت بار کیا اور دیکھا کہ ارشادات خدا و رسول[1] قسم مشاہدات سے ہیں

[1] قسم حکایات سے جو تجربہ کی محتاج ہوں۔

Marfat.com

سرداروں نے حسب عادت جہالت قدیمی کے بطور سجدہ آپکی تعظیم کی امیر نے متحیر ہو کے
کہا یہ کیا سجدہ سا کرتے ہوئے ہمارے ملک کا ایسا ہی دستور ہے کہ حاکم وقت کی ایسی ہی تعظیم
کرتے ہیں پھر تو امیر نے غضبناک ہو کر کہا اللہ اکبر سوائے خدائے عز و جل کے اور کسیکو بھی سجدہ
ہونا ہی پھر چیخ مار کے چلے آئے اور سند آگے امیر المؤمنین کے ڈالدی اور وہ سب قصہ
بیان کیا ف۱ آپنے اُسیوقت حکم نامہ وہانکے سرداروں کو لکھا کہ سجدہ سوائے خدا تعالیٰ کے
کسیکو درست نہیں خبردار آگے کو ایسی حرکت نکرو اور رسم جہالت چھوڑ دو پھر اور حاکم
مقرر کرکے بھیجا جب وہ قریب شہر کے پہنچے ایک آدمی اس شہر کے سرداروں کے پاس بھیجا کہ
خبردار ہماری پیشوائی کو کوئی نہ آوے جب دار الحکومت میں داخل ہوئے تو سب سردار آئے
اور طرح طرح کے عمدہ کھانے ہمراہ لائے اور انکے آگے رکھے وہ یہ تکلفات دیکھکر یکایک اُٹھکے
چلے اور کہنے لگے کیا امیر المؤمنین نے مجھے اسواسطے بھیجا ہے کہ لذات دنیا میں گرفتار ہو کے
جنت کی نعمتوں سے محروم رہوں سبحان اللہ لذت دنیا اس قابل ہے کہ اسکے بدلے ثواب عقبیٰ سے
ہاتھ اُٹھا دیں پھر امیر المؤمنین کی خدمت میں آکر یہ سب واردات عرض کی اور سند ڈال
دی حضرت نے ارشاد کیا تم سب گوشہ نشین ہوئے ہیں اکیلا کیونکر سب لوازم خلافت کو انجام
دوں پھر ایک تیسرے شخص کو مقرر کرکے روانہ کیا وہ پاس شہر کے کسی گاؤں میں جا ٹھہرے
سب سردار شہر کے آئے دیکھا تو صرف آپ ہیں اور ایک اونٹ سواری کا ہر چند چاہا
کہ کسی قسم کی انکی خدمت کریں قبول نکی کہا اللہ کے فضل سے مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں
صرف نذر سرکار درکار ہے جسقدر جمع ہے حاضر کرو پھر چند روز مقیم ہو کر نذر سرکار لیکے چلے
آئے ف۲ حکایت نقل ہے کہ سلمان فارسی کسی شہر شام کے حاکم تھے اور پانچ ہزار درہم
بیت المال سے پاتے تھے سب للہ لٹاتے اور خرمے کی پتونکی زنبیلیں بناتے اور اونٹ کے
بالونکا لباس پہنتے رات دن اسمیں بسر کرتے جو بکریاں بیت المال سے حصہ میں آتیں فی سبیل
للہ غربا کو تقسیم کرتے اور اُنکے چمڑونکا مشکیزہ اور زنبیل بناکر مجاہدین کے صرف میں لاتے

ف۱ گویا مصداق اس مضمون سراپا موزون کا ظہور میں آیا جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ حاکم اور محکوم کے حق میں فرماتے ہیں
س جز بخرد مند مفرما عمل ٭ گرچہ عمل کار خردمند نیست ٭ یعنی حاکم کو چاہئے کہ خدا ترس کو نوکر رکھے اور خدا ترس
عاقل کو چاہئے کہ کسیکی تابعداری اختیار نہ کرے ۱۲ ف۲ حقیقت میں سردار ملک سب کا خادم اور حافظ ہوتا ہے
اسکو لالچ دنیا پر رکھنا اور لذات کھانے پینے میں گرفتار ہونا ملک اور مملکت کو برباد کرتا ہے اور دنیا اور آخرت
کی دولت سے بے دولت ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ سردار
قوم کا خادم اس قوم کا ہوتا ہے فی الواقع منصب سرداری منصب خدمتگذاری مخلوق جناب باری ہے ۱۲

Marfat.com

ایک مرتبہ کوئی شخص میلے کچیلے کپڑے دیکھکر مزدور سمجھکر کچھ بوجھ انکے سر پر رکھوالیگیا راہ میں کسی نے امیر کو پہچانکر سلام علیک کی اور نہایت متحیر ہوکر کہا اے امیر خیر ہے مالک اسباب سمجھا کہ یہ سردار ہے پیر دل پر ڈر پڑا اور عاجزی کرنے لگا کہ مجھ سے خطا ہوئی لِلّٰہ معاف کیجئے فرمایا تیرے گھر تک حسب وعدہ پہنچانا ضرور ہے ہرچند اسنے معذرت اور خوشامد کی نہ مانا جب اسکے گھر پہنچے تب اس سے قسم لی کہ خبردار آیندہ کو ہر قسم کے آدمی سے اس قسم کی مزدوری نکرانا پھر جب وقت مرگ انکا قریب ہوا زار زار روتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ میں موت کے ڈر سے نہیں روتا بلکہ اسواسطے روتا ہوں کہ کہیں لذات دنیا میں گرفتار ہوکر دولت دیدار رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محروم نرہجاؤں چنانچہ آنحضرت نے ارشاد کیا تھا کہ اے سلمان اگر قیامت کے دن ہمارے پاس آنا منظور ہو تو دنیا اور اسباب دنیا سے دور رہو اور وقت مرنے کے پاک صاف ہونا چاہیئے کہ ہم پاک ہما...ہے پس ڈرتا ہوں کہ میرے پاس تھوڑا سامان دنیا ہے ایسا نہو جو دولت دیدار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجکو محروم رکھے لوگوں نے دیکھا قسم اسباب سے تو کچھ پیکان و تیر اور پوستین اور دستر خوان وغیرہ ہے اور کوئی چیز قیمتی نہیں ہے فائدہ حکایت نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ یمانی کو کسی شہر کا حاکم کرکے بھیجا اور اہل شہر کو حکمنامہ اور فرمان لکھدیا کہ یہ عدل بدل کرینگے تم سب ان کی تابعداری بدل و جان بجالانا جب قریب دارالحکومت کے پہنچے سب سردار پیشوائی کو آئے دیکھا تو خچر پر سوار اونٹ کے بالونکا لباس پہنے ہیں پھر شہر میں لاکر بہت تکلف کے مکان دکھائے اور ہر قسم کے تحفے پیشکش کئے اور زر و جواہر نذر گذرانے انہوں نے ہرگز قبول نہ کئے فرمایا خچر کے دانے چارے کی اکل حلال سے خبر رکھنا کہ بے زبان ہے اور مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں تھوڑی مدت کے بعد لوٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر پاکر چپکے سے راہ میں آبیٹھے کہ دیکھیں حذیفہ دارالحکومت سے کس رنگ و شان سے آتے ہیں دیکھا تو جس انداز سے گئے تھے اُسی انداز سے آتے ہیں کپیسہ امیرالمؤمنین بہت خوش ہوکر اُنسے لپٹ گئے اور کہا کہ ہم تمہارے بھائی ہیں۔ اور ۴

ف سبحان اللہ اللہ والے کیسے دنیا اور اسباب دنیا سے بھاگ کر خدا اور رسول خدا کی طرف بھاگتے ہیں پس جب وقت مرگ بے سامانی دنیا میں برگ و سامان ایمان و عقبیٰ سے ہے لوائے اور یہ حال ہم دنیا طلبوں کے کہ تا مرگ اسکی خواہش میں ہیں اور مرتے ہیں بلکہ اسی حال میں مرتے ہیں اور خواری دارین کی سر پر لیتے ہیں ۱۲

Marfat.com

تم ہمارے فی الحقیقت اسلام اسی کا نام ہے کہ دنیا کی حکومت اور حشمت دور ہونیوالی پر ریجھنا اور اترانا نچاہیئے کہا امیرالمؤمنین جسدن کوئی چیز میری پاس نہیں ہوتی تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ بمقتضائے شفقت و عنایت کے اپنے خاص بندونکو آرائش اور آسائش مغرور کرنیوالی اور خدا بھلانے والی سے ایسے بچاتا ہے جیسے کہ طبیب بیمار کو مضر چیزوں اور کھانے سے پرہیز کراتا ہے بلکہ اسکے پاس بھی آنے نہیں دیتا کھانے کا تو کیا ذکر ہے ف حکایت نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام دن داد دہی فریاد رسی مظلوموں کی کرتے اور سب کام ملکی و مالی کو بخوبی انجام پہنچاتے چنانچہ رات کو تمام شہر کی گلی کوچوں میں پھرتے کہ کسی کا دروازہ غفلت سے کھلا نہ رہجائے کسی کا جانور کھل کر گم ہوجائے کوئی چوکیدار غافل ہو جاتے اور ہزاروں حکمت اور حفاظت مخلوق الٰہی کی اسمیں منظور ہیں کہ اہل دانش پہ بخوبی روشن ہے ایک مرتبہ اہل [illegible] نے یہ حال دیکھکر عرض کیا یا امیرالمؤمنین تمہارے بعد بڑی خرابی واقع ہوگی کہ اس طرح کون جانکاہی حفاظت مخلوق الٰہی میں کریگا اور سرداروں اور زہاد و عابدوں سے یہ کام کیوں نہیں لیتے کہ آپکو آرام اور انکو ہدایت اور مخلوق کو راحت ہو فرمایا حساب کے دن بازپرس مجھسے ہوگی یا اور کسی سے چنانچہ منقول ہے کہ بعد وفات آپکے صاحبزادہ نے خواب میں دیکھا کہ کمر باندھے مستعد اور متوحش ہیں میں عرض کیا یا حضرت خیر ہے کیوں اسقدر منتشر ہو فرمایا اسوقت کا حال کچھ نہ پوچھو کہ حساب کتاب روز حساب سے بہت ڈرتا ہوں کہ احکم الحاکمین کے آگے دودھ پانی سے پانی دودھ سے جدا ہوگا میرے مقابلہ میں ایام خلافت کا سب معاملہ

ف حقیقت میں اگر اس نکتہ کو بدل سمجھیں اور بگوش جان سنیں تو ساری جھگڑ دن سے پاک ہوں اور خداے پاک کی کمال شفقت پر بھی جان سے قربان ہو جاویں اسواسطے کہ اگرچہ بیمار کا جی کھٹی میٹھی کو اگر طبیب مہربان نہ دیتا جان کر اسکو بتلائے تباہی طرح آدمی کا جی دنیا کے مزے کو چاہتا ہے مگر جسپر عنایت الٰہی زیادہ ہے اسکو ہرطرح بچاتا ہے اگرچہ وہ شخص اپنی نادانی سے نہ سمجھے رنجیدہ ہو جیسا بیمار لیموں نارنگی دیکھکر مچل جاتا ہے اور روتا چلاتا ہے مگر ماں باپ اسکو ہرگز نہیں دیتے اگر اس جگہ بارہ [illegible] سے اسواسطے کہ بیماری بڑھ جائیگی تو ہلاک ہوجائیگا اسیطرح ایمان والا بھی اگر دنیا کے مزے کی اسکو چاٹ لگ جائیگی تو ایمان سے دور ہوجائیگا حقیقت میں ایسا جینا مرنے سے بدتر ہے جیسا کہ شفقت جناب باری میں جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں سرنوشت ما بدست خود نوشت خوش نویس از تو نخواہد نوشت اور سعدی علیہ الرحمہ بھی ارشاد کرتے ہیں آنکس کہ توانگرت نمی گرداند او مصلحت تو از تو بہتر داند اور بزرگ کہتے ہیں سہ درویش اگر مصلحت خویش [illegible] باشد کہ مصلحت نیست چنانچہ آیہ کریمہ [illegible] سورہ شوریٰ میں ارشاد ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ یعنے اگر بندوں کو روزی ان کے طلب کے دی تو دھوم اٹھادیں اندر زمین و آسمان سر پر رکھ لیں اسواسطے ہر ایک کو اندازہ کے موافق دیتا ہے بیشک وہ بندوں کے حال سے خوب آگاہ ہے ۱۲

Marfat.com

پیش ہوگا یہانتک کہ ایک گاؤں کی بڑھیا کی فریادی ہوگی کہ یہ بوڑھیا دور سے دودھ دیتی تھی اور مجھو اندھیری تھی کہا دودھ آسانی سے نہیں نکل سکتا تھا پھر مجھسے بازپرس ہوگی کہ تو اسقدر غافل تھا کہ بوڑھیا پر اتنی بڑی ظلم کرتی تھی اور تو نے خبر نہ لی ف۔ **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمر ابن سعید حمص کے رہنے والے کو کسی شہر کا حاکم کردیا تھا سال تمام ہوئے حکم بھیجا کہ مع بیت المال کے چلے آؤ وہ حسب الحکم حاضر ہوئے انکے پاس صرف ایک لاٹھی اور لوٹا اور پیالہ تھا امیرالمؤمنین نے ایسے ٹوٹے حال سے دیکھکر فرمایا کیا کچھ نہ ملا ہو شاید آب و ہوا وہاں کی ناموافق تھی عرض کیا میں تو بفضلہ تعالیٰ بھلا چنگا ہوں اور اسباب ضروری بھی رکھتا ہوں فرمایا کیا سامان ہے دیکھوں چیزیں لاٹھی لوٹا پیالہ دکھادیا حضرت بہت متعجب ہوئے فرمایا کیا رعایا نے خدمت نہ کی یا اور تمہاری تابعداری نہ کی پھر اور حاکم مقرر کرکے بھیجا اور حکم دیا کہ ایک ہزار دینار تحصیل کرکے بھیجو اور ایک بھی عذر انکا نہ سنو پھر عمر سعید سے فرمایا تمہارا کام بہتر تھا اب پھر جاؤ عرض کیا یا امیرالمؤمنین مجھکو اس خدمت سے بیشک معاف کیجیے کہ مجھکو حکومت میں بہت آتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مواخذہ الٰہی میں گرفتار نہو جاؤں کہ جناب رسالتمآب کی صحبت نصیب ہوئی ہوں امیرالمؤمنین یہ سنکر بہت روئے پھر عمر سعید اٹھکر چلے گئے امیرالمؤمنین نے ایک خادم کو سو دینار سرخ دیکر کہا عمر سعید کو تلاش کرکے چپکے سے دے آ خادم گیا بہت تلاش کیا پھر کہیں انکا پتہ نہ پایا ناگاہ مل گئے معلوم ہوا کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں خادم نے بعد سلام و پیغام کے وہ سو دینار سرخ انکے روبرو رکھدئے کہ خلیفہ وقت نے عنایت فرمائے ہیں دیکھتے ہی زار زار رونے لگے خادم نے متعجب ہوکر کہا خیر ہے اسقدر کیوں روتے ہو کہا میں نے دولت دائمی صحبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزا چکھا ہے ڈرتا ہوں کہیں اس دولت ناپایدار کے مزے کی بدولت اُس دولت ہمیشہ پایدار سے محروم رہجاؤں پھر پانچ چھ دینار لیکر باقی اُسی وقت راہ خدا میں غربا کو بانٹ دئے اتفاقاً بعد مدت کے امیرالمؤمنین سے ملاقات

ف۔ سچ ہے سبحان اللہ ان بزرگان رحمہم اللہ کی روش پر حیرانی ہے جب ایسے عالی منصب جامع جامع قرآن مجید بسبب منصب خلافت کہ نیابت نبوت ہے ایسے امر خفیف کی بازپرس اور چشم نمائی جناب الٰہی سے اسقدر ڈرتے اور تھراتے ہیں حالانکہ حفاظت ایسے امر کی بظاہر کسی طرح سے متصور نہیں تو اوروں کا کیا ذکر ہے پس وائے بر حال طالبان منصب دنیا کہ واسطے آرائش دنیا کے تمام عمر عزیز اسکی طلب میں کھوتے ہیں اور جو اتفاقاً کبھی بیکار ہو جاتے ہیں تو زار زار رات دن روتے ہیں سبحان اللہ بگروہ والا شکوہ قابل تحسین و آفرین ہے کہ گرفتاری کو آزادی سے افضل جانتے ہیں اور شکرگذاری بیکاری کی نہیں کرتے جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ من آن مورم کہ در پایم بمالند ۔ نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند ۔ کجا خود شکر این نعمت گذارم ۔ کہ زور مردم آزاری ندارم اور بزرگ بھی فرماتے ہیں ؎ ہیچ دانستی کہ بیکاری چہ قدر بکاری آید

Marfat.com

ہوئی فرمایا وہ سو دینار کیا کئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دئے قیامت کے دن لینگے فا **حکایت** نقل ہے ابو عبد اللہ متقی شداد سے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لباس تکلف نہ پہنتے تھے مگر جب خطبہ پڑھنے کو منبر پر چڑھتے تو البتہ لقیمت چار پانچ درہم کا لباس پہنتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچلا کارخانہ رکھتے اور صدہا لونڈی غلام تھے چنانچہ بباعث کمال غنا کے بلقب عثمان غنی کے ملقب ہوئے اور ہمیشہ نماز تہجد کو اٹھتے اور کسی لونڈی غلام کو نہ اٹھاتے اپنے ہی ہاتھ سے سب کام کر لیتے اور تمام رات عبادت خدا اور تلاوت کلام اللہ میں مشغول رہتے اور جمعہ کے دن روزہ رکھتے کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ تو حافظ ہیں قرآن مجید دیکھکر کیوں پڑھتے ہیں فرمایا یہ فرمان شہنشاہی ہے دیکھتا جاتا ہوں کہ کس چیز کے کرنیکا حکم ہے اور کس چیز کے نہ کرنیکا اور جان اور زبان اور آنکھیں سب اسکی لذت سے مزا اور لذت اٹھاویں کہ تلاوت بے دیکھے تا حق آنکھیں دولت حق سے محروم رہی جاتی ہیں چنانچہ منقول ہے کہ بعد شہادت آپکے زمین و آسمان روتے تھے فقط **حکایت** نقل ہے عبد اللہ بن عرو سے جب تک عمر بن عبد العزیز حاکم نہ تھے بہت خوش خوراک اور خوش پوشاک تھے اور بہت قیمتی گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے اور بہت زرق برق سے رہتے تھے مگر دل کے ہمیشہ غنی اور بادشاہ تھے چنانچہ ایک مرتبہ سب سامان بیس ہزار درہم کو بیچکر راہ خدا میں کھڑے کھڑے لٹا دیا جب امیر ہوئے تو صرف خطبہ کے وقت تین چار درہم کا لباس پہنتے تھے اور سب وقت زندن پوستین پہ گذران ایسے علی ہذا القیاس مکان کا بھی ایسا ہی حال تھا کہ تین لکڑی باندھکا اسپر چراغ روشن کرتے اور جھاڑ فانوس کا کچھ جھگڑا اور جھاڑ نہ رکھتے تھے کسی نے یہ حال دیکھکر عرض کیا یا امیر المومنین پہلے عمارت میں تو تم خوب عیش کرتے تھے اور بہت ترک و شان سے رہتے تھے اب جو بفضلہ تعالیٰ آپ امیر ہوئے جو شان و شوکت بڑھنا تھی تھوڑی ہو گئی طرفہ یہ ہے کہ گیا اسکا معاملہ نہیں ہے اسمیں کیا حکمت ہے فرمایا حقیقت یوں ہے کہ جب آدمی کی کوئی آرزو دلی پوری ہو جاتی ہے تو اس سے بھی زیادہ چاہتا ہے علی ہذا القیاس اسی طرح سلسلہ چلا جاتا ہے چنانچہ جب میں امیر تھا تو آرزو عمارت کی تھی جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے امارت ہوئی

ف سبحان اللہ ایمان والفان اسکا نام ہے کہ بندہ دنیا خدا کے پاس امانت رکھتا ہے پس جو شخص خدا سے امین اور نگہبان کی پاس امانت رکھیگا وہ بلاشک چوروں نفس و شیطان سے بولی محفوظ رہیگا اور قیامت کے دن اس دولت خداداد کی بدولت نجوم رحمت اور منزلت پاویگا ۱۲ **ف ۲** فی الواقع صرف کلام اللہ کا دیکھنا بھی ایک ثواب ہے اور دیکھکے پڑھنا دوسرا ثواب ہے اور معنی سمجھنا تیسرا ثواب ہے ۱۲

Marfat.com

تو آرزو خلافت کی ہوئی جب خلافت ملی تو تمنا بادشاہت آخرت کی ہوئی اب آگے اس سے کوئی مرتبہ باقی نہ رہا جو اسکی آرزو ہوتی اور وہ اکثر خوش خوراکی اور خوش پوشاکی سے حاصل نہیں ہوتی اس سبب سے آرائش جسمانی چھوڑ دی اور زیبائش روحانی اختیار کی فقط

باب تیرھواں عورتوں کے زہد و تقوے میں

حکایت منقول ہے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ معراج میں ایک بہشت بڑا احاطہ یاقوت سرخ کا دیکھا کہ اسمیں تین مکان عظیم الشان بہت مکلف سفید موتی کے تھے میں نے پوچھا یہ کسکے مکان ہیں کہا ایک مریم کا اور ایک آسیہ فرعون کی بی بی کا اور ایک خدیجۃ الکبری زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

حکایت منقول ہے کہ ایک بی بی آمنہ نامی بڑی سیر کرنے والی تھیں بارہا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آتی جاتی تھیں اور کسی نے کبھی کھاتے پیتے نہ دیکھا ایک مرتبہ کسی نے پوچھا یہ کیا سبب ہے کہ ہمیشہ تم سفر میں رہتی ہو اور کبھی بھوک پیاس کی حاجت نہیں ہوتی کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ زیارت بیت شریف میں جاتی تھی شدت پیاس سے بیتاب ہو گئی ہر چند پانی ڈھونڈھا نہ پایا مایوس ہو کر زندگی سے ہاتھ دھوئے کہ یکایک ناگاہ ایک صراحی یاقوت سرخ کی ہوا میں معلق میرے پاس آئی میں نے اسمیں سے پانی پیا ایسا شیریں اور سرد تھا کہ نہ کبھی دیکھا اور وہ مزا میری جان اور زبان کو ایسا مزیدار کر گیا کہ ابھی تک جان و دل میں وہ مزا ہے اسواسطے فضل الہی سے کھانے پینے سے بخوبی نجات ہے

حکایت منقول ہے کہ ایک یہودی کی عورت بڑی حق پرست تھی رات دن چراغ محبت الہی سے سینہ خانہ جان و زبان کو روشن رکھتی تھی اور خاوند تاریک دل ایسا ہمقدم اور ہمدم ساتھ احکام حق کے اسکو دیکھ کر ہر دم جلتا تھا ایک مرتبہ بہت تنگ آکر اپنے یاروں سے یہ قصہ کہا سب یاروں کے مشورہ سے ایک بڑا گڑھا کھودا اسمیں تین دن آگ روشن کی بعد اسکے سب یاروں کو

فائدہ سبحان اللہ یہ نکتہ بھی قابل غور کے ہے گویا دستور العمل اہل عمل ہے یاد رکھنا چاہیے سود مند ادنیا کے تکمیل کہ مرغ دل و جان کو دام گرفتاری مزبلہ کی لذات دنیا سے کہ نفس خواری ہے چھڑا کے اصل آشیانہ آستانہ جناب باری پر پہنچا ہوا منصب ندائے غیبی اور انعام لامتناہی کا ادراک کرتا ہے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ع ہر ندا بیکہ ز بالا کشید ۔ آن ندا میدان کہ از بالا رسید ۱۲

ف سچ ہے جو اہل عرفان مذاق جانی سے لذت اٹھاتے ہیں وہ دنیا فانی کی لذت سے بیزار ہو جاتے ہیں جیسا کہ … فرماتے ہیں ع کار آن باشد کہ حق را شد خرید ۔ بہر کاری او ز ہر کارے برید ۱۲

جمع کر کے اُس عورت نیک سیرت کو بلا کر کہا تو ہر دم خدا خدا کہتی ہو اس گڑھے میں گھس جا اگر سچی ہوگی بچ جائیگی اور جھوٹی ہوگی جل جائیگی وہ سچی ہو سچے خدا پر بھروسا رکھتی تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اسمیں کود پڑی اسی وقت جلتی آگ اسکی آب و تاب ایمانی سے بجھ گئی یہودیوں نے آتش حسد اور عداوت سے جلکر پھر اُسکے اوپر تین دن آگ جلائی اور منھ اس گڑھے کا بند کر دیا تین دن کی بعد کھولا دیکھیں تو وہ عورت بخوبی نماز پڑھتی ہے پھر سب حیران ہو گئے اور توبہ کر کے ایمان لائے کہ بیشک اس سچی عورت کا دین سچا ہے ف ۱

حکایت نقل ہے کہ جب رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا وقت قریب ہوا تو مالک بن دینار پوچھنے کو آئے کہا کہ تمکو کسنے تکلیف دی بولیں معصیت نے کہا کسی چیز کو بھی جی چاہتا ہے بولیں کہ مغفرت کو کہا دنیا کی بھی کسی چیز کی خواہش ہو کہا کہ ہاں تیس برس سے تازہ چھوہارے کو جی چاہتا ہے اور ابتک نہیں کھایا مالک بن دینار اپنے جی میں سوچے کہ یہ تو گھڑی بھر کی مہمان ہیں اسوقت چھوہارہ تازہ کھاں نکلے سے آوے کہ ناگاہ ایک جانور پرند عمدہ چھوہارا کہ نہ دیکھا نہ سُنا میرے پاس ڈال گیا میں جلد رابعہ کے پاس لے گیا کہا کہاں سے آیا میں نے ماجرا بیان کیا بولیں کہ واللہ اعلم جانور کس کے باغ سے لے آیا میں نہیں کھاؤنگی اب اپنے پیارے خدا ہی کے پاس جا کر کھاؤنگی پھر کہا مجھکو اکیلے مکان میں اکیلا کر دو میں اکیلی خدا کے ساتھ پھر سب مغموم ہو کے رخصت ہوئے تب دروازہ مکان بند ہو گیا اور دروازہ رحمت الٰہی کا کھل گیا پھر اس مکان کی طرف سے آواز غیب آئی اور یہ آیۃ کریمہ ۳۰ پارہ سورۂ والفجر کی پڑھی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً پھر دروازہ کھولکر دیکھا تو رابعہ زندہ دل کو مردہ پایا ف ۲ حکایت نقل ہو کہ ایک دن زبیدہ خاتون زوجہ امیر المؤمنین خلیفہ ہارون رشید کے مکان میں بیٹھی ہوئی سنگھار کرتی تھیں ناگاہ غلطی سے ایک غلام چلا آیا اسی وقت پردہ میں ہو گئیں اور اُس سے دریافت کرایا کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہیں دیکھا بولا ... میں نظر پڑ گئی ہو پھر سر کی طرف سے چند بال تراش ڈالے کہ جس بال پر ... کی نظر پڑی اسکا رکھنا وبال ہے ف ۳ حکایت نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت ...

ف ۱ فی الحقیقت آباد تاب آفتاب ، المناب دین جناب رسالتمآب کی ایسی ہو کہ جنکو دل ہتیار کرکے ... کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں سے مومن آن باشد کہ اندر لیلہ ... ایمان او حسرت بود فی الوقع مصداق ... عورت نیک سیرت تھی ف ۲ ترجمہ اوجی جین پکڑ پھر چل اپنے رب کیطرف تو اس سے راضی وہ تجھسے راضی ... تسلیم کی اور تیس برس کی آرزو دلی بسبب شبہ کے تسلیم نہ کی ف ۳ سبحان اللہ فی الحقیقت ایمان ...

Marfat.com

علیہ السّلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تیرے کسی خالص صادق بندے کو دیکھوں اور اوسکی ملاقات سے دل خوش کروں حکم ہوا کہ فلانے جنگل میں جاؤ وہاں ملاقات ہو جائیگی چنانچہ آپ حسب الارشاد کے وہاں گئے دیکھا کہ ایک بوڑھیا ہاتھ پیر سے معذور اندھی دھندھی سارا بدن بگڑا ہوا کیڑے پڑے مکھی چیونٹی لپٹی مٹی میں پڑی یاد الٰہی میں بیٹھی شکر الٰہی کر رہی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے متحیر ہو کر فرمایا کہ اے بوڑھیا اس حالت ہزاروں مصیبت میں کونسی نعمت کا شکر کرتی ہے بولی اے روح اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو وہ جی جان عطا فرمایا کہ ہر ذرہ اُسکا آفتاب سا چمکتا ہے اور وہ زبان عنایت کی کہ ہر زبان شکر خالق انس و جان میں شکر سنال ہے حبیب جناب مولانا اہل حال کے حال وقال میں فرماتے ہیں ؎ عشق زندہ در روان دلبصر ٭ ہست ہر لحظہ زغنچہ تازہ تر ٭ عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بود ٭ بی خدا آب حیات آتش بود ٭ ہر کجا دلبر بود خود ہمنشین ٭ فوق گردوں ست نی زیر زمین ٭ پھر فرمایا کہ تیرا کوئی خبر گیران بھی ہے بولی کہ ہاں جو مالک سارے جہان کا ہے وہی بڑا خبر گیراں ہے کہا کچھ حاجت ہے بولی یہ حاجت ہے کہ ایک میری بیٹی میری خدمت کو کبھی کبھی آتی ہے اس کا خیال کبھی جی میں آجاتا ہے چاہتی ہوں کہ وہ بھی اس جہان سے مٹ جائے تاکہ خالص مخلص نرا کھرا میرا پیارا صرف اللہ ہی رہ جائے ؎ وہ جی میں آنکر ایسا سمایا ٭ کہ اس کے غیر کو جگہ نہیں ہے ٭ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوٹے راہ میں دیکھا کہ اُس کی لڑکی کو شیر کھا رہا ہے فرمایا کہ بوڑھیا کی امید پوری اور دعا قبول ہوئی **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنون مصری اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما رابعہ کے ملنے کو گئے دیکھا تو دریا کے کنارے پر ایک جھونپڑی میں عبادت الٰہی میں مشغول ہیں انکو دکھ میں دیکھکر انکے خادموں پر ناخوش ہوئے کہ تم تو چین اُڑاتے ہو اور رابعہ کو دکھ دیتے ہو پھر سب خادموں نے مل کر جلد ایک مکان مختصر درست کر کے بخوشامد تمام وہاں رابعہ کو رکھا دو تین دن تو کچھ سکھ سے کاٹے کہ رات کو کوا اڑ دیا اور دن کو کھولنا یہ جنجال کون جھگڑے آخر اسی جھونپڑی میں جا پڑیں اور تیا بیس برس اسی طور سے گذرا نے پھر ذوقی شوق محبت الٰہی میں مانند

گزار ے

Marfat.com

دریا کے اُبلتین اور اس مضمون کے اشعار پڑھتین کہ جسکے جی جان مین محبت الٰہی چھپا
گئی وہ ہر دم ہمدم اور ہمقدم اپنے ہمدم کے سے دمبدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم
واقف دم باش و دم را دمبدم بیجا مدم حکایت نقل ہے کہ جب نمرود مردود نے آتش خود
آرائی جی جان میں بھڑکائی تو آب و تاب مقربان جناب کبریائی سے جلتا اور سلگتا
اس واسطے کہ ناری تھا اور حضرت ابراہیم نوری اور ناری آگے نوری کے ناری
ہوتا ہے جیسے مولانا ارشاد فرماتے ہیں بیت آن بود نوری و این ناری بود نار
پیش نور پس ناری بود ؛؛ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے
کا سامان کیا سارے شہر میں شہرہ ہوا ہزاروں تماشائی [illegible]شائی
ہوئے رحیمہ نامی لڑکی نہایت شکیلہ اس کافر نامی کی بھی ایک بلند مکان پہ
تماشا دیکھنے کو چڑھ گئی قدرت خدا نے اسکو عجیب تماشا دکھایا کہ جلتی آگ کو پانی کر
دیا اور دوزخ کو جنت بنادیا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ کا مژدہ سنایا
اور راحت جانی اور عافیت جسمانی کا خلعت پہنایا جیسا جناب مولانا فرماتے
ہیں بیت آتش ابراہیم را دندان نزد ؛؛ چون گزیدہ حق بود چونش گزد ؛؛ پرورد
ور آتش ابراہیم را ایمنی روح سازد جسم را ؛؛ وہ انبار آگ رشک گلزار ارم تھا یا
حرم محترم میں مقام ابراہیم اس کعبۂ جان وایمان پہ وہ جلوہ نور تھا کہ تجلی طور کو درد
چشم بد دور تھا سبحان اللہ کہیں کلمہ سبحان اللہ تھا کہیں صلی علی ہر روش ہر روش
کے درخت سیراب سے شاداب کہیں گل یاسمن اور کہیں گل گلاب کہیں گل ہمالہ
گل محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب کہیں گل داؤدی بکمال آب
تاب بیتاب کہیں دوری حضوری سے سنبل کو پیچ و تاب کہیں بنفشہ نزار انوار
دیدار سے میناب کہیں چشم نرگس باز کہیں سوسن زباندار از ہر غنچہ گل ہر
شاخ سنبل ہر درخت پر طرح طرح کی آواز دلنواز کہیں نہر جاری کہیں بادبہاری جب
اُس لڑکی اور خود گزشتہ بخدا پیوستہ کو یہ جلوۂ حق نظر آیا کہ نظر سا آنکھوں میں حق سے
حق سمایا حیرت میں آ گئی جوشش محبت خدا میں بھر گئی دریا سے ابل گئی جی جان سے ایمان
لائی زبان سے تصدیق کرائی زار زار روتی اور کہتی تھی الحق خدا سے ابراہیم برحق سچا ہے اور نمرود
نابود سراپا جھوٹا ہے کفر سے دور ہو گئی تب یکبار آگ کے گئی اور حضرت ابراہیم

Marfat.com

کی خدمت میں بآواز بلند عرض کرنے لگی کہ یا حضرت اگر لونڈی کو بھی اجازت حاضری ہو تو جی
جان سے حاضر حضور سراپا نور ہو خلیل اللہ نے فرمایا جبکا جی محبت حق میں چور ہو اسکو حق
میں نار سراپا نور ہے جیسا مولانا فرماتے ہیں بیت گر تو نمرودیست در آتش مرو ؛ رفت خواہی اول
ابراہیم شو ؛ بولی یا حضرت لونڈی نے آپکی بدولت دولت ایمان پائی ظلمت کفر سے نکل آئی
اور حقیقت حق دل و جان میں چھاگئی جلوہ حق دکھا گئی فرمایا تجکو یہاں بخوبی امن و امان اور
ہر طرح سے چین جان ہے یہ سنتے ہی جلدی شوق سے جلتی آگ میں چلی یکایک ندائے غیبی
آئی کہ اے آگ خبردار ہماری لونڈی کو دکھ نہ دینا بخوبی سکھ سے رکھنا اور پھر ہر طرف سے
یہی آواز آتی تھی جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں بیت چون تو موصوفی باوصاف جلیل ؛ آتش
اعراض بگذر چون خلیل ؛ گردد آتش بر تو ہم برد و سلام ؛ ای عناصر مر مزاجت را غلام ؛ جہاں
جہاں وہ قدم رکھتی تھی وہاں اسکی آب و تاب ایمانی سے جلتی آگ پانی ہوتی تھی الغرض
خدمت حضرت خلیل اللہ میں حاضر ہوئی انوار پروردگار کی ناظر ہوئی کلمہ لا الٰہ الا
اللہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھا خانہ جان کو چراغ ایمان سے روشن کیا بولی یا حضرت
تادم مرگ آپ قدم نہ چھوڑوں گی خدائے برحق سے منہ نہ موڑوں گی ہاں
اس نمرود جلنے بجھنے آتش نخوت سے جی جلتا ہے دل چاہتا
ہے کہ اگر اجازت جناب پاؤں تو اس بے سوجھ کو کچھ سمجھاؤں بجھاؤں
اور آب فہمائش سے اسکی آگ بجھاؤں شاید راہ پر آوے اور بے راہی کو
چھوڑ دے پھر حسب ارشاد جناب کے گئی اور اس ناسمجھ کو سمجھانے لگی کہ اے
پدر بیقدر ہوش پکڑ مستی نخوت سے اسقدر نہ اکڑ خدا خدا کر کہیں خود آرائی اور دعوائے
خدائی خدا کو کھو سکتی ہے بھلا کہیں رات دن اور دن رات ہو سکتی ہے القصہ تو
سنے بخیال کمال ایذا دہی اور ہلاکت باصد مصیبت و خواری حضرت خلیل اللہ کو
جلتی آگ میں ڈالا پس اپنے کئے کا مزا پایا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ
کہ خدائے برحق نے اسپر کیسا گل لالہ کھلایا کہ کہیں چنبیلی کھل رہی ہے کہیں کیلے
کی پھلی کھل رہی ہے کہیں پیلا ہار نکھار رہا ہے کہیں گلنار ڈھار رہا ہے کہیں بلبل کو
سرخروئی گل سے کہیں گل کو رشک بلبل کہیں نارنگی رنگ دکھا رہی ہے کہیں لیموں کی
ترشی مزا دکھا رہی ہے کہیں سنبل مشک بار ہے کہیں داؤدی کی بہار کہیں گل ناز بو ہے کہیں

گل نیاز میں ناز بوی ہر طرف نہر جاری ہر جانب باغ و بہاری درختان دلکش در ہم آواز دلنواز مرغان بہم خوشی و خورمی بہر قدم بنائے غم و غصہ یکسر برہم پس ٹک آنکھ غفلت کھول حق کو ظلمت باطل میں ٹٹول کسی کا کچھ نجا ہیگا تو حق سے پھر کے ناحق جان و ایمان سے جائیگا اور صعوبت ذلت و خواری اُٹھائیگا جی چاہتا ہے کہ میں نے جو دیکھا تجھے بھی دکھاؤں مگر ہائے افسوس وہ آنکھ کہاں سے لاؤں موافق ارشاد مولانا بیت دیدہ بینا از لقائے حق شود حق کجا ہمراز ہر احمق بود دیدۂ مجنون اگر بودی ترا ہر دو عالم بیخبر بودی ترا باخودی تو لیک مجنوں بیخود ست در طریق عشق بیداری بدست یہ سنکر آتش غضب سے بھڑک گیا جلکر کہنے لگا شاید تو نے مجھکو فراموش کیا اسنے جلکر کلمہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھا تب تو جلکر خاک ہو گیا جی بالاں سے کھو گیا شعلہ سا بھڑک کر کہنے لگا چل چل اسقدر نہ مچل اپنی قدیمی راہ پر چل سینہ جھگڑا نہ پھیلا پس اس بات کو زیادہ نہ بڑھا ورنہ جان سے جائیگی جہاں سے پناہ نہ پائیگی اپنا دل ٹھیرا بلا سے جان جائے تو بلا سے مگر تو درگذر نہ کر جو جی چاہے سو کر میں حق نہ چھوڑونگی خدا سے برحق سے منھ نہ موڑونگی پھر اس ظالم نے پکڑے اور زدوکوب بیحد مار پیٹ کی اللہ رے ایمان اُسنے اُف نکی اِدھر دکھ کی مار حد سے گذری اُدھر رحمت حق حد سے گذری ناگاہ فرشتے آئے اُسکو حلۂ بہشتی پہنائے پھر ایک جنتی قبہ آراستہ کیا اسکو جلوہ آرا کیا جنت کا مزا چکھایا دنیا کے دکھ درد سے چھڑایا پھر یکا یک ایک ہوا کا جھوکا آیا اسکو ہوا میں اڑایا پھر کسی نے اُسکا پتا نہ پایا سبحان اللہ جہان سے گئی دولت ایمان لے گئی **ف ا حکایت** نقل ہے کہ ایک عورت نہایت شکیلہ اور جمیلہ بلباس شرم و حیا آراستہ و بزیور نیچی نگاہ پیراستہ یعنی اتفاقاً واللہ اعلم کس انداز سے اس حسن انداز کی نگاہ پر کسی بدنگاہ کی نگاہ پڑگئی اُدھر وہ بیصبر و پاگل ہو کے اُسکے آستانہ کے گرد ہو گیا اِدھر یہ سراپا حیا کمال غیرت سے گرد ہو گئی آتش

ف ا یعنے جب نمرود نے خوب جان لیا کہ اب یہ باز دین سے نہ ہوگی اور دین ابراہیم پر ہی ہوگی تب غصے کا جوش ہوا غیرت کی گرمی سے بیٹھا نہ گیا لکڑی کے خوب ماری مگر اسنے اُف نکی پھر جو اسکا حال کے غیرت ذوالجلال کو جوش آگیا اس بدبخت کو اسقدر مار دیا اور اسکی نیکبخت کو تخت عزت پر جلوہ آرا کیا یعنے فرشتے حلہ بہشتی اور قبہ جنتی لائے اور اس بہشتی کو پہنائے اور کمال عزت سے بہشت میں لگے اور اس ناکس کو آتش غیرت و حسرت میں جان سے گئے چھوڑ گئے اور آیہ کریمہ لنعذبن عذابا شدیدا اولاذبحنہ کا سبق پڑھ گئے جیسے مولانا فرماتے ہیں سے دردی مومن کنند زندیق را ہادردی کا ذکر ندیق را ایسی بہت سے سرکشوں کا سر توڑا اور غارت کیا چنانچہ فرعون نے حضرت موسیٰ کے قتل کو بہت جان ماری اور ہزاروں لڑکوں حاملہ در بچوں کو قتل کر دیا جب قدرت الٰہی نے چاہا تو اُسکے ہاتھ سے اس موذی کو دبا دیا پس سبحان اللہ اس مصیبت اور ذلت پر جو ایں رحمت امید یا عث غیرت دارین ہو ہزاروں فرحت اور مسرت قربان ہیں حسب ارشاد مولانا کے رنج گنج آمد چوں رحمتہا دروست ⁂ مغز تازہ شد چو بخراشید پوست ⁂ ہمچو غم با حق بپایاں آفریدہ تابدان عشق دلی آید پدید ⁂ گرم و سرد شی نوبہار زندگیست مایہ صدق و یقین و بندگی ست ⁂ ۲

غضب سے جلکر خاکستر ہوگئی جی جان سے کھو گئی جب اس عورت نیک سیرت نے دیکھا
کہ وہ زار و نزار غبار سا در و ازے پر آپڑا اب بہر از چون طشت از بام افتادہ آشکارا ہو گا
تب خادمہ کو اس دلدادہ کے پاس بھیجا کہ کیا چیز اس کو پسند آئی خادمہ گئی اور پیغام لائی
کہ تیری چشم مردم آزار جادو نگار نے اس دلفگار پر جادو کیا یہ سنتے ہی سن ہوگئی حیا حیات
پر غالب آگئی حسب مضمون ان اشعار کے کہ سعد دل کہ پر از وصف حیائی شود آئینہ نور
خدائی شود بے ادبی شرم پسندیدہ نیست ہر کہ نظر تنگ نظر خود آن دیدہ نیست چہ طشت
میں دونوں آنکھیں نکالکر رکھدیں اور اس غمزدہ کے پاس بھیجدیں کہ اپنے مطلوب کو لے
اور جا اپنی راہ لے کہ جو چیز غیر محرم سے محرم اور آشنا ہوئی وہ قابل پاس رکھنے کے نہیں
وہ طشت میں آنکھیں تڑپتی دیکھکر تڑپ گیا ہوائے غم سے کسی طرف غبار سا اڑ گیا تھوڑے
عرصہ میں آیا اور اس پاکدامن کو مردہ پایا پھر گریبان جان چاک کرتا تھا اور زار زار روتا تھا ف

حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت نہایت عابدہ زاہدہ تھی رات دن یاد
دنیا میں مصروف اور حق پرستی میں مصروف تھی آخر کار نفس کشی اور خدا کیشی اسکی یہاں تک
پہنچی کہ ایک جمعہ کو روزہ رکھتی اور دوسرے جمعہ کو افطار کرتی اسی طرح ایک مدت دراز
گذری ایک مرتبہ وقت افطار کے خیال آیا کہ تیرا کوئی مالک بھی ہے اور تو اسکی تابعداری کا
دعوی کرتی ہے مبادا اُسکا قاصد آجاوے اور تجھے کھانے پینے میں مشغول پاوے پھر
تیری غفلت ثابت ہو اور نافرمانی سے سزاوار سزا ہو اور قیامت کے دن تجھ پر قیامت
آجاوے اور دن رسوائی کے رسوا ہو جائے تب تو کھانا سونا چھوڑ دیا در بائے محبت
الہی میں دامان جان بورد یا اور اس مضمون کو ورد زبان اور حرز جان کیا سہ یک چشم زدن

ف نی الحقیقت اول چنگاری چھوٹی سی اور سوزش جان ویران جانیوالی نظر بد نظر ہے کہ بعد اسکے متاع جان و ایمان جلتی ہے اور رنگ
کفری تماشا دیکھتی ہے سبحان اللہ کیا سچی کہاوت کسی سیچڑ میں پڑ کر سب ہی کیسی ڈال چلا تو الگ کتری چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ادل بدکاری آنکھ
سے ہوتی ہے بعد اسکے ہاتھ پیر سے ایک مرتبہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بیٹی فاطمہ تم
کو کونسی چیز بہتر ہے عرض کی کہ یا رسول اللہ عورت کی نظر سوائے اپنے خاوند کے کسی دوسرے پر نہ پڑے آپ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا سچ کہا پس اسیواسطے عورت کو بلا ضرورت اشتے کے باپ بھائی اور محرم مرد کے پاس خلوت تنہا جدا بیٹھنا درست
نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس
بیٹھے دیکھا فرمایا کہ اے صدیق کیا شیطان دورا جانے ہیں جب ایسے باپ اور بیٹی کو کہ جنکی تعریف میں کلام الہی در حدیث رسالت پناہی کثرت
ناطق ہوں منع فرمایا تو اوروں کا کیا ذکر ہے اگرچہ فی الواقع یہ نصیحت اور ہدایت آنحضرت نے بمقتضائے کمال شفقت امت کو فرمائی کہ بادشاہ
وزیر و نیت ہمکلام ہوتے ہیں اور ساری ملک کی راحت کا بندوبست کرتے ہیں جیسا اللہ صاحب نے کلام مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو خطاب فرما کر سارے جہان کو نصیحت اور ہدایت فرمائی ورنہ وساوس شیطانی اور فریب نفسانی سے مراد اپنے سزاوار ہیں جیسا کہ
کلام الہی میں ارشاد ہے کہ میرے خاص بندوں پر شیطان لعین کے فریب کا زور نہ چلیگا اسیواسطے ۱۸ پارہ سورہ نور میں ارشاد ہے
بنانے والا ہر چیز کا حقیقت سے خوب آگاہ ہوتا ہے اگر دیکھنا نظر رکھنے میں برائی نہ ہوتی تو اللہ تعالی کیوں منع فرماتا ۱۲

غافل ازان ماہ نباشم ٭ ترسم کہ نگاہی کند آگاہ نباشم ٭ ہردم کو دم آخری جانا ناگاہ ایک جوان خوشرو خوشخو بکمال آب وتاب ہاتھ میں مشک ناب اسکے پاس آیا اور مژدہ سنایا کہ اے خدا کی پیاری تجکو خدا کمال پیار سے بلاتا ہے اور رحمت کاملہ تجھپر بھیجتا ہے کہا ذرہ مہلت پاؤں تو اپنے آقا کو سجدہ کرلوں اور عبودیت بدل وجان بجالاؤں پھر عین سجدہ میں جان بحق تسلیم کی فـ۱

باب چودھواں بچوں کی عبادت وکرامت میں

حکایت نقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شکم مادر ہی میں حق پرست تھے چنانچہ والدہ انکی اتفاقاً کبھی قصد تعظیم کی بت کا کرتیں تو آپ شکم مادر میں پیر پھیلا دیتے اور انکو اس حرکت سے باز رکھتے فـ۲ **حکایت** نقل ہے کہ حضرت زین العابدین کے ایک لڑکی اور لڑکا چھوٹی عمر کے تھے لڑکی کو بہت چاہتے تھے ایک مرتبہ لڑکی نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار میرے بھائی کو بھی چاہتے ہو فرمایا کہ ہاں پھر مچل گئی اور زار زار رونے لگی آپنے جلد گود میں اٹھالیا اور کلیجہ سے لگا لیا اور کہا کہ تجھکو بھی بہت چاہتا ہوں یہ سنتے ہی زیادہ تر چیخنے چلانے لگی اور زمین پر لوٹ گئی یہانتک کہ بیہوش ہوگئی آپ سخت متحیر ہوگئے کہ الہٰی یہ کیا معاملہ ہے جب کچھ افاقہ ہوا عرض کی کہ اے پدر بزرگوار آپنے ایک مرتبہ ارشاد کیا تھا کہ حق محبت سوائے خدائے برحق کے کسی سے نہیں رکھتا ہوں پھر خدا کا دوست دوسرے کو دوست رکھتا ہے اور حق دوستی کا ادا کرتا ہے پھر اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگی کہ میرا محبوب بے بدل ہے کوئی اسکا بدل نہیں اور اسکے سوا میرے جی میں کسی کا بھی خیال نہیں وہ اگرچہ کبھی آنکھ سے اوجھل ہوتا ہے مگر جی جان میں ہردم اسکا اجالا ہے

من اگر کام روا گشتم وخوشدل چہ عجب	مستحق بودم واینہا بزکاة دادند
عاشق آندم کہ بدام سر زلف تو فتاد	گفت کز بند غم وغصہ نجاتم دادند

حکایت نقل ہے کہ ایک امیر نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے معلم بٹھایا اسنے لڑکے کو پڑھانا لکھانا ادب دینا شروع کیا ایک عرصہ کے بعد لڑکے نے استاد سے کہا کہ باپ میرا امیر کبیر ہے مگر اپنے لائق آپکی کچھ خدمت نہیں کرتا کیا کروں عرق ندامت میں ڈوبا

فـ۱ سبحان اللہ جینے جان محبت خدا میں کھیلی اسنے سب صلاح وفلاح دارین کی لے لی جیسا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں ؎ ہرکہ او جان بخلت اندر کوئی او داد ٭ ہر دو عالم بار جانان سوی او داد فـ۲ سبحان اللہ جو صاحب شکم مادر میں صاحب ولایت تھے وہ عالم حیات میں کس علو درجہ کو پہنچے کہ سب اہل ولایت کے سردار ہوئے جیسے نبی نے حق فرمایا اور بہ مدینہ شریف خاص گویا حضرت کرم اللہ وجہہ کے ہی واسطے خاص تھی کہ مَنْ سَعِيدَ سَعِيدَ فِي الْبَطْنِ اُمِّہٖ یعنی جو نیک ہوتے ہیں وہ ماں کے پیٹ میں بھی

Marfat.com

چاہتا ہوں کہ میں کسی لائق نہیں ہوں کہ کچھ خدمت بجالاؤں لیکن کوئی ایسی بات بتلائیے کہ سب
[illegible] دولت دنیا اور [illegible] سے نجات ہو جاوے کہا خاموشی میں دونوں جہان کی سلامتی
ہے [illegible] ایک صوفی مقبول [illegible] نے ارشاد فرمایا مَنْ صَمَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا یعنی
جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا بس تحقیق سب بلا سے بچا اور دوسری حدیث
میں ارشاد ہے البلاء موکل بالمنطق یعنی سب خرابی گویائی سے آتی ہے اگر کوئی بات
[illegible] کہی کی ایمان [illegible] نقصان آیا اور جو کسی آدمی کو برا کہا تو بھائی آبرو کھوئی لڑکے نے
یہ نصیحت استاد کی دل و جان میں گرہ باندھی اور بالکل خاموشی اختیار کی غرض کوئی بلاتا
ہرگز جواب نہ دیتا چپ رہتا چرچا ہوا کہ امیر کا لڑکا گونگا ہو گیا شدہ شدہ امیر تک یہ خبر پہنچی
امیر سنتے ہی نہایت مضطر اور بے قرار ہو گیا ہر طرف آدمی دوڑائے سب طرح کے طبیب بلائے
کوئی دوا [illegible] کوئی [illegible] کہتا ہے کوئی [illegible] کہتا ہے غرض ہر ایک اپنی تدبیر کرتا تھا اور
کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا امیر بیچارہ لاچار ہو کر بیٹھ رہا ایک مرتبہ شہر کے تماشے آگیا لڑکا بچوں کے
ساتھ جنگل کو چلا گیا [illegible] کو بھی [illegible] لے گیا [illegible] ایک جانور بولا بولتے ہی کسی نے مارا
[illegible] آ گرا [illegible] دیکھتے ہی جوش میں بھر گیا اور بیساختہ اسکی زبان
سے نکل [illegible] یہ سنتے ہی سب خوشی سے پھول گئے سارے کام چھوڑ
[illegible] جلدی سے امیر کو خبر دی [illegible] امیر نہایت خوش ہوا ہر ایک کو زر و مال سے
خوش حال [illegible] پھر لڑکے کو بلایا اور کچھ کلام فرمایا اسنے کچھ جواب نہ دیا چپ
امیر آپ سے [illegible] آتش غضب سے [illegible] کہ [illegible] کلام کا جواب نہ دیا [illegible]
کلام کرتا [illegible] اسکی موت کا سامان کر [illegible] جلدی جلاد کو [illegible] بلا
کہا [illegible] اسکی [illegible] لڑکا [illegible] کہنے لگا کہ سچ ہی [illegible]
[illegible] جو چپ رہا وہ سلامت بچا اور جو بولا سو مارا گیا [illegible] حکایت نقل ہے [illegible]
سے کہ ایک مرتبہ [illegible] خدمت [illegible] حضرت [illegible] ہوا [illegible] ایک لڑکا
تنہا [illegible] پیادہ [illegible] پوچھا [illegible] کہاں جاتا ہے کہا میں نے سنا ہے کہ میری
[illegible] ایک گھر زمین پر ہے اسکی زیارت کو جاتا ہوں میں نے کہا کچھ زاد راہ بھی ہے

[illegible] مقام [illegible] حکایت [illegible] مولانا [illegible] اس مقام کے ارشاد کرتے ہیں
[illegible] کمان [illegible] خاموشی [illegible] سخن [illegible] کند
[illegible] خاموشی [illegible] ۱۲

کہا کیا رب کریم کے در دولت پر جانیوالے غلام روٹی بھی باندھ لیجاتے ہیں کیا اُنکو خداوند رحیم کی عنایت بس نہیں ہی جیسا ارشاد فرماتا ہی اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ میں نے کہا یہ درست ہی مگر بخیال تمہارے اس حال کے کہ آہستہ چلتے ہو اور سفر بہت دور دراز ہے مقدم حرم تک پہنچنا بس محال بولا چلنا میرا کام ہی اور پہنچانا خدا کا کام ہے بعدہ واللہ اعلم وہ اہل نظر کہاں نظر سا گم گیا جو پھر نظر نہ آیا جب میں فضل الٰہی سے مشرف زیارت بیت اللہ ہوا اور سب مناسک اور لوازم حج سے فارغ ہو کر بمقام قربانی اہتمام قربانی میں مصروف تھا کہ ناگاہ وہ اہل نظر نظر آیا کہ جناب پروردگار میں زار و نزار رو رہا تا عرض کرتا ہی کہ ای مالک رحیم ای رب کریم سب حاجی قربانی کر کے تیری دولت قرب حاصل کرتے ہیں اور میں کمال حسرت سے منھ تکتا ہوں اور زندہ در گور ہوں کہ اصلا لیاقت اور طاقت قربانی کی نہیں رکھتا چنانچہ تجھ پہ بخوبی روشن ہے ہاں اگر جان نثاری شرعاً منع نہو تو جان قربان کردوں اور قربانی والوں میں شامل ہوں پھر انگلی گردن پہ مثل چھری رکھی اور حسب مضمون اس شعر کے کہ ؎

ماہرو پردہ جب اٹھاتے ہیں	عاشق اس طرح جان سے جاتے ہیں
اور موافق ارشاد جناب مولانا کے	عاشقان جام فرح آنگہ کشند
کہ بدست خویش خوبان شان کشند	ہمچو اسمٰعیل پیشش سر نہند

شاد و خندان پیش تیغش جان دہند؛ جان بحق تعلیم کی بس ہوا یہ حال اس صاحب دید کے میں نے بعد کمال غم والم کے بہت آدمیوں کو جمع کیا کہ اں اولیاء اللہ نے ایسی حضرت محبت خدا میں جان نثاری کی بعدہ میں نے غسل بخوبی دیکر کفنا کے بجماعت کثیر نماز جنازہ پڑھی یکایک جنازہ ہوا پہ ہوا ہو گیا واللہ اعلم کہاں گیا کہ پھر کسیکو نظر نہ آیا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحؒ کے پاس ایک بزرگ آئے اور عرض کیا کہ میری لڑکی دو برس سے برابر راتدن زار زار روتی چلاتی ہے ہر چند منع کرتا ہوں باز نہیں آتی ڈرتا ہوں کہ روتے روتے اندھی ہوجائے قدم رنجہ فرمائے اور اس ناسمجھ کو نصیحت و پند سے سمجھائے کیا عجب ہے کہ مفید ہو جائے اور مجھ غمزدہ کو اس الم سے چھڑائے کہ اللہ تعالےٰ نے اہل اللہ کی زبان کو بہت تاثیر بخشی ہی پس حضرت تشریف لے گئے اور اس از خود گذشتہ بخدا پیوستہ کو سمجھانے لگے کہ کیا بات تجھکو بھائی کون سی چیز تیرے جی ...

Marfat.com

سمائی کہ دن رات روتی جاتی ہے اور اپنے ماں باپ کو ناحق غم و الم میں رکھتی ہے بولی اے شیخ محبت خدا میرے جی کو بھائی دل و جان میں سمائی اور اوسکا مزہ چکھا گئی چشمہ چشم سے ندی نالے بہا گئی پس اگر دولت دیدار پروردگار اس بے نصیب کے نصیب ہے تو دو آنکھین یہ اور ایسی دو ہزار نثار دیدار لقائے پروردگار ہیں ورنہ ہونا نہونا انکا بیکار بلکہ ہونا نہونا خوش گوار بیت آدمی دیدست باقی پوست ست ٭ دید آن دیدہ کہ دید دوست ست ٭ اور دیدہ حق دیدہ ہردم بے چین اشک بار ہے ہاں اگر چین ہے تو دولت دیدار جناب باری باگریہ زاری میں واللہ کوئی چیز مزیدار تر ذوق دیدار پروردگار سے نہیں اور اشک تر کی لذت نزدیک عاشق کے وصال یار سے کم نہیں ف حکایت نقل ہے کہ بصرے میں ایک امیر کے اولاد نہ تھی رات دن اسی غم و الم میں رہتا تھا اور مال و منال دنیا سے کچھ مزہ نپاتا تھا قدرت خدا سے بعد چندے ایسا شکیل و جمیل لڑکا پیدا ہوا کہ روشنی آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ کردیا اور تمام عالم میں اسکے حسن یوسفی کا غل و شور مچ گیا باپ نے زر و جواہر نثار کیا کہ ہر فقیر کو امیر اور ہر پریشان حال کو زر و مال سے مالا مال اور خوشحال کردیا پھر بعد تھوڑی مدت کے اسکو گویا شادی مرگ ہوگیا وہ اس عالم گذران سے گذر گیا اور جی کی آرزو جی ہی میں لیگیا مصرعہ لے لبسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ پھر وہ در یتیم گرد و غبار یتیمی میں گرد آلودہ ہوا اور مادر مشفقہ غمزدہ کے سائے میں پرورش پانے لگا اور اس مصیبت دیدہ کو بہ دن دیکھنے اس مردم دیدہ کے ایک دم قرار و چین نتھا رات دن اس گلبدن کی آرائش اور زیبائش میں تن بدن کا ہوش نتھا خدا کے فضل سے آج کچھ کل کچھ شدہ شدہ ہوش پکڑنے لگا اور تمام عالم کو بیہوش کرنے لگا ہر جگہ سے گروہ گروہ اسکے حسن شہرۂ آفاق کے اشتیاق میں آنے لگے اور دور و نزدیک کے امرا اوسکی ماں کو پیغام بھیجنے اور اسکی مرضی دریافت کرنے لگے اسنے سب کو جواب صاف دیا گویا دل کباب کیا کہ جو لڑکی اسکے حسن دو بالا سے دو بالا ہوگی وہ اسکے عقد میں آئیگی بس یہ سنتے ہی سب سن ہو گئے آپسے کھوگئے مایوس ہوکر دل پکڑ کے خاموش ہوکر بیٹھ رہے کہ اسکی برابر بھی حسن و جمال دیکھا نہ سنا زیادہ کا کیا ذکر ہے اتفاقاً ایک مرتبہ ماں بیٹے چلے جاتے تھے اور عبد اللہ بن زید

ف چنانچہ حکایت زاہد مثنوی شریف میں اس حکایت کے مناسب ہے سہ زاہدی را گفت یاری در عمل کم گری تا چشم را ناید خلل گفت زاہد از دو بیرون نیست حال چشم بیند یا نہ بیند آن جمال گر بہ بیند نور حق خود چہ غم ست ور نہ بیند حق وصال حق دیدہ گو کم ست ور نہ خواہد دید حق را گو برو ٭ این چنین چشم شقی گو کور شو

وعظ فرماتے تھے عذاب دوزخ سے ڈراتے تھے لذت جنت کا مزا چکھاتے تھے اور حسن وجمال حوران بہشتی کا مژدہ سناتے تھے پس دونوں سنتے ہی لوٹ گئے مقصود دلی کو پا گئے اور اس آیۂ کریمہ پارہ ۱۹ سورہ فرقان کا بیان تھا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا یعنے جنت میں نہایت عمدہ مکان ہوا میں معلق جنت والوں تارے سے چمکتے ہیں اور ہر مکان کے تین سو دروازے ہیں اور ہر دروازہ مقابل مکان عالی شان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے جس دروازے سے جی چاہے انکی زیارت سے مشرف ہو اور ہر مکان میں ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہے اور ہر ایک تخت ہزار طرح کے فرش مکلف ہر اک رنگ سے بکمال خوبی آراستہ ہے اور پر ہر فرش کے نور ہے اور نیچے رحمت حق کا ظہور ہے اور ہر تخت کے نیچے چار نہر جاری کوئی آب شیریں کی کوئی شہد خالص کی کوئی دودھ مزیدار کی کوئی شراب خوشگوار کی ف۱۲ اور ہر تخت پر حورین گوری بڑی آنکھوں والی کمال زرق برق سے جلوہ آرا ہیں اور ہر حور ستر حلّہ بہشتی ہر ایک رنگ سے بکمال خوبی آراستہ ہے پیدائش ہر ایک کی اس لطافت سے ہے کہ سر اُنکا کافور اور سینہ عنبر اور سینے سے زانو تک مشک اور زانو سے ٹخنوں تک زعفران سے بنا ہے اور کمال لطافت سے مغز پنڈلیوں کا ایسا چمکتا ہے جیسے سرخی میں سفیدی اور سفیدی میں سرخی چمکتی ہے اور ہر ایک حور کی ہوا خواہی میں ستر ستر ہزار لونڈیاں باندیاں ہیں کہ اپنی مخدومہ کے بناؤ سنگار آرائش زیبائش میں ہمہ تن مصروف ہیں کوئی ادھر سے اُدھر جاتی ہے کوئی اُدھر سے ادھر آتی ہے کوئی دل پریشان زلف پریشان سلجھاتی ہے کوئی سرگردان و حیران آئینہ دکھاتی خوشبو لگاتی ہے انمیں سے اگر ایک بھی ایک نظر دنیا کی طرف دیکھے تو آفتاب و ماہتاب کی روشنی کا چراغ گل کرے ف۲ پھر یہ دونوں بیتابی سے گونہ تاب لاکر بول اُٹھے کہ یا حضرت یہ کس خوش نصیب کے نصیب ہوگی فرمایا جو کوئی انکا مہر ادا

ف۱ ترجمہ اور جو لوگ کہتے ہیں اے رب دے ہمکو ہماری عورتوں کی طرف اور اولاد کی طرف سے آنکھہ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگاروں کے آگے انکو بدلا ملیگا کوٹھوں کے جھروکے اسپر کہ ٹھہرے رہے اور لینے آوینگے انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ۱۲ ف۲ گویا آیات کریمہ سورۂ محمد رکوع اول کا اشارہ ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ یعنے احوال اس بہشت کا جو وعدہ ہو چکا ڈر والوں کو اسمیں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جسکا مزا نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جسمیں مزہ ہے پینے والوں کو اور نہریں شہد کی جھاگ اتارا ہوا اور انکو وہاں سب طرح کے میوے ہیں ۱۲ موضح القرآن

وصف حوران جنان باعتبار حسن وجمال بعینہ وصف خالق ذوالجلال ہے جیسا کہ جناب مولانا بموجب حدیث شریف کے فرماتے ہیں سد کرتے ہیں

Marfat.com

کریگا وہی انکا خاوند ہوجائیگا کہا یا حضرت مہر انکا کیا ہے فرمایا دن کو روزہ رکھنا اور پچھلی رات کو نماز تہجد پڑھنا اور گریہ وزاری کرنا اور حج اور زکوٰۃ ادا کرنا اور وقت جہاد کے کفار سے لڑنا بولے یہ سب مجھ کو بدل وجان منظور ہے پھر گھر آکے چالیس ہزار درہم پیران عالم کے آگے للہ تقسیم کردئے اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ سب شرطیں مہر کی ادا کرونگی اور بلاشک اس اپنے خاوند کو حوران بہشتی سورج سی چمکتی سے بیاہونگی اور اپنے گھر کو رشک آفتاب اور ماہتاب کرونگی پھر رات دن دونوں عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور ہردم جہاد کی تلاش میں جہد کرتے ناگاہ سنا کہ عبدالواحد بن زید نے جہاد پر کمر باندھی اور تمام شہر میں منادی کرادی کہ جنت لٹتی ہے اور دوزخ کی آگ بجھتی ہے جسکا جی چاہے جنت کو مزے اوڑادے اور عذاب دوزخ سے اپنے تئیں بچادے کہ وقت جہاد ہے اور سب شرائط اسکے بلاشبہ مہیا ہیں اور مرنے مارنے میں دونوں طرح جیت ہی جیت مری شہید ہوما گئے اسنیں تو غازی ہو یہ راہ وہ ہے کہ ہر طرح سرفرازی ہو یہ سنتے ہی چاروں طرف سے جہادی مور وملخ کی طرح یکایک ٹوٹ پڑے اور آناً فاناً دل بادل سے جمع ہوگئے جوان بھی مسلح بجلی سا چمکتا گھوڑا چمکاتا ہوا آیا اور مشفقہ کے بکمال خوشی دل رخصت کیا جی جان کو اس کے ہمراہ کیا اور کہا اے جان جہان جان نثاری کرنا جانداری نہ کرنا پھر مقابلہ ہونے لگا جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہونے لگے یہ جوان جماعت کفار میں بجلی سا کالی گھٹا میں چمکتا اس طرف سے اُس طرف سے اسطرف مارتا ہوا نکل جاتا تھا اور کسی کا زخم نہ کھاتا تھا پھر سب جماعت اہل اسلام کی اس کی دلبری اور دلیری دیکھکر عاشق زار ہوگئے۔ ہر چند اُسکو منع کرتے تھے کہ تو سبقت نہ کر کہ رنگ ڈھنگ جدال وقتال سے اصلا واقف نہیں ہے اے رشک قمر تیرے مرنے سے تمام لشکر بے موت مرجائیگا بولا مجھکو اپنی جان بھاری ہے باغ جنان کی لذت پیاری ہے وہاں کی بہاریں نظر آتی ہیں حوران بہشتی جلوہ دکھاتی ہیں چنانچہ ستر ہزار حور سراپا نور حلہ بہشتی اور تاج جواہر سے بکمال خوبی آراستہ سردآہیں بھرتیں گرمجوشی محبت دکھاتی کہتی ہیں واللہ اعلم کب دولت وصال عدیم المثال اس خاوند کی نصیب ہوگی کہ ابھی تو وہ لڑتا ہے

Marfat.com

یہ سنتے ہی سب سن ہو گئے اُسکی زندگی سے مایوس ہو گئے پھر اس جوان باایمان نے تلوار میان سے لی اور گھوڑے کی باگ اُٹھا کر لشکر کفار میں گھس کر داد دلاوری دی جب لشکر اشرار نے دیکھا کہ سبکو مارتا ہے اور کسی کی مار نہیں کھاتا چاروں طرف سے چیخ مار کر ایک مرتبہ اسپر ٹوٹ پڑے اتفاقاً کسی سنگدل کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا زمین پر آ پڑا اور راہ خدا میں جان نثار ہو گیا جب یہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام میں پہنچی سب نعرہ مار کر بیقرار ہو گئے اور جان بکف ہو کے زندگی سے ہاتھ دھو کر لشکر کفار سے لپٹ گئے صحابہ کرام اللہ کی مدد سے قریب عصر کے فتحیاب ہوئے اور اس جوان باایمان کو ہر جگہ ڈھونڈھنے لگے ناگاہ ایک شخص نے دیکھا تو زخموں سے چور ہے اور تمام عالم اسکے نورانی چہرے کے نور سے معمور ہے چہرہ نورانی کی چمک سے آنکھیں تلملاتی تھیں اور اُسکے خون کی خوشبو مشک و عنبر کو شرماتی تھی پھر باعزاز و اکرام تمام اسکو کفنا دفنا دیا بعد اسکے اُسکی ماں نے اسکو خواب میں دیکھا کہ تخت بہشتی پر کمال جاہ و حشم سے جلوہ فرما ہے پوچھا کہ سب مقصد دلی تیرے پورے ہو گئے کہا کہ ہاں جب زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے گرا تو حوروں کی ہی گود میں گرا تھا

حکایت نقل ہے سلمان رازی سے کہ ایک مرتبہ واسطے زیارت انبیا علیہم السلام کے بیت المقدس کو جاتا تھا ناگاہ ایک لڑکی راہ میں ملی بولی اے شیخ کہاں جاتا ہے میں نے کہا بیت المقدس کو جاتا ہوں کہا آؤ مصافحہ کر لو اور آنکھیں بند کر لو میں نے مصافحہ کر کے لمحہ کے آنکھیں کھول دیں دیکھوں تو بیت المقدس میں موجود ہوں یہ ماجرا دیکھ کر متحیر ہو کر دو تین درہم اکل حلال سے میرے پاس تھے اسکو دینے لگا اور منت کرنے لگا وہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مجھکو حاجت نہیں ہے ناگاہ دیکھوں تو اسکے ہاتھ میں درہم و دینار سرخ ہیں کہا کیا اللہ پر بھروسا نہ تھا جو گھر سے خرچ لیکر نکلے ف۲ حکایت نقل ہے شیخ شبلی کے چھوٹے بھائی سے کہ لڑکپن میں کسی امیر کے مکتب میں پڑھتا تھا اور امیر زادہ اسکاف کا لڑکا بھی پڑھتا تھا اتفاقاً اسکاف کے لڑکے اور امیر کے لڑکے سے باہم موافقت ہو گئی اسکاف کا لڑکا اسیر السیاف رہتا تھا کہ بے دیکھے امیر زادہ کے ایک گھڑی چین نہ تھا ناگاہ ایک اور امیر حسب اتفاق مکتب میں آیا اور سب لڑکوں کا حال

ف فی الحقیقت جسکو محبت خدا میں محو ہو اسنے بعد مرگ لطف زیادہ پایا ہے جو جانے سو جانے جیسا کہ مولوی معنوی ارشاد کرتے ہیں سع چوں عبادت بشد باہم تباہت باد جان من ہو ... چوں انسان قبول ... شد برآدمی ملک جہاں ۱۲ ف۲ فی الحقیقت جسنے خدا پر بھروسا کیا اللہ اسکو بس ہو گیا جیسا کہ ارشاد ہے ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

دریافت کیا اسکاف کو لڑکے کو غریب جانکر اُٹھا دینے کا حکم دیا کہ اسکی صحبت امیرزادے کو مضر ہوگی معلم نے مجبور ہو کر اُٹھا دیا چند روز کے بعد سنا کہ اسکاف کا لڑکا بیمار ہے اسواسطے کہ رات دن آتش فراق امیرزادے سے جلتا بھنتا تھا اور زار زار روتا تھا آخر کار بیمار ہوگیا جب امیرزادے کو خبر ہوئی اُسنے آدمی بھیجا اور پوچھا کہ کیا حال ہے اور کس مرض میں گرفتار ہے ملازم گیا اور سلام پیام پہنچایا اس دل کباب نے جواب دیا کہ یہ تمہاری محبت کا گرفتار غم جدائی سے بیمار ہے اب کوئی دم کا مہمان ہے جسم یہاں اور جان وہاں ہے ملازم آیا اور پیام بیمار کا لایا واللہ اعلم کس انداز و ناز سے اُسنے کہا کہ جلدی جاؤ اور اُس دلدادہ سے کہدے کہ اگر دل مجھپر مائل ہے تو یہاں پہنچنے میں کون چیز حائل ہے ملازم گیا اور پیام کہا اُسنے کہا یا امیرزادہ نے کیا اور زار زار رویا کہ بعد وصل طلب آکر طباق ڈھنکا ہوا لیجا امیرزادے کو جلدی پہنچا ایک ساعت کے بعد ملازم آیا اور طباق ڈھنکا لڑکا زمین پر پڑا پایا طباق امیرزادے کے آگے لے گیا اور اُس سے سب ماجرا کہا اُسنے رومال اُٹھا کر دیکھا تو دل تڑپتا پایا دیکھتے ہی اسکا بھی دل تڑپ گیا خادم سے کہا جلد جا اور اُس دلدادہ کی خبر لا خادم فوراً گیا اور اُس جان دادہ کی خبر لایا کہ جان بحق تسلیم ہوگیا ف حکایت نقل ہے بادشاہ لبو والکبیر ترکی سے کہ ایک لڑکی اسکی نہایت حسینہ اور جمیلہ تھی یکایک دنیا اور معاملات دنیا سے اسکو نفرت آگئی اور آدمی کی صورت سے بیزار ہوگئی حتی کہ مجنون مشہور ہوگئی آخرکار بادشاہ کو بھی خبر ہوئی از بس بیتراء ہوگیا اور ہر طرف کے طبیب بلائے اور معالجہ شروع کیا کسی کے معالجہ سے فائدہ نہوا جب تنگ آکر حکم دیا کہ جو کوئی اسکو اچھا کرے گا اُسکے ساتھ اُسکا عقد نکاح کیا جائیگا یہ حال سنکر ایک جہان جمع ہوگیا کوئی بیمار حسن و جمال و وصال کوئی گرفتار شوق حصول مال و منال الغرض ہر ایک بلباس طبیب طلب اُس حبیب میں آیا اور تمام عالم گرفتار اس مرض عالمگیر نے اپنے مرض کی دوا اس مریضہ محبوبہ کو پایا ہر ایک دعوئے حکمت کرنے لگا کوئی اقسام امراض گنتا تھا کوئی حرکات نبض بیان کرتا تھا آخرکار

ف فی الواقع عاشق صادق اور اہل دل تھا جو دل دلبر کو بدیہ بلیغ دیدیا اور کچھ ملال نکیا گویا اس شعر پر عمل کیا سے داغ دو ایم در داغ فراوان کشیده ایم یکعمر داده ایم دگلستان خریده ایم پس جب عشق مخلوق کا مخلوق پر ایسا غالب آجاتا ہے تو عشق خالق میں کوئی مٹجادے تو کیا تعجب ہے جیسا جناب مولانا فرماتے ہیں سے کوے گشتن بہر دلی بود عشق مولا کی کم از لیلی بود عاشق تصور بردہم خویشتن کے بود چون عاشقان دامنش رید کہ سے عشقہائے کز پئے رنگیں بود عشق نبود عاقبت ننگی بود ۱۲

نوبت بنوبت سب نے معالجہ کیا مگر کچھ افاقہ نہوا جب بادشاہ نے غیرت کھاکر غضب میں آکر سبکو قتل کرادیا پھر بھی طمع زر و مال اس مالدار حسن وجمال باکمال سے کوئی باز نہ آیا جو خبر پاتا تھا آکر معالجہ کرتا تھا جب افاقہ نہوتا تھا مارا جاتا تھا **بیت** بہ بندہ طمع دیدۂ ہوشمند ❊ در آرد طمع مرغ وماہی بہ بند ناگاہ یہ خبر حضرت ابوالحسن نوری کو پہنچی بہت متاسف ہوئے اور کہا آہ مفت بیبا لوگ جانیں جاتی ہیں اب اس بلا کو دفع کرنا اور سب مخلوق الٰہی کو بلا سے بچانا فرض وقت اور عین مصلحت ہے چنانچہ حضرت تشریف لیگئے اور پوچھا وہ بیمار کہاں ہے کسی نے کہا کہ جب اُسکے اچھے ہونے کی طرف سے مایوس ہوگئے تب ہار کے اُسکے علاج لاعلاج سے سب نے ہاتھ اُٹھایا اور اسکو معلق العنان کردیا پھر وہ پردہ نشین بطور مجنونان ہر جا بے پردہ پھرتی اور جنگل میں خلاف مقام پر رہتی ہے پھر اُسی جگہ تشریف لیگئے اور آواز بلند اعوذ اور بسم اللہ پڑھکر سورۂ بقر پڑھنی شروع کی پس ناگاہ لڑکی چیختی چلاتی آئی کہا کہ اے ابوالحسن نوری رحمت اللہ کی تم پر کیا تمہیں پیاری خدا کا پیارا کلام پڑھتے ہو میں نے حیرت میں ہوکر کہا کہ تو نے کیونکر میرا نام اور اللہ کا کلام معلوم کیا تجکو کسنے بتایا بولی اے شیخ جسنے تمسے صاحب حال کو یہاں بھیجا اور مجکو اس حال میں خوشحال کیا اُسی نے تعلیم کیا اور اگر ایسے نہوتے تو دنیا اور دنیا والوں سے کیونکر نجات پاتے اور اس قسم کی باتیں کرتی کہ **بیت** کار ما از خلق شد بر باد رفت ❊ داد از ین مشتی گدای بے نیاز ❊ تا نمیرم از خود و از خلق پاک ❊ بر نیاید جان ما از خلق پاک ❊ ہر چہ غیر شورش و دیوانگی ست ❊ اندرین دوری و بیگانگی ست ❊ پھر مجھ سے سورۂ آل عمران تک پڑھوایا تب میں نے کہا کہ عورت ہوکر تجکو اس ٹوٹے میں رہنا زیبا نہیں کپڑے پہنکر اپنے باپ کے پاس چل کہ ہمارا تیرا عقد ہو جاوے بولی مجکو ہرگز رغبت نہیں ہے کہ **بیت** ہر کہ اندر عشق یابد زندگی ❊ کفر باشد پیش او جز بندگی ❊ نغرۂ مستانہ خوش می آیدم ❊ تا ابد ایجان چنین می بایدم ❊ کہا بدون عقد کے ایک جا رہنا ہم کلام پیام درست نہیں ہے پھر باہم ہوکر زیارت بیت اللہ کو گئیں گئے کہ ہرسال وہاں لاکھوں آدمی جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں تب تو جناب الٰہی میں رو کر عرض کرنے لگی کہ اے مالک میرے تو نے اپنے فضل وکرم سے اپنی محبت کا مزا چکھایا اور دنیا اور لذات دنیا سے چھڑایا اور اپنا گھر کہ ہزاروں آدمی اسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں آنکھ

مجھکو نہ بنایا نہ دکھایا لونڈی کو کیا خطا وار پایا جو ایسی دولت سے محروم رکھا پھر یکایک جوش محبت الٰہی میں بھرگئی دریا سی ابل گئی اور ایک طرف کو کمال تیزی سے چلی میں بھی اسکے ساتھ ہوا ناگاہ ایک مقام شاداب پر پہنچی کہ ہر طرف اسکے نہر جاری اور باغ بہاری آگے چلکے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ طواف کعبہ میں مصروف ہو رہی ہے اور خوشی سے پھولی نہیں سماتی بولی اے شیخ جسکے جی جان میں خدا کی محبت رچ گئی وہ خودی سے گذر گئی اور خدا کی خاص لونڈیوں میں ہوگئی اُسکو زیارت کعبہ کی آنے کو کچھ زاد و راحلہ وغیرہ کی حاجت نہیں اس واسطے کہ ؎ عقل ہر عطار کاگہ شد از و ؛ طبلہا را ریخت اندر آب جو ؛ گر کشا بد عل سرانیان راز ؛ جاں بسوئے عرش سازد ترک تاز ؛ بلکہ خاص بندونکے واسطے کعبہ اپنے مکان سے اٹھ جاتا ہے فـ۱

حکایت نقل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آب دہن اپنا واسطے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہ کے منہ میں امانت رکھا اور ارشاد کیا کہ فلانے ایام فلاں شہر فلاں محلہ میں فلاں نام کے لڑکے کو یہ امانت سپرد کر دینا چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی کیا اور اپنے وقت پر اس حکم محکم کو تعمیل کیا پھر اس دولت خدا دادتے امامت کو پہنچا یا اور اس درجہ کو پہنچا یا کہ انکے پیرو کیسے کیسے خدارس ہوئے کہ ہر کس و ناکس پر مانند آفتاب روشن کے بخوبی روشن ہے ۔

باب پندرھواں غلاموں اور لونڈیوں کی عبادت اور خدا آگاہی میں!

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام موسم گرمی میں بطریق سیر جنگل میں پھرتے تھے اتفاقاً بسبب شدت گرمی کے کمال تشنگی سے بیقرار ہوئے ہر چند پانی تلاش کیا کہیں اثر نپایا ناگاہ ایک حبشی بکری چراتا نظر آیا اُس سے سلام علیک کی اسنے کہا وعلیک السلام یا خلیل الرحمن پھر حضرت نے بہت تعجب کیا کہ اس انجان نے میرا نام کیونکر جانا بعدہ فرمایا کہ مجھکو بشدت پیاس ہی تھوڑا سا دودھ پلا کہ پیاس بجھے بولا آب سرد پلاؤں یا دودھ لاؤں فرمایا یہاں آب سرد کہاں دودھ ہی غنیمت ہے اُسنے پہاڑ پر لاٹھی ماری ناگاہ ایک چشمہ آب شیرین کا جاری ہوگیا کہ شہد سے میٹھا اور

فـ۱ چنانچہ مسئلہ فقہ کا ہی کہ ہوائے کعبہ بھی حکم کعبہ کا رکھتی ہے اس واسطے کہ کبھی کعبہ اہل اللہ کے زیارت کے واسطے اپنے مقام سے اُٹھ جاتا ہے کہ نماز اہل ظاہر میں خلل نہو کہ استقبال کعبہ شرط نماز ہے۔

دودھ سے سفید اور برف سے سرد تھا آپنے خوب سیر ہو کر پیا اور کمال تعجب سے قدرت الٰہی کا تماشا دیکھتے تھے کبھی اسکا منہ تکتے کبھی آسمان کی طرف دیکھتے جب حبشی آپکے تعجب پر متعجب ہو کر کہنے لگا اے خلیل اللہ قدرت اللہ میں کیا تعجب کرتے ہو ابھی اس پہاڑ کو اشارہ کر دوں کہ تو اپنے مقام سے الگ ہو جا اسیوقت ہو جائے پھر آپنے یکایک دیکھا تو حقیقت میں پہاڑ اپنے مقام سے الگ ہوا میں معلق ہے پس حضرت خلیل قدرت رب جلیل سے زیادہ تر حیرت میں ہو گئے کہ اللہ اکبر اس ادنیٰ درجہ کے آدمی کو یہ عالی درجہ حاصل ہے پھر حمد و ثنائے جناب باری میں محو ہو گئے پس اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے ابراہیم کیوں اسقدر سوچ بچار میں ہو گو یہ غلام حبشی بظاہر خوار و زار ہے مگر مرتبہ اسکا عنداللہ بیحد و شمار ہے کہ جو دعا کرے رب العزت اسکی کمال مرتبہ اور وجاہت سے اسیوقت قبول فرمائے اور ذرا توقف روا نرکھے فا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی حق پرست غلام مول لیتے تھے ایک غلام کو پسند کیا اس سے پوچھا کہ تو ہماری پاس رہنے کو راضی ہے اسنے کہا غلام کو کیا عذر ہے کہا تیرا نام کیا ہے بولا جس نام سے پکارو کہا کیا کھاتا ہے کہا جو کھلاؤ پھر بہت خوش ہو کر اُس غلام کو خرید لائے غلام نے عرض کیا دن بھر جو کام چاہئے سو لیجئے مگر رات کو معاف کیجئے کہ رات کو مجھ سے آپکا کچھ کام نہو سکیگا مالک نے کہا بہتر پھر تمام دن کام کاج آقا میں مصروف رہتا اور بعد نماز عشا کے واللہ اعلم کہاں نکل جاتا ہے اسیطور سے عرصہ دراز گذرا اتفاقاً ایک روز آقا کے جی میں آیا دریافت کیا چاہئے کہ یہ غلام رات بھر کہاں غائب رہتا ہے اور کس مرض میں گرفتار ہے سب جگہ ڈھونڈھا کہیں پتہ نپایا ناگاہ دیکھیں تو ایک خراب خستہ مکان روشنی سے روشن ہے متعجب ہو کر پاس جا کر دیکھا تو ایک قندیل نوری روشن ہے اسکی روشنی سے سارا مکان نور سے معمور ہے اور غلام عبادت الٰہی میں مشغول ہے جب نماز سے فارغ ہوا گڑگڑا کر زار زار رونے لگا کہ اے میرے مالک اے میری خالق ای کریم اے رحیم رات گذری سب نامرادوں نے اپنی [illegible] اپنی مراد پائی دنیا والوں نے دنیا کی مراد حاصل کی اور اللہ والوں نے نعمت آخرت کی لذت اٹھائی اس غلام طالب نے لت دیدار خود [illegible] بدولت کو بھی اپنی عین عنایت

فا چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ بعضے لوگ بظاہر بہت خوار و زار ہیں اور عنداللہ وہ درجہ رکھتے ہیں کہ جو مانگیں تو بار یابی دیں [illegible] تک جو نعمت خدا میں خود کیسی گندگی ہیں جو مانگتے ہیں وہی پاتے ہیں جیسا کہ سعدی معنوی فرماتے ہیں سہ کان دعای شیخ نی چون ہر دعا است نانی ست وگفت او گفت خداست چون خدا از سوال وکد کند، پس دعای خویش را چون رو کند، حافظ فرماتے ہیں [illegible] جہان را [illegible] کہ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد۔

Marfat.com

اور بندہ نوازی سے مراد دلی کو پہنچا آقا حال دیکھتے ہی بیتاب ہو کے اُسکے پیروں پر گر پڑا
اور معذرت کرنے لگا غلام نے مولا کا یہ حال دیکھکر جناب باری میں زاری کی کہ خداوندا
اب تک میرا [illegible] کے بخشنے راز دار کے کوئی واقف نتھا اب سب پر آشکارا ہوگا
پس اب کچھ لطف زندگی اور بندگی کا باقی نرہا جلد قید ہستی سے چھڑا اور اپنے
پاس بُلا حافظ رد امدار خدایا کہ در حریم وصال ؛ رقیب محرم حرماں نصیب من
باشد ؛؛ بیان شوق چہ حاجت کہ حال آتش دل ؛؛ تواں شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد
پس یکایک وہ رحلت کر گئے اور آقا ویسے ہی معذرت کرتے قدموں پر پڑے
رہے حکایت نقل ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام بدن کالا اور دل میں اُجالا
روشن رکھتے تھے جیسے کہ حضرت سعدی رح فرماتے ہیں سہ شنیدم کہ لقمان
سیہ فام بود ؛؛ نہ تن پرور و نازک اندام بود ؛؛ اور خدا پرستی میں خودی
سے گذر گئے تھے واللہ اعلم کس حکمت اور مصلحت سے کیسی غلامی اختیار کی
تھی پھر اُسنے کسی کسان کے ہاتھ بیچڈالا دن بھر اُسکے کام میں حاضر رہتے بعد نماز عشا کے
آقا کو سُلا کر علیحدہ جاکر عبادت الہی میں مشغول ہونے بعد آدھی رات کے آکے آقا کو
جگاتے کہ اے آقا یہ وقت غفلت کا نہیں ہے جنت طرح طرح کی آراستگی سے آراستہ
ہو رہی ہے اور دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے اور عنایت الہی مغفرت نمائی
بندگان عاصی کی انتظار کر رہی ہے جو کوئی گریہ وزاری جناب باری میں کرے
اُسکو طوفان عصیان سے نجات دے پس جو کوئی عذاب دوزخ سے ڈرے
اور جنت کے مزوں پر مرے کیونکر خواب غفلت میں رہے آقا نے کہا اے غلام
اللہ غفور و رحیم ہے سب بندگی اور بے بندگی والوں کو بخشتا ہے لاچار ہو کر حضرت لقمان علیہ
السلام پلٹ جاتے اور پھر عبادت الہی میں مصروف ہوتے اور پھر بخیال نمک
حلالی آقا کو جاکر جگاتے وہ پڑا پڑا حیلہ حوالہ کرتا اور خواب غفلت سے آنکھ نہ کھولتا یہانتک
کہ صبح ہو جاتی تب نماز صبح کی پڑھکے پھر اسکو جگاتے کہ صبح ہوگئی سب جانور یاد الہی میں مصروف
و مشغول ہیں اسی طور مدت دراز گذری ایک مرتبہ آقا نے جَو بونے کو دئے حضرت لقمان نے
جَو کو چلتے سے بدل کر کھیت میں بو دیا بعد عرصہ دراز کے اتفاقاً ایک مرتبہ آقا ہمراہ
لقمان کے کھیت پر گیا دیکھا تو چینا جما ہو کہا او لقمان میں نے جَو بُوائے تھے چینا کہاں سے

جمال لقمان نے کہا کیا اللہ کریم قادر نہیں جو جو کو چنا کر دے وہ بولا بلا شک اللہ کریم ہے مگر جو بونے سے جمتا نہیں چنا کہاں سے آ قا ایسا ہی اپنا حال قیاس کر جب تو غفلت کی نیند سے سوئے گا جنت کی نعمت کا مزا کیونکر پاویگا اور صلحا کے درجے کو نہ پہنچیگا ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک حق پرست لونڈی خریدنے بازار کو گئے دیکھا کہ ایک چھوکری بشکل بہت ارزان ہے اور کوئی اُسکا خریدار نہیں اُسکے پاس گئے اور کہا تو ہماری پاس رہنے کو راضی ہے اُوسنے ہنس دیا اور کچھ جواب ندیا خریدار نے جی میں کہا یہ چھوکری کچھ باؤلی سی ہے وہ بولی میں تو باؤلی نہیں ہوں مگر محبت الٰہی میں میرا جی باؤلا ہے یہ حیرت میں تھے کہ الٰہی جی کی بات بتانا اسکو کسنے بتایا بولی سبحان اللہ آپکے اس اچنبے پر اچنبا ہے کہ جی کی بات بتانیوالا اور سکھانیوالا سوائے رازدان حقیقی کے کوئی اور بھی ہے جو متعجب ہوئے پھر بہت خوش ہو کر اسکو خرید کر کے گھر لائے کہ یہ تو عجب نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی پھر وہ بولی اے آقا کچھ قرآن مجید پڑھو کہ بلا شک کلام الٰہی مردہ دلونکو زندہ دل کرتا ہے اور سیاہی دل کو روشنائی سے بدل دیتا ہے اور روشندلونکو زیادہ جلا دیتا ہے پھر آقا نے بسم اللہ شروع کی بس بسم اللہ کے پڑھنے ہی چیخ مار کے ایسی بیہوش ہوگئی گویا کہ مرگئی جب کچھ افاقہ ہوا کہا اے آقا سبحان اللہ کیا پیارا نام ہے اللہ پیارے کا کہ سنتے ہی جی جان ہاتھ سے جاتا ہے اللہ اللہ لذت گفتار تو اس درجہ ہے کہ میرے جی کو جلا دیتی ہے کیفیت دیدار واللہ اعلم کس درجہ ہوگی اور کیا کیفیت دکھاتی ہوگی اے خدا پائے خدا وہ دولت دیدار خوشگوار بھی عین عنایت سے عنایت کر ف

چون آبروی لالہ و گل حسن فیض تست چون کائنات جملہ بہوئے تو زندہ اند	ای ابر لطف بر من خاکی بہبار رحم ای آفتاب سایہ ز من بر مدار رحم ف

جب رات ہوئی تو آقا نے کہا اپنا بستر لا اور ہمارا بچھونا بچھا بولی اے آقا راحت جنت میں ہے اور آرام باغ ارم میں دنیا مقام مشقت اور محنت ہے یہاں کہاں راحت دفرصت موت سر پہ کھڑی ہے زندگی یہی دو گھڑی ہے یہاں قیام مسافرانہ ہے گھڑی ساعت میں اسباب اس عالم اسباب سے اٹھانا اور اٹھنے والے مکان سے جی پہلے اٹھتا ہے اور سامان پیچھے جو سویا سو کھویا قبر میں خوب نیند بھر تا قیامت سونا ہے ہیت سونے لگتے ہیں یہ

ف۱ سچ ہے کہ گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو ۱۲ ف۲ گو باکمال قوت ایمانی اور ذوق جانی سے وہ مومنہ مصداق اس آیہ کریمہ کے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ الخ ہوگئی کہ اللہ کا نام سنتے ہی تڑپ گئی اور محبت خدا میں بیخود ہوگئی ۱۲

نظروں میں محل سونیکے ٭ اب چلے آئے ہیں دن گور میں جل سونے کے ٭ آقا نے کہا تھوڑا بہت سونا تو بہت ضروریات سے ہے بولی اے آقا محل انصاف اور جائے غور ہے کہ جسکا مالک جاگے وہ کیونکر پاؤں پھیلا کے سو رہے جو آقا ہر دم ناظر ہو اسکا غلام کیسے غیر حاضر ہو طالب مولیٰ کہیں سوتے ہیں عمر عزیز کو خواب خرگوش میں مفت کھوتے ہیں عشاق کو نیند حرام اور جاگنا حلال ہے اگرچہ غلبۂ نیند سے حلال ہوں مگر خدا سے ایک دم جدا نہوں چنانچہ مولانا فرماتے ہیں بیت راستان در تاب انوار خدا ٭ نی بہم پیوستہ نی از ہم جدا ٭ ایک مرتبہ مجکو بھی نیند نے بہت تنگ کیا میں نے کہا ایسے جینے کو سلام ہے جو رات بھر سووے اور دن بھر کھا دے ف۱ حکایت نقل ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے ایک غلام کو مکاتب کیا فرمایا اسقدر مدت میں ہر روز ایک درہم لا دیا کہ بعد پوری ہونے مدت مذکور کے تو آزاد ہے چنانچہ حسب الحکم آقا کے صبح کو ایک درہم لا دیتا تھا چند عرصہ کے بعد کسی نے عبداللہ بن مبارک سے کہا کہ یہ غلام مردوں کے کفن چرا کر بیچتا ہے اسمیں سے تمکو بھی ہر روز ایک درہم دیتا ہے اگر کچھ شک ہو تو اپنی آنکھ سے دیکھ لو! انکو نہایت رنج ہوا بولے استغفراللہ کس بلا میں مبتلا ہوئے ایسے درہم سے ہم باز آئے پھر مجبور ہو کر چپکے سے رات کو غلام کے پیچھے ہوئے وہ سیدھا قبرستان کو گیا وہاں ایک قبر سی تھی کھولکر اسمیں گھس گیا تب مجھ کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ بیشک کفن چور ہے جب اسکو عرصہ ہوا میں نے پاس جا کر دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا عمیق غار ہے اسمیں ایک محراب ہے غلام وہاں پر پوشاک نفیس پہنے یاد الٰہی میں بیتاب ہے جب فارغ ہوا تو سجدہ میں سر رکھکر زار و نزار رونے لگا اور بہت عاجزی سے گڑگڑا کے عرض کرنے لگا کہ بار خدایا دن کو حاضری کی فرصت نہیں پاتا معاف فرمانا اب صبح ہوئی آقا درہم مانگیگا سوائے تیرے مجکو کون اس غم سے چھڑانے والا ہے ناگاہ آسمان سے ایک نور آیا اسمیں سے ایک درہم اسکے پاس آگیا پھر اس غار کو مٹی سے بند کر کے بصورت قبر بنا دیا اور چلنے کا قصد کیا کہ عبداللہ بن مبارک یہ حال دیکھکر بیتابی سے تاب نہ لاسکے دوڑ کر اس سے لپٹ گئے اور ہاتھ پیر اسکے چومنے لگے غلام نے جب یہ ماجرا دیکھا جناب باری میں کمال گریہ و زاری کی کہ خداوندا اتنک یہ راز چھپا تھا اور اب آشکارا ہو گیا اب لطف زندگی و بندگی

ف۱ چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ چو انسان نداند بجز خورد و خواب
کدامش فضیلت بود بر دواب ۱۲

Marfat.com

میں باقی نہ ہا ای خدا برائے خدا مجکو دنیا سے اُٹھا اور اپنے پاس بُلا حافظ از دو خویش خدا را بہ بہشتم مفرست ٭ کہ سر کوی تو از کون و مکان ما را بس ٭ نیست ما را بجز از وصل تو در سر ہوشی ٭ این تجارت ز متاع دو جہان ما را بس ٭ پھر جان بحق تسلیم ہو گیا عبداللہ ویسی ہی معذرت کرتے رہے جب آگاہ ہوئے تو بہت زار زار روئے کہ افسوس اس دولت ایمانی در گنج پنہانی کی حقیقت سے آج تک واقف نتھا آج واقف ہوا تو دست تاسف ملا اور اسکو اسکے ہی کپڑوں میں بخوبی گفنا دفنا دیا اور یہ قصہ اور احباب سے نقل کیا پھر اسی رات کو عبداللہ بن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ براق پر سوار ہیں اور فرماتے ہیں ای عبداللہ ایسے اولیاء اللہ کو اُنہیں کپڑوں میں کفنا یا دفنا یا ف۱ حکایت نقل ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ابتدا میں کسی کی باندی تھیں سارے دن اسکی تابعداری میں حاضر رہتیں رات کو آقا کو سلا کر علیحدہ مکان میں جا کر تمام رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں اسی طور عرصہ دراز گذرا کہ دن کو روزہ رکھتی تھیں اور رات کو عبادت کرتیں ایک مرتبہ اتفاقاً آقا نیند سے چونکا رابعہ کو نپایا متعجب ہو کر ڈھونڈھنے لگا ناگاہ ایک خالی مکان سے آواز آئی دیکھا تو رابعہ سجدہ میں پڑی زار زار روتی گڑگڑاتی ہے کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے جیسا تیری لونڈی کا جی تیری بندگی کو چاہتا ہے مگر کیا کروں دن کو تابعداری آقا سے فرصت نہیں ملتی رات کو اس کے سونے کے بعد تیری تابعداری میں جی جان سے حاضر ہو کے جو کچھ بندگی بن آتی ہے کرتی ہوں اور حق بندگی بجالاتی ہوں اگرچہ ایسی بندگی اور سرافگن کی سراپا شرمندگی ہے ہرگز قابل قبول نہیں مگر ہاں تو سب قابل ہے بھلی بُری سب قبول فرماتا ہے بیت کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید ٭ از خلافت آن کریم آنرا خرید ٭ ہیچ قلبی پیش او مردود نیست ٭ زانکہ قصدش از خریدن سود نیست ٭ مولی میرے اگر تو کسی اپنے تابعدار کا تابعدار نکرتا تو تجھے پیارے میاں مہربان کو چھوڑ کر کیوں کسیکی تابعداری کرتی اور جی کی آرزو جی ہی میں کرتی سع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ یہ ماجرا دیکھکر آقا کے ہوش اوڑ گئے اور ہیبت الٰہی جی میں سما گئی حبیب جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں سے ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید

ف۱ سبحان اللہ خدا آگاہی کے مراتب سے خدا ہی کو آگاہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ یعنے خاص بندگان خدا سے خدا ہی آگاہی ہے ۱۲

Marfat.com

نے سدا روزی جن وانس دہر کہ دیدہ چمکے سے آکر لیٹ رہا اور تمام رات چین نہ پڑا صبح کو رابعہ کو بلاکر بخوشی تمام آزاد کردیا تو خوشی سے پھول گئیں اور سب دکھ درد اگلے بھول گئیں آقا کی حق میں حق تعالیٰ سے دعا کرتی چلی گئیں پھر باہر شہر کے ایک خراب مکان میں رہنا اختیار کیا رات دن یاد خدا میں بیخود رہتیں اور جوش محبت الٰہی میں دریا سی ابلتی تھیں ایک مدت دراز اسی انداز سے گذاری پھر شفقت اور محنت رابعہ کی دیکھکر کسی نے کہا اسقدر کیوں رات دن جان مارتی ہو اور ایک گھڑی آرام نہیں لیتیں کہ اللہ غفور و رحیم ہے کہا اسقدر دکھ اٹھانے کو نہیں فرمایا جیسا ارشاد ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا یعنے بار حکم الٰہی آدمی کی طاقت سے زیادہ ہرگز نہیں ہے کہا یہ سچ ہی مگر میرا مطلب کچھ اور ہے یعنی قیامت کے دن اعمالنامے ہر امت کے اپنے اپنے نبی کے آگے مجمع انبیا علیہ السلام میں کھولے جائینگے میرا اعمالنامہ جب حسن اعمال سے مالامال ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس مجمع میں کمال جاہ و جلال حاصل ہوگا اللہ اکبر جب ادنی لونڈی امت محمدیہ کی اُس درجہ خوبی اعمال رکھتی ہے تو ابرار واحرار اس گروہ والا شکوہ کے کس درجہ اعلیٰ درجہ ہونگے ف[۱] رابعہ اپنے خچر پر سوار ہو کے حج کو چلیں ناگاہ راہ میں خچر مر گیا قافلہ والوں نے کہا تم کچھ تردد نکرو ہم تمکو بخوبی سوار کر لینگے اور سب اسباب تمہارا رکھ لینگے کہا تم سب صاحبوں کی مہربانی ہے مگر تم چلو میری کچھ فکر نکرو لاچار ہو کر قافلہ روانہ ہوگیا رابعہ نے زار زار رونا اور گڑگڑانا شروع کیا کہ اے مالک میرے تو نے اپنی لونڈی کو اپنے گھر کی زیارت کو بلایا راہ میں خچر مر گیا سب سامان سفر راہ میں پڑا ہے اور تیری لونڈی زار و نزار ہے بس تیری لونڈی ہو کے اب کیا کسی اور کی کہلاؤنگی یا اور کسی کی خوشامد کرونگی کیا تو میرے حال پریشان سے آگاہ نہیں ہے ناگاہ قدرت خدا سے وہ خچر زندہ ہوگیا اسپر سوار ہو کر جھٹ قافلہ میں جا داخل ہوئیں تمام قافلہ والے یہ حال دیکھکر حیران ہوگئے اور وہ خچر ایسا خوش رفتار ہوگیا کہ بعد عرصہ دراز کے بقیمت معقول بکا ف[۲] حکایت نقل ہی کہ ایک ضعیف آدمی کسی شہر کے گلی کوچہ میں پھرتے تھے اتفاقاً پیاس سے بیتاب ہو کر ایک مکان پر گئے اور پانی مانگا اندر سے ایک لڑکی آب سرد لائی پلا کر کہا اے شیخ دن کو پانی پینا تمہاری بزرگی سے بہت بعید ہے ہم سے لوگوں کو یہ بات زیبا نہیں ف[۳] حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ

ف[۱] سبحان اللہ کیا عمدہ معقول قابل قبول حضرت رابعہ نے فرمایا واقعی اہل سوجھ کو وہ سوجھتی ہے جو ہم دوں کو نہیں سوجھتی بحکم اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۱۲ ف[۲] موافق مقولہ عقائد کے کہ کرامت اولیا حق کرامات اولیا کی حق ہے ف[۳] غالباً ایام رمضان شریف کے ہونگے یا وہ لڑکی صائم الدہر اور قائم اللیل ہونگی یہ اپنے اوپر قیاس کرکے اچنبا کیا واللہ اعلم

ذوالنون مصری رح رفع حاجت کو باہر شہر کنارے نہر کے گئے جب فارغ ہوکر لوٹے دیکھیں تو کنارے شہر کے بلند مکان پر ایک لڑکی از بس حسینہ و جمیلہ کھڑی ہے امتحاناً اُسکی عقل دریافت کرنیکو پوچھا تو کون ہے بولی اے ذوالنون جب تک تمنے طہارت نہیں کی تھی تمکو مجنوں تصور کیا تھا جب طہارت کی تو عالم جانا بعد اسکے عارف سمجھا اب معلوم ہوا کہ نہ مجنون ہو نہ عالم نہ عارف کہا کیونکر بولی اگر مجنون ہوتے تو طہارت نکرتے اور جو عالم ہوتے تو غیر محرم عورت پر نظر نہ کرتے اور جو عارف ہوتے تو سوائے خدائے برحق کے کسی طرف نظر نہ کرتے ف۱ حکایت نقل ہے حضرت ذوالنون مصری رح سے کہ ایک مرتبہ حرم محترم میں عجیب حالت دیکھی کہ ایک حبشی جسوقت چپکے چپکے کچھ پڑھنے لگے تو چہرہ اُسکا آفتاب سا روشن ہو جائے جب چپ ہو جائے بدستور اپنی حالت اصلی پر آجائے میں نے سخت متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہا جسوقت ذکر اللہ کرتا ہوں اُسکی برکت سے ہمہ تن نور سے معمور ہو جاتا ہوں جب چپ ہو جاتا ہوں پھر حالت اصلی پر آجاتا ہوں میں نے کہا سبحان اللہ ذکر اللہ کیا لطف بادصبا رکھتا ہے کہ غنچہ دلکو گل سا کھلا دیتا ہے اور تمام دل و دماغ کو معطر کر دیتا ہے یا تاب عالمتاب رکھتا ہے کہ بال بال آفتاب سا چمکا دیتا ہے ف۲ حکایت نقل ہے یوسف بن حسین رح رازی سے کہ میں ایک مرتبہ مصر میں قبرستان کی طرف سے گذرا ناگاہ ایک غلام حبشی مقید دیکھا میرا نام لے کر سلام علیک کی اور اپنے پاس بلایا میں حیران ہو گیا ... میرا نام و نشان اسنے کیونکر معلوم کیا میں تو اسکی صورت سے بھی واقف ... ہیں ف۳ پھر کہا اے یوسف رازی اپنی اوقات خاص میں اس خوار زار مجنون کی طرف سے بھی جناب پروردگار میں عرض کرنا کہ تمہاری محبت کی بدولت گھر بار بال بچے سب چھوٹے مگر قید کی ذلت و خواری سے ابتک نہ چھوٹے تمہاری قید کیا تھوڑی تھی جو اور ہوا و ہوس کے قیدی کی قید میں مقید کرکے ذلیل و خوار کیا اس صاحب عظمت و جلال کی قسم ہے کہ اگر ساری آسمان طوق گردن ہو جادیں اور سات طبق زمین کے پیر کی بیڑی بن جادیں بخدا تجھے نچھوڑونگا تیری محبت سے منہ نہ موڑونگا کہ تیر تیری محبت کا جی جان کے پار ہو گیا ابیات

کب تیر نگاہ ہوئے آسمان نکلتے ہیں		جس دل میں کہ دھنسے ہیں جان نکلتے ہیں
اشک دل سوز اسے عاشق کے حذر کرنا		ایسے ہی تنوروں سے طوفان نکلتے ہیں

ف۱ اللہ اللہ اس لڑکی کاملہ عاقلہ نے کیا دلیل معقول واسطے مقولی حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کی اور ان معقول پسند نے پھر کچھ جواب ندیا ۱۲ ف۲ اللہ اللہ واقعی جس جی جان میں بسنے محبت خدا بس جاتی ہے تو تمام جسم و جاں ... جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں کہ نعرہ از یان جاں ستہ ... مفید جہ نہ زبان جسم سے ف۳ مشک ... پاک ذوالجلال حافظ چو پر شکست ۵ بازلف عنبر افشانش بہ شکستہ کر پیوست تار ... جانش ف۳ سچ ہے ... نوشیدہ اند

اپنے بندے پہ جو تم چاہو سو بیداد کرو	پر کہیں جی میں نہ آجائے کہ آزاد کرو ف ا

باب سولھواں حاجتمندوں کی حاجت چاہنی ور اہل اللہ کو حاجت روا کرنی

حکایت نقل ہو کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے بجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کیا کہ عیالدار ہوں اور شدت بھوک سے بہت بیتاب ہوں کچھ سرکار والا سے عنایت ہو تو بال بچوں میں لیجا کر کھاؤں اور پیٹ کی آگ اس پانی سے بجھاؤں آنحضرت نے گھر میں دریافت فرمایا تو اتفاقاً اُسوقت کچھ موجود نہ تھا فرمایا اسوقت کچھ نہیں ہے پھر آنا اسنے عرض کیا یا رسولؐ اس دردولت سے کیونکر محروم جاؤں کہ بال بچے سب منتظر ہونگے کہ سرکار جناب رسول اللہؐ سے کچھ لانا ہوگا پھر گھر میں تلاش کرایا ناگاہ ایک عجمیہ یعنی ٹکڑا چاندی کا ملا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے مقسوم سے اسوقت یہی موجود ہے سائل بہت خوش وخرم ہوکے کمال تعظیم اور تکریم سے اُسکو لے گیا اور سب گھر والوں سے یہ ماجرا کہا وہ سنکے زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر لعنت ملامت کرنے لگے کہ اللہ اکبر جب وزیر اعظم شہنشاہ معظم کا یہ معاملہ ہے تو اور کسی کی کیا اصل ہے فی الواقع دنیا اور معاملات دنیا خواب وخیال اور سراسر وبال ہے پھر سب گھر والے اُسوقت بلطعام اسی کلام کے حسب حکم خالق انام اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ شکم سیر ہوگئے پھر جب شدت بھوک سے جان بلب ہوئے تو اس عجمیہ کو از روئے برکت و تعظیم کبھی چومتے کبھی آنکھوں سے لگاتے کبھی منہ میں رکھتے پس منہ میں رکھتے ہی اسقدر شہد خالص اور دودھ مزیدار اس سے نکلا کہ جی جان کو شکرستان کردیا اور بالکل بھوک کو مٹا دیا الغرض اسی طور سے باری باری منہ میں رکھتے تھے اور فضل باری سے شکم سیر ہوجاتے تھے اور حمد خدا اور نعت محمد مصطفےؐ سے دل ودماغ معطر اور معنبر کرتے پھر اس کو کمال اعزاز واکرام سے عمدہ کپڑے میں لپیٹ کر نہایت تکلف سے مقام مکلف میں رکھدیا کہ وقت حاجت کے حاجت رفع کرینگے دوسرے دن وقت ضرورت کے اُسکو کھولکر دیکھا تو ایک جواہر بے بہا ہے کہ اسکی روشنی سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے پھر اُسکو بازار میں جاکر بیچا تو ساٹھ ہزار درہم کو

ف یہ کرامت بزرگ فہید کی تھی کہ ہدوں دیکھے نام بتادیا اور مزہ کی باتوں کا مزہ چکھادیا ۱۲

Marfat.com

بکا پس یہ سب برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی ف حکایت نقل ہو کہ ایک شخص عیالدار بہت صابر و شاکر تھے اور بی بی انکی سخت اور بدزبان اور ناشکر تھی اتفاقاً ایک مرتبہ دو تین دن کھانیکو کچھ میسر نہوا تھا بھوکھ سی تنگ ہوکر خاوند کو نہایت تنگ کیا اور بہت سخت سست کہا کہ بال بچے بھوکھے مرتے ہیں اور آپ نکمٹو سے گھر میں بیٹھے ہیں جاؤ کچھ کماؤ اور بال بچونکو اس مصیبت سے چھڑاؤ کہا صبح کو مزدوروں میں جاکر مزدوری کرونگا جو کچھ ملیگا تیرے آگے دھرونگا برائے خدا اسوقت مت چلاؤ اور محلہ نہ جگاؤ پھر صبح کو مجمع مزدور میں گئے خدا کی قدرت سے سب مزدور اپنے اپنے کام پر گئے انکی کسی نے بات بھی نپوچھی کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو لاچار ہوکر چلے آئے پھر جنگل میں جاکے نماز عشا تک عبادت الہی میں مشغول رہے بعد اسکے چپکے سے گھر جا پڑے اسواسطے کہ دن میں خالی ہاتھ جائینگے تو واللہ اعلم عورت کیا طوفان مچاوے اور کس آفت میں ڈالے رات کو جاکر پڑ رہونگا صبح کو پھر اُٹھ جاؤنگا اور کہیں سے مزدوری کرلاؤنگا جب عورت نیند سے چونکی کہا ابتک کہاں غائب رہے کیا کمالائے کہا جسکی مزدوری کی ہے اُسنے کل کا وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا رحیم و کریم ہے عورت بہت بکی چلائی کہ بال بچے ہمارے بھوکھوں مرتے ہیں اور آپ وعدہ کرتے پھرتے ہیں پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد؛ صبح کو پھر مزدوروں کے اڈے پر گئے شان خدا کی کہ سب مزدوروں کو لوگ مزدوری کو لے گئے انکو تنہا جان کے چھوڑ گئے مجبور ہوکر پھر جنگل میں اسی مقام پر جاکر نماز عشا تک عبادت الہی میں مصروف رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے بعد نماز کے بڑی رات گئے چپکے سے گھر جا پڑے جب عورت چونکی بولی دونوں دن کی مزدوری لائے یہ بیچارے بہت گھبرائے کہا کل تینوں دن کی مزدوری دینے کا اقرار کیا ہے سنتے ہی آگ ہوگئی اور آپے سے نکل گئی بولی اپنا بھلا چاہو تو صبح کو تینوں دن کی مزدوری لے آؤ ورنہ

ف سبحان اللہ کیوں نہو کہ وہ ٹکڑا چاندی کا کس گھر سے تھا اور کس ہاتھ سے آیا تھا جیسا کچھ ایک بار انگلیوں اُس ہاتھ سے مصداق آیۂ کریمہ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ وقت پیاس پیاسوں کے چشمۂ شیریں جیسا شہد شیریں جاری ہوئی کہ ہزاروں آدمی ایک پیالہ آب سے سیراب ہوگئے اور یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں مفصل مرقوم ہے اور شدت پیاس میں سیراب ہونا قافلۂ عرب کا مع مواشی اسپ وغیرہ کے ایک مشکیزہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی دفتر سوم مثنوی معنوی میں مرقوم ہے چنانچہ بحکم مشتی نمونۂ خروارے چند اشعار مرقوم ہیں ؎ جملہ را زان مشک او سیراب کرد؛ اشتران و ہر کسی زان آب خورد؛ راویہ پر کرد مشک از مشک بود؛ ابر گردوں خیرہ ماند از رشک او؛ این کسی دیدہ است گز یک راویہ؛ سرد گردد سوز چندین ہاویہ؛ این کسی دیدہ است کز یک مشک آب؛ گشت چندین مشک پر بی اضطراب؛ مشک خود روپوش بود از موج فضل؛ میرسد از امر او ز بحر اصل؛ کاروان حیران شد اندر کار او؛ یا محمد چیست این بحر خو؛

منہ نہ کھاؤ پھر صبح کو تھیلی انکے حوالے کی کہ تینوں دنکی مزدوری اسمیں ہے آنا جب اُس صابر شاکر کی نظر اسباب عالم اسباب سے اُٹھ گئی اور مسبب حقیقی پر جا پڑی اسیوقت آرزو دلکی پوری ہوگئی صرف ظہور کی دیر ہوئی پس وہ پھر سیدھے جنگل کو چلے گئے اور عبادت الٰہی میں سرگرم رہے پھر بہت رات گئے آئے عورت کے ڈر سے تھیلی میں ریتا بھر لیا کہ رات اس حیلہ سے گذر جاوے گی صبح کو چلے جاویں گے عورت کی آفت سے بچ جاویں گے جب ہی دروازہ میں پہنچے عورت کا ڈر ایسا غالب ہوا کہ تھیلی ڈال کر اُلٹے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایسی خوشبو آئی کہ جی جان کو اُڑا لے گئی اور دل و دماغ کو معطر کر گئی متحیر ہوگیا سکتے کا سا عالم جی جان پر چھا گیا کہ یکایک عورت خوش ہوتی خوشی سناتی نکل آئی کہا یہ کیا معاملہ ہے وہ بولی اندر چلو اور اسکی حقیقت سنو اور شکر الٰہی بجالاؤ کہ بلاشک تم سچے تھے اور تمہارا مزدوری دینے والا سچا ہے حقیقت حال یہ ہے کہ میں بچوں کی خورد و نوش کی فکر میں مدہوش بیٹھی کہ ناگاہ کسی نے دروازے پر دستک دی میں گئی دیکھا تو ایک سوار سبز پوشاک پہنے ہوئے دروازہ پر کھڑا ہے مجھسے کہا یہ تین دن کی مزدوری اپنے خاوند کی لے اور اُس سے کہنا کہ جسقدر تو نے مزدوری کی اُسی قدر پائی اگر زیادہ کرتا زیادہ پاتا آگے کو خوب دھیان رکھنا پس یہ طباق ہے اور یہ پچاس درہم کہ اس سے دمبدم خوشبو اُڑتی ہے پس وہ دیکھتے ہی زار زار روتا تھا اور حمد و ثناء خدا میں جی جان کھوتا تھا چشمہ چشم سے اشکباری اور زباں سے شکر گذاری جناب باری کی جاری تھی جیسا جناب مولانا ارشاد کرتے ہیں ؎ اے خدا ای فضل تو حاجت روا

با تو یاد ہیچکس نبود روا	آفرینہا بر تو بادا ای خدا	ناگہان کردی مرا از غم جدا
ای کمینہ بخششت ملک جہان	من چہ گویم چون تو میدانی نہان	ای مبدل کردہ خاکی را بزر
خاک دیگر را بکردہ بو البشر	ایکہ خاکی شورہ را تو نان کنی	دہ کہ نان مردہ را تو جان کنی
بحر کو آسیے بہر جو میدہد	ہر خسی را بر سر وردی نہد	کم نخواہد گشت دریا از کرم

از کرم دریا نگردد بیش و کم ؎ عورت یہ حال دیکھکر حیرت میں آگئی اور پریشان حال ہوگئی کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے کہ خوشحالی میں یہ پریشان حال ہوگئی پھر جب اس جوش سے ہوش میں آیا تب اس مدہوش کو کہا کہ اے عورت ناشکر حقیقت یہ ہے کہ تینوں دن میں نے

کسی کی مزدوری نہیں کی تمام دن اور رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتا رات کو آکر تیرے خوف سے حیلہ کرد بتیا سو اس سچے مالک نے اپنے غلام کو سچا کردیا اور تیری رات دن کی آفت سے چھڑا دیا تھیلی میں تیرے ڈر سے رہتیا بھر لایا تھا اُسکو خالی کرلے اور سینے کو پھینکدے جب ہی چاہے کہ تھیلی کو خالی کرے دیکھے تو وہ زرد جواہر سے لبریز ہے اور تمام گھر اوسکی روشنی سے روشن ہو رہا ہے پھر تمام عمر شکر گذاری جناب باری میں گذری ف حکایت نقل ہی کہ ایک سردار بصرے کا ہمیشہ اوداس اور بدحواس رہتا تھا اور غم والم میں اپنی جان کھوتا تھا کسی نے کہا خیر ہے کیوں راتدن اُداس رہتے ہو اور عیش زندگی کو ناحق منغص کرتے ہو کہا کیا کہوں کچھ کہنے کی بات نہیں کہ اتفاقاً نادانستہ ایک اولیاء اللہ کی خدمت میں بی ادبی ہو گئی ڈرتا ہوتا کہ روز قیامت کے اس مواخذہ میں گرفتار نہو جاؤں قصہ یوں ہے کہ میں ایک مرتبہ زیارت بیت اللہ کو چلا سب دوست آشنا عزیز واقربا پہنچانے آئے تھوڑی دور حسب سلوک سبکو ٹال دیا مگر زید کہ میرے متوسلین میں سے تھا ہرچند اُسکو سمجھایا نہ مانا اور میرا پیچھا نہ چھوڑا آخرکار تنگ آکر میں نے جھڑک دیا کہ سبحان اللہ بیت اللہ کا جانا ایسا آسان جانا کہ پیادہ چلنے کو تیار ہو گیا میرے ہمراہ نہ آ اور جس راہ سے تیرا جی چاہے جا کہا اے آقا کیا خدا قادر نہیں ہے کہ تمکو زاد راحلہ سے پہنچاوے اور مجکو بے یار و مددگار بلا توشہ پہنچا دے پھر میں اپنی راہ گیا اور وہ اپنی راہ گیا مگر راہ میں کہیں نظر نہ آیا واللہ اعلم نظر سا کہاں گم گیا جب بفضل الٰہی میں سب مناسک حج سے بخوبی فارغ ہو گیا اور مدینہ منورہ کو چلا ناگاہ دیکھوں تو زید آیا اور سلام علیک کر کے میرے پاس بیٹھ گیا میں نے حیرت میں ہو کر پوچھا کہ حج کر آیا بولا ہاں پھر میں نے ظرافتاً از راہ ہنسی و دل لگی اُس سے کہا کہ چٹھی سند حج کی بھی ملی بولا کیسی چٹھی اور کس کام آتی ہے میں نے کہا کہ ایک چٹھی بیت اللہ میں غیب سے حج کرنیوالے کو ملتی ہے کہ فلان بن فلان حج کو آیا اور حج اُسکا قبول ہوا پھر اُسی سند سے عذاب قبر اور حشر سے نجات ہوتی ہے یہ سنتے ہی روتا چلا تا بیت اللہ کو لوٹ گیا جب میں زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فارغ ہو کر لوٹا ناگاہ دیکھا کہ زید آگیا اور سلام علیک وعلیک السلام کر کے چٹھی میرے آگے رکھدی دیکھوں تو ایک نہایت عمدہ ریشمی

ف فی الواقع جو کوئی خدا سچے پر سچا بھروسا کرتا ہے من مانی مراد پاتا ہے جو کوئی روزِ دشت زری طلبی میں اگر دنیا میں وہ بھی روزی پاتی ہیں سفری مقوی سے زیادہ نہیں پاتی اور جو نظر عالم اسباب بقدر حکم کے لئے ہر اسباب کوشش کرتی ہیں اور مانند رنگ کے بعد کرائے دو زد سوپ نہیں کرتے وہ بھی مقدر سے کم نہیں پاتے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ے در توکل با ای لباید پر دنت ہ جیسا کر بیداس

۲ شعر کا مضمون اس حکایت میں ظاہر ہوا ۱۲

کپڑے پر بخط سبز لکھا ہی کہ یہ چٹھی ہی واسطے نجات زید کے عذاب قبر اور حشر سے ہی پھر میرے ہوش اُڑ گئے اور حواس جاتے رہے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے جب کچھ طبیعت نے قرار پکڑا اور ہوش بجا آئے تو میں نے کہا حقیقت اسکی کیا ہی بیان کرو کہ کیونکر یہ دولت عدیم المبادلت تمکو ملی کہا جب بیت اللہ میں پہنچا تو بالکل حاجیوں سے خالی پایا تب میں نے گڑگڑا کر زار زار رونا چلانا شروع کیا کہ اے مالک دو جہان کے کیا غریبوں کا حج قابل قبول نہیں جو سند مجکو نہ ملی یا غریبوں کا کعبہ اور صاحب کعبہ کوئی اور ہے اور وہاں جاؤں اور سند لاؤں مجکو قسم ہے تیری عظمت اور جلال کی کہ جب تک چٹھی نپاؤنگا کعبہ سے باہر نجاؤنگا اور روتے روتے یہیں مرجاؤنگا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے زید نجات کی چٹھی لے اور جا اپنی راہ لے پھر یہ چٹھی میرے ہاتھ میں آگئی لیکر چلا آیا تب ف تو مجھکو کمال حیرت ہوئی کہ اللہ اکبر اس شخص کا بڑا عالی رتبہ ہی اور میں آج تک اسکی حال سے واقف نہوا پھر باعزاز و اکرام انکو بصرہ میں ساتھ لے آیا اور وہ چٹھی کمال عظمت اور تعظیم سے معطر اور معنبر کرکے صندوق میں بند کر رکھی جب کبھی جی چاہتا تھا تو بکمال اعزاز نکالکر اسکی زیارت سے مشرف ہوتا تھا اور چومتا آنکھوںکو لگاتا اتفاقاً میں کہیں سفر میں تھا میرے پیچھے زید نے انتقال کیا جب آیا بہت رنج والم ہوا کہ افسوس میں ایسے اولیاء اللہ کے کفن دفن میں شریک نہوا ناگاہ وہ چٹھی یاد آئی نہایت غم والم سے بیتاب ہوگیا اور ہزاروں نفرین اپنے حال پر کرتا تھا کہ وقت جانے کے انکو کیوں نہ دیا پھر صندوق مہری منگا کر دیکھا تو مہر لگی تھی اور صندوق بند تھا کھولا تو چٹھی نپائی نہایت حیرت میں آگیا طوفان غم میں ڈوب گیا حشر کا عالم برپا ہوگیا زار زار رونے لگا ناگاہ روتے روتے سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ ہے اور زید ایک تاج سر پر رکھے ہوئے کمال زرق و برق سے ایک تخت جواہر پر جلوہ فرما ہے اور چار طرف اُسکے حوروں کا جمگھٹا ہے میں نے نزدیک جاکر اُسے سلام علیک کی کہا اے آقا تم اسقدر کیوں متوحش و متردد ہو کہا تمکو یاد نہیں کہ چٹھی تمنے مجھے دیدی ہے چنانچہ یہ موجود ہے اور اسکی

ف فی الحقیقت یقین کامل سے فوراً مراد دل حاصل ہے جیسا کہ حکم حاکم حقیقی اسپر ناطق ہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ یعنے اے ایمان کے مسلمانوں جب تک یقین کامل اور احکام خدا و رسول کو حاصل نکروگے سچے اور سچے مسلمانوں میں داخل نہوگے اور ہرگز مراد دلی نہ پاؤگے اور جو کوئی یکا ہوگیا وہ مقصد دلی فوراً پاگیا جیسا کہ یہ حکایت اسپر گواہ ہے اور حسب ارشاد جناب مولانا ہر طرف سے اسکو ندا سہ کہ مے نا امیدی مرد کا میدہا است ؛ سوئے تاریکی مرد خورشیدہا است ؛ تو مگو مارا بدین شہ بار نیست ؛ با کریماں کارہا دشوار نیست ؛ بین چرا خشکی کرا میجا چشمہا ست ؛ بین چرا دردی کرا ینجا

بدولت یہ دولت و حشمت مجکو حاصل ہو اب آپ کچھ تردد نہ کیجئے میں اپنے من مانی مراد کو پہنچا ف ۱
حکایت نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری سفر حج میں کشتی پر سوار تھے اور اسمیں ہر قسم کے آدمی امیر غریب تاجر سوداگر بھی تھے ناگاہ کسی سوداگر کا ایک موتی قیمتی گم گیا سب کا جھاڑ لیتا شروع کیا ایک شخص جو بہت میلے کچیلے سے کپڑے پہنے تھے اُنپر سبکا شبہ ہوا وہ غیرت کھا کر جناب باری میں گریہ وزاری کرنے لگے کہ اے رب العزت عزت اور ذلت تیرے ہی ہاتھ ہے سہ جز تو پیش کہ بر آمد بندہ دست ؛ ہم دعا وہم اجابت از تو ہست ؛ این دل سرگشتہ را تدبیر بخش ؛ واین کمانہائی دو تو را تیر بخش ؛ پس فوراً دعا چون تیر بہدف قبول ہوئی کہ یکایک ہزاروں مچھلی پانی پر تیرتی ہوئی آئیں اور ایک ایک موتی بے بہا منھ میں لائیں درویش نے ایک موتی لیکر سوداگر کو دیدیا اور بلا خطرہ اسیوقت کشتی سے اُتر کر پانی پر چلا گیا سچ ہے سہ خاکساران جہان بحقارت منگر ؛ توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ف ۲ حکایت نقل ہو کہ کسی شہر میں ایک مرد اور عورت اسکی دونوں محتاج تھے مگر دولت صبر و شکر سے تاجدار تھے دُکھ سُکھ سے گذران کرتے اور ہر دم شکر خدا بجا لاتے ایک مرتبہ دو تین دن کچھ کھانے کو مُیسّر نہوا تب مرد نے عورت سے کہا دو تین روز سے ہمیں روزی نہیں ہوئی اور ہمارے گھر آگ نہیں جلی مبادا ہمسایہ ہماری ہمارا نہ کھانا دریافت کریں اور ناحق رنج کھاویں اور ہم اُنکی نظروں میں حقیر نظر آدیں یہ بات مناسب نہیں بلکہ مناسب یوں ہو کہ جلدی تنور میں آگ جلادو اور اس گمان آتش انگیز کو اس آبیاری سے مٹادو چنانچہ عورت نیک سیرت نے فوراً تنور میں آگ جلائی اور آتش بدگمانی آب تاب ایمانی سے بجھائی ناگاہ دھواں تنور سے بلند ہوا ایک عورت آگ کو آئی دیکھے تو سارا تنور روٹیوں سے معمور ہو پھر گھر والی عورت کو بلا کے کہا تنور میں روٹی لگا کر ایسی بیخبر ہوگئی کہ پھر خبر نلی پس تنور والی عورت جلدی سے گئی اور قدرت خدا کی تماشائی ہوئی دیکھے تو سارا تنور روٹیوں سے معمور ہو پھر جلدی سے نکالکر خاوند کے آگے لے آئی اور سخت حیرت میں ہوگئی خاوند سے کہا کہ قدرت خدا کا تماشا دیکھا خاوند بولا کہ اسکی قدرت سے یہ کیا چنبا ہوا کہ وہ قادر مطلق ہزاروں قدرتیں ہر دم قدم ایک سے ایک زیادہ دکھاتا ہے

ف ۱ سبحان اللہ کیا سچی کہاوت کسی سچے کی صادق آتی ہے کہ کبھی ہنستے ہنستے گھر بستے ہیں ۱۲ ف ۲ صحیح ہو حسب ارشاد جناب باری اولیاء اللہ کو کسی مقام ڈر اور خطرناک پر کچھ خطرہ اور ڈر نہیں کہ اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُون یعنے اولیاء اللہ کو دونوں جہان میں کسی قسم کا ڈر اور غم نہیں ۱۲

پھر سب گھر والوں نے خوب شکم سیر ہوکر وہ روٹیاں کھائیں اور جی جان سے شکر الٰہی بجالائے عورت نے قرینے سے دریافت کیا کہ خاوند میرا صاحب کرامت ہو کہ یہ سب نور ظہور انہیں کی قوت ایمانی اور حالت عرفانی سے ظاہر ہوا پھر ایک مرتبہ کہا کہ جناب باری میں زاری کرو کہ کوئی چیز ایسی عنایت ہووے کہ سب دنیا کے دُکھ کھووے تاکہ فارغ البال ہوکر خالصاً مخلصاً خداہی کی یاد میں رات دن گذاریں خاوند نے کہا کہ وہ شفیق حال ہمارا ہمارے حق میں جو بھلا چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور کرے گا عرض معروض کی کچھ حاجت نہیں غرض جب عورت نے بہت الحاح وزاری کی تب بمجبوری پچھلی رات جو وقت اجابت دعا ہے دعا کی کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ غلام کو تجھ سے میاں شفیق و مہربان سے کسی امر کی عرض کرنے کی حاجت نہیں ہے مگر تیری لونڈی نے بہت تنگ کیا ہے اسواسطے عرض کیا کہ اگر مرضی ہو تو اُسکی امید برلا اور اپنے غلام کو اس کشاکش سے چھُڑا ناگاہ ایک طاق سے ہاتھ نکلا اور ایک جواہر روشن اُس سے باہر آیا کہ تمام گھر اُسکی روشنی سے روشن ہوگیا پھر وہ ہاتھ غائب ہوا اور بدستور طاق بند ہوگیا خاوند نے عورت کو جگایا کہ جلد اُٹھ خدا نے تیری مراد دلی پوری کی وہ ناخوش ہوتی ناک بھوں چڑھاتی اُٹھی کہ ناحق کیوں جگایا ناحق لذت جانی سے چھڑایا مفت جی جان کو جلایا کہ کس لطف میں تھی اور کیا لطف کے خواب دیکھتی تھی کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ و پیراستہ ہے اور اُسمیں ایک مکان نہایت عمدہ زروجواہر سے ساختہ و پرداختہ ہے اور اسقدر مزین و روشن ہے کہ آفتاب روشن کو شرماتا ہے اسکی چمک دمک دیکھکے متحیر ہوگئی جی جان سے کھوگئی جب کچھ ہوش و حواس بجا ہوئے میں نے پوچھا یہ مکان عالیشان دیکھے کس خوش نصیب کو نصیب ہوگا کہا تم دونوں میاں بیوی کو ملیگا پھر تو اسقدر خوش ہوئی کہ پھولی نہ سماتی تھی ناگاہ ایک موتی روشن اُسی مکان سے گم گیا وہ مقام بہت بدنما اور نہایت نازیبا ہوگیا میں نے کہا یہ کیا ہوا کہا وہ موتی حسب خواہش تیری کے دنیا میں گیا پس جسقدر دنیا میں راحت اور رونق چاہیگی اُسی قدر یہاں کی راحت اور رونق سے ہاتھ اُٹھاویگی یہ سُنکر میں بہت اداس اور بدحواس ہوئی اور لذت و راحت دنیا سے درگذری اسی رنج و ندامت میں تھی کہ ناگاہ تم نے جگادیا میرے مزے میں خلل ڈال دیا

Marfat.com

اور بدمزگی کا مزا چکھا دیا پس آپ واسطے خدا جناب باری میں یہ عرض کیجئے کہ یہ موتی پیارا
گم ہو جائے اور اپنے مقام پر جم جائے کہ دنیا کی حیات بے ثبات پر یہ ظلوم تو بھی فریفتہ ہو کے
روتی کرنا گفت حماقت ہی کیونکہ خداوند نے جناب باری میں کمال نالہ و زاری سے عرض کیا
تو بڑا رحیم و حکیم ہے کہ اپنی لونڈی کو لذت جنت کا مزا چکھا دیا اور لذات دنیا سے چھوڑا دیا اور
مخالف کو موافق کر دیا کس جان و زبان سے اس عنایت اور شاباش کی شکر گذاری کروں پھر
حسب معمول اشارہ جناب مولانا کے عرض کرتی تھی اور گریہ و زاری میں جان کھوتی تھی سہ

ای فقیر بانو الدر فقیر ...	از اشارتہای دل ماہی خبر	ای یکروه یار ہر اغنیا را
دی بداد خلعت گلزار را	آنکہ خواہی کہ یا لطفش آوری	بان اور ادر تضرع آوری
آنکہ گل را شاہد خوشبو کند	ہر تجلی را لطف فہم ...	پھر ناگاہ اس طاق سے پانی

نمایاں ہوا اور اس کو ہرا ہار اور دونوں ان کو لیگیا اور اپنے مقام پر جڑ دیا ف حکایت اللہ
کہ خراسان میں کوئی ابراہیم ادہم کا ... انتقال کر گیا اور بہت سا مال کل حلال سے چھوڑ
گیا اور سوائے ابراہیم کے کوئی اور اس کا وارث نہ تھا ابراہیم اس خیال سے چلے کہ اس
مال کو لیکر للہ صرف کرینگے مبادا کوئی معاوضہ بیجا میں صرف کرے راہ میں قدرت الٰہی سے
عجب تماشہ دیکھا کیا دیکھتے ہیں کہ دریا کنارے ایک جانور اندھا بیٹھا ہے اور مینڈک دریا سے
منہ میں کیڑا لاتا ہے اور اسکو کھلاتا ہے ابراہیم متحیر ہوگئے اور ہمراہیوں سے کہنے لگے کہ تم نے
قدرت خدا کا تماشہ دیکھا پس اب مجھے خراسان کو جانا موقوف کیا اور اللہ ہی پر بھروسا کیا
کہ اگر ہمارے مقسوم میں ہے تو از خود آ جاویگا ہمارے جانے کی کچھ حاجت نہیں ہر چند ہو کر اں
آخر تین دن تک جنگل میں بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور کسی مقام پر پانی نہ پایا ناگاہ ایک کنواں
ملا اس میں ڈول ڈالا درہم سے لبریز پایا پھر ڈالا دینار سے بھرا پایا پھر ڈالا جواہر سے بھرا ہوا پھر آیا
تب ابراہیم نے کہا مجھ کو زر و جواہر کی کچھ حاجت نہیں صرف وضو کو پانی درکار ہے ناگاہ آواز
دلنواز غیب سے آئی کہ اے ابراہیم تو نے زر و جواہر خراسان کا چھوڑ کر ... اور ...

ف فی الواقع یہ قصہ سچ ہو کہ سچے دل کا سچ ... تصدیق کرتا ہے ... آنحضرت ...
آرام لینگے جنت کے ... ہیں جب زیادہ رونق اور راحت ... موجب ...
ملنے بدحالی ... رونق و راحت طالبان دنیا کہ دولت اور راحت ... اور آئندہ کو اس بیدلتی ...
یہی سبب ہے کہ کامل الایمان اس عالم گذران کو خواب و خیال جانکر دکھ درد ... اٹھاتے ... حسب حکم ... اور
... میں اٹھاتے حسب حکم حاکم حقیقی ... اپنے ... محمد بلاشک
سوالی آخرت کی تقاضے واسطے یعنی ... جدائی دنیا سے ۱۲

[illegible] جواہر بیش بہا سے کو ان کو بھر دیا کہا اور لٹا جہان تیرا جی چاہے وہاں لے کر
[illegible] نقل ہے عمر بن عبد الرحمن اوزاعی سے کہ ایک مرتبہ عید کی رات کو ایک پڑوسی آیا
[illegible]
[illegible] عنایت فرماویں تو عین عنایت اور محض شفقت ہے پس مجھکو انکی پریشانی
[illegible] آیا پچیس درہم جو لڑکیوں کی عیدی دینے کو رکھے تھے فوراً دیدیے کہ اسکے بدلے
[illegible] نکاح [illegible] عرصہ کے بعد ایک شخص آیا اور مجھے بلا بھی گیا کمال ادب سے
[illegible] لگا میں حیرت میں ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے پھر میں نے پوچھا تو کون ہے ہم
[illegible] غلام ہوں [illegible] اتفاقاً باغوائے شیطان
[illegible] ندامت کی منہ نہ دکھاتا تھا میرے پاس پچیس دینار [illegible]
[illegible] دو دینار [illegible] آیا شکر خدا کا بجا لایا اور
[illegible] اللہ تعالیٰ نے پچیس درہم کے بدلے پچیس دینار
[illegible] خوش ہوتا ہوا چلا گیا فقط
[illegible] سے کہہ گیا کہ روٹی پکا کر
[illegible] عورت روٹی پکا کر چلی ناگاہ راہ میں ایک سائل نے سوال کیا اسنے
[illegible] جنگل میں رفع حاجت کو گئی اور گود کے بچے کو ایک مقام پہ بٹھا
[illegible] بچے کو اٹھا لے گیا اسکے دیکھتے تو بچہ بھیڑیے کے منہ میں ہے چیختی چلاتی
[illegible] بارگاہ میں عرض کرتی تھی کہ الٰہی میرے بچہ کو اس بلا سے بچا اور اس غم
[illegible] روتی اور آنسو نکا مینہ برساتی اور حسب ارشاد جناب
[illegible] جان کھوتی سو اے کریم ذوالجلال مہربان دائم المعروف دائمی جہان
[illegible] مگر تو نہ بدیر سے تیرے نیک اے کریم نزدیک [illegible] قیمت [illegible]
[illegible] ایک بڑا [illegible] سے ہوا سا آیا اور اس [illegible]
[illegible] فصیح کہا کہ دوست [illegible]
[illegible] حکایت نقل [illegible]

[illegible]
[illegible] سبحان اللہ [illegible]
[illegible]

جی جان سے نثار تھے اسقدر للہ صرف کرتے تھے کہ ہمیشہ قرضدار رہتے تھے مگر اقرار اہل دل اور
صاحب دل انکے خدمتگذار تھے جو قرضہ ہو جاتا تو ادا کر دیتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ لاکھ درہم قرض
ہوگئے اور کوئی صورت ادا کی متصور نہ تھی اور اتفاقاً آپ بیمار ہوگئے قرض خواہوں نے
یہ سنکر آ گھیرا اور تقاضا شدید شروع کیا خادم نے عرض کیا کہ یا حضرت قرض خواہ آئے ہیں
اور قرضہ مانگتے ہیں کیا جواب دیں کیونکر اس بلا سے نجات پاویں تب تو حضرت بایزید متوجہ
ہوکے خدا سے دعا کرنے لگے کہ اے کریم تو خوب جانتا ہے کہ اس مرتبہ بہت قرضہ ہو گیا کہ
بیشمار درہم و دینار تیری راہ میں خرچ گئے اور ایک حبہ اپنے صرف میں نہیں صرف کیا جب
تک صحیح اور سالم تھا قرض خواہوں کو بہر طور اطمینان تھا کہ گردی چیز کی طرح [illegible]
اب جو وقت رحلت قریب آیا اور تو نے اپنے پاس بلایا تیری راستی [illegible]
دو رہے گر گردی چیز کو لے اور زر رہن نہ دے لیں غرض [illegible]
پھر العبد اسکے اپنے پاس بلا سے ای ہمیشہ حاجت ما را پناہ ؛ یار [illegible]
دستگیر از دست ما ما را بخر ؛ پردہ را بردار و پردہ ما بدر ؛ چون نباشم ز [illegible] خوان بارگہ [illegible]
من نہ بیہ ست قصور کاسہ لیس ؛ ہم بگو تو ہم تو بشنو ہم تو باش ؛ ما ہمہ لاشیم
با چندین تراش ؛ خود چہ باشد گر بہ بخشد آن جواد ؛ بندہ را مقصود جان
بی اجتہاد ؛ پس یکایک ایک سوار دروازے پر آیا اور قرض خواہوں بایزید
کو اپنے پاس بلایا کہ دام دام ادا کرلو اور بایزید سے کچھ تعرض نکرو فوراً سب جمع
ہو گئے اور کوڑی کوڑی اپنی لے گئے پھر بایزید نے انتقال فرمایا اور تجہیز اور
کفنا دفنا پایا بعد اس کے کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کیا معاملہ گذرا کہا رحمت
الہی کا کچھ حد و شمار نہیں فرمایا اے بایزید کیا تھوڑے سے قرضہ پہ تجکو
ضامن کیا اگر ساری دنیا کا مال لیکر میری راہ میں دے دیتا فوراً ادا
کرتا حکایت نقل ہے کہ ایک عورت کے دودھ پیتا بچہ تھا ناگاہ ایک عورت نے دارو آکر
اور سوال کیا اس عورت کے پاس اسوقت اتفاقاً کچھ نہ تھا ترس کھا کر اپنے بچہ کا کرتا اتار کر
اسکے بچے کو پہنا دیا کہ میرے بچے کو خدا اور دیگا قدرت خدا سے اسی وقت ایک کرتا آسمان سے
نازل ہوا اور اسکے بچے کے گلے میں پڑ گیا اور تمام عمر اسکے واسطے کافی ہوگیا کہ جیسے جیسے قد بڑھتا
لڑکے کے کرتا بھی بڑھتا جاتا تھا اور موسم گرمی میں ٹھنڈا رہتا اور سردی میں گرم رہتا تھا

Marfat.com

باب سترھواں بیقراروں کی بیقراری اور جناب باری کی مددگاری میں

حکایت نقل ہے کہ ایک قزاق راہ لوٹتا اور مسافروں کو ناحق قتل کرتا تھا یہانتک کہ حاجیوں کو بھی نہ چھوڑتا تھا ایک غریب مسلمان مسافر [illegible] اس راستے گذرا قزاق نے اسکے گھوڑے کی لگام پکڑی اور [illegible] کہا کہ [illegible] نہیں جانتا کہ اس راہ سے کوئی جان سلامت نہیں لیجاتا [illegible] اب [illegible] مجھے جان سے چھوڑ دے کہا بجان اللہ اپنے پیر سے [illegible] اور مرگ کے ہاتھ سے شور مچا [illegible] زندگی سے مایوس ہو [illegible] دو رکعت [illegible] مہلت ملی اور بعد نماز کے [illegible] بکمال زار زار [illegible] کہ الہی کریم [illegible] سوا اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچانیوالا اور چھڑانیوالا ہے اور زار زار روتا اور [illegible] در پایہ [illegible] بموجب ارشاد جناب مولانا سے

گر [illegible] شیر افگن [illegible]	شیر را [illegible] برنازین [illegible]	کردہ ایم [illegible] کہ از من [illegible]
تا [illegible] در رسید	ای خدا آن کن کہ از تو می سزد	کز ہر سوراخ مارم می گزد
جان شیرین دارم و دل آہنین	ورنہ خوب [illegible] درین وسوسہ [illegible]	وقت تنگ آمد مرا و یک نفس

بادشاہی کن مرا فریاد رس۔ پس ناگاہ ایک سوار آیا اور اس قزاق کو مار گرایا اور مجکو اسکے شر سے بچایا پھر اس سوار کی خدمت میں عرض کیا کہ برائے خدا مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو کہاں سے آئے [illegible] تابعداری [illegible] شکر گذاری کروں کہ تم نے میری جان بچائی کہا میں دس ہزار برس سے [illegible] عرش معلی تک حاضر رہتا ہوں جب کوئی فریادی فریاد کرتا ہے [illegible] کے فوراً اسکی داد دیتا ہوں اور ظالم اور سرکش سے بدلا لیتا ہوں اور ہر وقت [illegible] حکایت نقل ہے مالک بن دینار سے کہ ایک مرتبہ [illegible] گذرا [illegible] ایک کتے کو [illegible] منہ میں روٹی لئے ہوئے ایک طرف [illegible] جاتا ہے الغرض [illegible] آگے کر دیکھوں تو یہ کہاں جاتا ہے تھوڑی دور جا کر ایک [illegible] دیکھا تو وہاں ایک شخص ہاتھ پیر [illegible] پڑا ہے اور وہ کتا اسکے سینے پر بیٹھا ہے [illegible] تھوڑی دیر کے بعد [illegible] اسکے منہ میں پانی لایا اور اسکو

[illegible] یہ کلام [illegible] کہ دعا [illegible]

[illegible] ۱۲

پلا یا اسی طرح کئی مرتبہ گیا اور آیا پھر اسکو ہما پلا کر اڑ گیا میں سخت حیران ہو گیا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنے لگا پھر اس شخص سے جا کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ میری عقل گم ہے بولا ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا ناگاہ قزاق دوڑ پڑے سب قافلہ کو قتل کر گئے اور سب مال لوٹ لیگئے مجکو ہاتھ پیر کٹا مرا جانکر چھوڑ گئے تین دن تک بھوکا پیاسا پڑا رہا دانہ پانی منہ میں نہ گیا جب جان بلب ہوا اور زندگی سے مایوس ہو گیا تو جناب باری میں گریہ وزاری کرنے لگا کہ اے میرے کریم تیرے سوا اس خوار وزار کا خبر لینے والا کون ہے جو کہ مجھ کو اس کی مصیبت

سے چھڑا اور نہ اپنے پاس بلا — وقت تنگ آمد مرا و یک نفس — پادشاہی کن مرا فریاد رس
جان سنگین دارم و دل آہنین — ورنہ خون گشتی درین درد و حنین — بی نہ جہدی آخر یدی مرمرا
بی زبان روزیم وہ ای اللہ — ہر گدا یابت جو یہ روزی — ہر گدا یا نیست کن دلسوزی
رزق را میران بسوی این حزین — ابر را می کش بسوی این زمین — چون زمین را یا بشد جود تو
ابر را رندی بسوی او دو تو — از تو تشنہ از ذکر درد از ناشت — بیہ رنجی در عطا یا ستغاث

پس دعا اس بیکس کی اس فریاد رس نے قبول کی چنانچہ اسوقت سے یہ کوا دونوں وقت کھلاتا ہے جیسا کہ تمنے دیکھا ف حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ کے ہاتھ پیر رہ گئے تھے اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گئے اتفاقاً ایک مرتبہ گھر میں کوئی نہ تھا اور نماز کا وقت جاتا تھا زار زار رونے لگے کہ خداوندا میری نماز قضا ہو جاوے گو میری قضا آجاوے کہ نماز کے قضا ہو جانے سے اپنی قضا آجانا گوارا ہے ناگاہ پڑوسی کے جی میں خدانے رحم ڈالا اس نے جی میں کہا کہ پڑوسی ہمارا معذور ہے ایسا نہو کہ انکو کچھ حاجت ہو اور گھر میں کوئی موجود نہو پھر جلد آکر پوچھا کہ اے شیخ کچھ حاجت ہے کہا کہ ہاں وضو کو پانی درکار ہے اور ایک عرصہ سے انتظار ہے پھر آستانہ کو میں نے تازے پانی کو ڈول ڈالا دیکھا تو ڈول زر و جواہر سے بھرا ہے ویساہی شیخ کے پاس لیگیا شیخ نے فرمایا یہ نہیں درکار ہے خوشی سے لے لے کہ اللہ صاحب نے پہلے ہی عطا کی تاکہ یہ غلام معذور کا کسیکا احسانمند نہو پھر ڈول ڈالا تو پانی سے بھر آیا شیخ نے وضو کر کے نماز پڑھی اور شکر گذاری جناب باری جل جلالہ ادا کی ف۲ حکایت نقل ہے کہ کسی حق پرست کی کہ ایک مرتبہ حج کو جاتی تھی ناگاہ رات کیوقت

ف سبحان اللہ شان رزاقی اس رازق حقیقی کی ایسی ہے جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ہ رزق را روزی رسان پر میدہد آنچہ ہست مایہ آن دیدہ ف۲ یہ سچ ہے جو خدا کے حکم سے جی جان سے حاضر رہتے ہیں وہ ہر طرح سے مطمئن رہتے ہیں اور کسیکے احسانمند نہیں ہوتے ۱۲

ایک بڑی پہر میں پار ہوگئی وہیں گر پڑے مارے درد کے کھانا پینا سونا چھٹ گیا قافلہ چلا گیا دو تین دن بھوکے پیاسے بے چینی درد سے جی جان سے عاجز ہوکے جناب الٰہی میں زاری کی کہ خداوندا حاجی کی آرزو جی ہی جی میں رہیگی اور اس سال دولت حج نصیب نہوگی تو قادر توسب چیز پر قادر ہے اس عاجز کو اس دکھ درد سے جلد چھوڑا اور مراد دل کو پہنچا پھر اسی غم والم میں ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اژدہا مجکو نگل گیا وہ بڑی پسلی سب چاب گیا اور وہ بڑی بھی پیر سے نکل گئی پھر جو آنکھ کھل گئی دیکھا تو پیر اچھا بھلا چنگا ہے فضل الٰہی سے جلدی جاکے قافلہ میں جا ملے اور بخوبی دولت حج سے مشرف ہوئے **ف** **حکایت** نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ آتش پرست تھا اور ایک عابد نصرانی اور ایک عالم مجوسی اس شہر میں رہا کرتا تھا بادشاہ نے لڑکے کو واسطے تعلیم کے عالم مجوسی کے پاس بھیجا قدرت خدا سے لڑکا ایام طفولیت میں نہایت صاحب تمیز تھا اور حق و باطل کو خوب جانتا تھا جب سبق سے فارغ ہوتا تو نصرانی عابد کی خدمت میں جاکر کچھ باتیں دین کی سیکھتا مدت تک اسکا یہی رنگ ڈھنگ رہا ایک مرتبہ راہ میں واللہ اعلم ایک اژدھا کہاں سے آپڑا اور راستہ بند ہوگیا لڑکے کو ہر چند لوگوں نے منع کیا کہ یہ راستہ بند ہے دوسری راہ سے جا اور از خود اجل کے منہ میں نہ جا کہ یہ صدہا آدمی کو نگل گیا ہے **بیت** گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ❊ تو مرو در دہان اژدہا ❊ لڑکے نے نہ مانا اپنی جان پر کھیل کر تماشا جانکے حق و باطل کو آزماتا ہنستا کھیلتا اسکے پاس گیا اور کہا اے حق راہ حق دکھا اور باطل سے بچا اگر دین نصرانی سچا ہے اور عالم مجوسی جھوٹا ہے تو اس پتھر سے یہ اژدہا مر جائے اور یہ تیرا غلام تردد حق و باطل سے نجات پا جائے پھر پتھر مارا قدرت خدا سے وہ اژدہا مرگیا لڑکے حق طلب کو حق تاریکی باطل سے آفتاب نظر آگیا فوراً نصرانی عابد کی خدمت میں جاکر یہ ماجرا کہا اُسنے کہا اسیات کا سارے شہر میں شہرہ ہوگا اور ایک جہان متعجب اور حیران ہوکر تیرے پاس آویگا کسی سے میرا نام نہ لینا مجکو ناحق بدنام نکرنا کہ مخلوق سے جان چھڑانا مشکل ہوگا جو مصلحت وقت جانتا سو عمل میں لانا برائے خدا مجکو کسی بیچ میں نہ پھنسانا لڑکا عابد سے رخصت ہوکر آیا پھر جدھر دیکھا ادھر یہی چرچا اور شور

فصل سبحان اللہ جو نیک لوگ کبھی نیک کام میں دکھ پاتے ہیں تو قدرت اور عنایت خدا سے جلد سکھ پاتے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ❊ حاکم ست و لفعل اللہ ما لیشاء کو رعین درد انگیزد دوا ❊ ہم عوض لیکن ناند و صدجان دہد ❊ آنچہ در وہمت نیاید آن دہد ❊ ۱۲

غوغا پایا کہ لڑکے نے اژدہے کو مار ڈالا تمام شہر متحیر ہوکر اسکے پاس آیا اور حقیقت حال دریافت کرنے لگا بولا کہ واللہ اللہ کے نام سے ذرا سے تیر سے ایسا بڑا اژدہا مارا حقیقت میں خدا کی مار نے یہ مارا اور نہیں کیا اور میری مار کیا یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا لڑکے کو بلاکر سب ماجرا پوچھا اسنے کہا کہ میں نے خدائے برحق کے نام سے اسکو مارا اور اسنے جی جان جرز کو جلایا اور سودائے سازد سلطان ایمان دل و جان کے سکو جلایا کہ بندگی سوائے خداوند کے سراسر حماقت اور شرمندگی ہے شعر آدمی ہست از برائے بندگی ٭ زندگی بی بندگی شرمندگی ٭ گر تو خواہی حمی و دل زندگی ٭ بندگی کن بندگی کن بندگی ٭ اے بید بیقید جسنے زمین و آسمان بنایا اور سارا جہان آفتاب سا چمکا یافت کیا خدا فی اسکی ہر ذرہ میں نہیں چمکتی ہو جائے تعجب ہے کہ دن دوپہر کو پوچھتا پھرے کہ آفتاب کس گمنام کا نام ہے اور کہاں ہو گیا پتا نشان سچ اسکا جہاں احمق اور نادان کہیگا پس جو کوئی روشنی خدائے برحق سے منکر ہوئے آپ سے کمتر چیزوں کو خدا بناوے کہ منہ لیوے نہ سر کھیلے وہ بیوقوف نہ ہو تو بیوقوف کہلاوے چاہیے کہ وہ بے عقل اپنی عقل کا علاج کراوے پس یہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور آتش غضب سے جلکر خاک ہوگیا حکم دیا کہ اسکو کشتی میں بٹھا کر بیچ دریا میں ڈبادو کہ اسنے ہمارا اعزاز ڈبایا اور سلطنت پشت کو بٹہ لگایا پھر اسکو کشتی میں بٹھا کر لیچلے ناگاہ کشتی الٹ گئی سب ڈوب گئے مگر بفضلہ تعالی وہ لڑکا صحیح سالم بچگیا پھر بادشاہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس سچے خدا نے مجھکو بچایا اور جھوٹوں کو ڈبویا پھر تو بادشاہ آپے سے باہر ہوگیا کہا کہ اونچے پہاڑ کی چوٹی سے اسکو نیچے ڈالدو جو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے اور اسکا نام نشان مٹجائے جب پہاڑ پر پہنچے قدرت خدا سے ایسا ہوا کا جھونکا آیا کہ واللہ اعلم ان سب اہل جفا کو کہاں ہوا سے اڑایا اور لڑکے کو ذرا ہوا نے نہ ستایا پھر لڑکا بخوبی سلامت بادشاہ کے پاس آیا اور اس اہل حماقت کو عرق خجالت میں ڈبویا تب جلکر کہا کہ جلادوں کو جلد بلاؤ اور اسکی جلد [illegible] لڑکے نے کہا کیوں ناحق اپنی جان کھوتا ہے جی جان کو [illegible] بیفائدہ [illegible] اگر تو اور تیرا سارا لشکر جمع ہوگا میرا ایک بال نہ میلا ہوگا اگر اس مصیبت سے بچا چاہتا ہے تو اپنی تدبیر بالائے طاق رکھ میرے کہنے پر دھیان دھر کہ ایک تیر ان [illegible]

ف جیسا کہ اللہ نور السموات والارض [illegible] آسمان اور زمین کا اسیر ناطق ہے ۱۲

تھا اس شہر کو تمام کیا اور مجھ کو ایک عورت [illegible] بچوں والی کے چڑھا اور میرے آسرے آئے
یہ سمجھ کے تیر کمان کی [illegible] کے نام سے مارتا ہوں تو مر جاؤں گا بس بادشاہ
[illegible] کیا اور [illegible] کے [illegible] وہ نادان
آگاہ تھا [illegible] اور اہل شہر [illegible] یہ بات [illegible] کو [illegible]
کو بھی [illegible] ان کو [illegible] تو سب لوگ اسکو [illegible]
ایمان [illegible] حق پر [illegible] کیا جو ان تو ایمان سے [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] ہو گیا اور [illegible]
[illegible] تھے اور آواز بلند کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے [illegible]
کے [illegible] خدا پر [illegible] یہ حال بادشاہ [illegible] حیران ہوا کہ [illegible] سب کو [illegible]
اور [illegible] بادشاہ [illegible] اسی وقت ایک [illegible] کا [illegible]
[illegible] ایک عورت بچوں والی [illegible] اسکو ہر چند ڈرایا
[illegible] بچوں کے [illegible] ورنہ [illegible] سے [illegible] حق سے نہ پھرونگی خدا
[illegible] تو [illegible] سو پھر [illegible] اسکے بچے کو
[illegible] آگ [illegible] جلا [illegible] ایمان سے اف نہ کرتی اور رضائے الٰہی پر
[illegible] جب سب اولاد [illegible] جلادی [illegible] گود کے بچے کو بھی جلانیکا ارادہ کیا اور اس
[illegible] کو اور زیادہ جلایا آخر وہ عورت تھی اور [illegible] جگر پارہ اسکے جلگئے تھے اور
اس نے [illegible] کی گود کے لڑکے کے جلنے سے [illegible] بھڑک اٹھی قریب تھا کہ فریب
شیطان کھاوے اور دولت ایمان سے ہاتھ اٹھا دے کہ ناگاہ قدرت
خدا نے اس گود کے بچے کو گویا کیا گویا اس کے حفظ ایمان کا سامان کیا
اس نے بزبان فصیح کہا کہ اے ماں تو کچھ تردد نہ کر سب بھائی میرے
جنت کو گئے ہیں میں بھی جاتا ہوں پس اس والدہ لڑکے سے اس کی آگ بھڑکی
ہوئی بجھی جب سنگدلوں نے اس لڑکے کو بھی آگ میں ڈالا تب عورت
نے بیتاب ہو کر ایک چیخ ماری پس یکایک ایک شعلہ اوس آگ سے
اٹھا اور چالیس گز ہر طرف کے کافروں کو جلا کر خاکستر کر دیا
اور اس بادشاہ کافر کا مع وزیروں امیروں اور لشکر کافر کے نام و نشان [illegible]

Marfat.com

کہ کہاں گیا اور ایماندار جو اس ظالم کے ظلم سے بچے تھے اللہ تعالیٰ کی حمایت سے ان میں ایک کا
بھی بال نہ جلا بلکہ ذرا لپٹ بھی نہ لگی ف حکایت نقل ہے کہ کسی گاؤں میں کوئی سردار ظالم
چالیس پچاس آدمی ہمراہی رکھتا [illegible] بزرگ صاحب اولاد کے مکان میں [illegible]
وہ بیچارے بباعث تنگی مکان بہت تنگ ہوئے اور ہر طرح سے اس سے عذر [illegible]
کرنے لگے اس نے ایک نہ سنی مجبور ہو کر کہا کہ میرے پاس حکم نامہ شہنشاہی ہے [illegible] میرے
مکان پر اترنے کا حکم نہیں ہے کہا لاؤ دکھاؤ چنانچہ قرآن مجید لا کر یہ آیۂ کریمہ اٹھارہ پارہ سورہ نور
کی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ الخ پڑھی وہ دیکھ حقارت سے کہنے لگا
یہ تو قرآن مجید ہے میں نے جانا فرمان بادشاہی ہے پھر ان بزرگ نے مایوس ہو کر جناب باری
میں زاری کی کہ خداوندا اس حال میں مجھ بیکس کا بجز تیرے کوئی فریاد رس نہیں اپنی قدرت کا تماشا
دکھا اور اس مصیبت سے بچا اور حسب ارشاد جناب مولانا کے عرض کرتی تھی اور روتی تھی چوں
بیچارگان این مند سخت [illegible] کشاید ای [illegible] تاج و تخت [illegible]
تواند جز بہ فضل تو شود ای خداوندی کریمی [illegible]
مکان گر پڑا وہ ظالم مع تمام ہوا خواہوں کے دب کر مر گیا اور اللہ کے فضل سے [illegible]
[illegible] ف حکایت نقل ہے ابراہیم خواص سے کہ ایک مرتبہ [illegible]
[illegible] راستہ بھول گیا ایک طرف سے [illegible] آواز آئی [illegible]
[illegible] ایسا طمانچہ میرے منہ پر مارا کہ بے حواس ہو گئے [illegible]
[illegible] گر گڑا کے جناب باری میں دعا کی [illegible]
[illegible] ناگاہ ایک شخص [illegible]
[illegible] آواز [illegible]
[illegible] جلا [illegible] پکارا اس
[illegible] تیرے آگے بھید یہ ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ [illegible] جاتے تھے

ف چنانچہ مولوی معنوی بھی ارشاد فرماتے ہیں [illegible] باری ہزار سگ
[illegible] تمام عالم کو [illegible] مردان اہل دل کو
[illegible] حسب ارشاد جناب مولانا [illegible]
[illegible] ذوالجلال [illegible] جمال ف
[illegible] خدا ماری [illegible] ف کسی نے [illegible] حیرانی
یعنی اہل حال کے خیال بھی پکڑے جاتے ہیں ۱۲

تیکھے سے امیر کی سواری آئی ملازم اور خادم پیادے آتے تھے کہ ہٹو ہٹو امیر کو راہ دو میں ضعیف تھا جلد سے دوڑ نہ سکا اور دو طرف راستہ نہ پایا کسی ملازم نے پیچھے سے بہت کوڑا مارا کہ خون بند سے میرے آنسو نکل پڑے تب یکا یک میرے منہ سے بددعا نکلی کہ الہی جس ہاتھ سے مجھ کو ناحق مارا ہے وہ ہاتھ کٹ جاوے بعد اسکے دوسرے دن اتفاقاً اس شخص کو ہاتھ کٹا دیکھا کہ شدت سے روتا چلا جاتا ہے حکایت نقل ہے کہ ایک شخص بہت شکیل نہایت جمیل کچھ سودا سوداگری کا بیچتا تھا ناگاہ ایک امیر کی لونڈی کو وہ پسند آیا اور فریفتہ ہوئی سودا لینے کے حیلے سے اسکے پاس جا پہنچی اور امیر کی عورت کو اسکے حسن و جمال سے خوبی اطلاع دی اسنے کہا کہ اسکو کسی حیلہ سے لے آ لونڈی نے پردہ کر کے بلا لیا امیر کی عورت حسن و جمال اسکا دیکھ کر فریفتہ ہو گئی لونڈی سے کہا اس سوداگر سے کہو کہ سوداگری چھوڑ دے اور ہمارے پاس رہے ہم بہت سلوک کرینگے بخوبی خوش و خرم رکھیں گے لونڈی نے یہ پیغام ادا کیا اور کہا کہ اگر خوشی سے اس بات کو قبول نہ کریگا تو جی جان سے جائیگا وہ جوان یہ سنکر حیران ہو گیا کہ الہی میں کس بلا میں مبتلا ہو گیا پھر جان سے ہاتھ دھو کر لونڈی سے کہا کہ وضو کی مہلت دو لونڈی نے کہا ہاں جب وہ پاک ہو کر عین جان سے وضو کر کے بالا خانہ پر گیا اور جناب باری میں گریہ و زاری کی کہ الہی مجھ سے ذلت و معصیت قبول نہیں اور زار زار روتا تھا اور حسب ارشاد

در گذار از بد سگالان این بدی	ای کریمی ای رحیمی سرمدی	...
راہ بر ما ہیچ بستان کن لطیف	... دکن مرا ہم از کرم	...
پھر بسم اللہ کر کے اس بالا خانہ بلند و بالا سے کود احضرت		...

جبرئیل ... بحکم ... پکڑ کے بکمال لطف و آسانی زمین پر اُتار دیا ف

باب اٹھارہواں اولیاء اللہ کی وفات اور کرامت میں

حکایت ہے منقول ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے وفات فرمائی تو در و دیوار اور جنگل اور پہاڑ اور شہر و دیار سے زار زار رونے کی آواز آتی تھی اُسوقت کے علمائے دین اور صلحائے اہل یقین نے

ف سبحان اللہ جب خدا کے ڈر سے ذرا اور لذت دولت دنیا پر لات ماری جان دی ایمان بچایا اور مستحق جنت ہوا جیسا کہ پارہ عم سورہ والنازعات میں ارشاد ہی وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى فَاِنَّ الۡجَـنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى لیعنے جو ڈرا اپنے رب کے کھڑے ہونیسے اور روکا جی کو اسکی خواہش سے سو بیشک اسکا گھر بہشت ہی ٹھہرا اور سورہ رحمن پارہ ۲۷ میں بھی ارشاد ہی وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ یعنے جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اسکو دو باغ ہیں ۱۲

Marfat.com

کہا کہ یہ آواز سلام کی ہے کہ آپکے وقت میں بہت آب تاب سے تھا اور ہر جگہ دین اسلام کا
آفتاب اور ماہتاب سا روشن تھا اور تمام عالم اسلام کی روشنی سے آفتاب سے زیادہ روشن
تھا چنانچہ شہرت خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرہ آفاق تھی اب اسلام پہلے
کی نسبت بہت کم رونق ہے اسواسطے داد یا کرتا ہوں ۔ حکایت نقل ہے کہ حضرت ذوالنون
مصری بہت کم کلام کرتے تھے اور دن رات دریائے محبت الٰہی میں ڈوبے رہتے دنیا والے
نادان انکو مجنون جانتے تھے اتفاقاً وقت موسم گرما میں انتقال فرمایا شدت گرمی آفتاب سے
کوئی تاب نہ لاسکتا تھا کہ جنازے کے ساتھ جائے مگر چند کسان کامل الایمان ہمراہ تابوت اور
جنازہ حضرت کا لیچلے قدرت خدا سے جنازے پر جانور پروں کا سایہ کئے جاتے تھے یہ حال
دیکھکر سب اہل شہر متحیر ہو کے جلد انکے جنازے کے ساتھ ہوئے پھر قبر کے
پرواسطے نماز کے جنازہ رکھا موذن نے اذان دی ان انگشت ہاتھ اٹھائے ہی جب اس نے
اشہد ان لا الہ الا اللہ پڑھا کفن سے ہاتھ نکالکر انگشت شہادت بلند کی اور
پڑھکے کلمہ شہادت کی شہادت دی اور تصدیق کی یہ ماجرا دیکھکر سب حیران ہو گئے اور
کفن کھولکر دیکھنے لگے کہ یہ تو زندہ ہیں کلمہ پڑھتے اور انگلی اٹھاتے ہیں دیکھا تو دم نہیں اور
انگلی ویسی ہی کھڑی تھی پھر بکمال اعزاز و اکرام کفنا دفنا دیا دوسرے دن انکی قبر پر
لکھا دیکھا اور وہ خط ہر گز کسی کے خط کے مشابہ نہ تھا کہ ذوالنون حبیب اللہ ہے
ذوق شوق میں جان نثار کی حکایت نقل ہے امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز کی
رحلت قریب ہوا تو سب عزیز و اقرباء دوست آشنا کو الگ کر دیا اور دروازہ بند کر لیا
کو انکی بی بی آئیں دیکھیں تو خوبی کہتے ہوئے رو بقبلہ لیٹے ہیں کمال متحیر ہو کر
رحلت کے بعد یہ ماجرا کہا انہوں نے کہا کہ وہ بہت بڑے متقی تھے اور اللہ کے
متقی پرہیزگار کی بہت بڑی عزت اور آبرو ہے جیسا کہ سورہ حجرات میں ارشاد ہے
اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بیشک تم میں بڑا آبرو دار اللہ کے نزدیک
زیادہ ڈرنے والا ہے چنانچہ رحمت الہی نے فرشتوں سے غسل دلائے جانے کی
کی بات نہیں ہے ہاں اگر تمہارا جی چاہے تو تم بھی پھر غسل دیدو کچھ مضائقہ نہیں ہے

ف سبحان اللہ کیا مرتبہ حاصل تھا کہ جن کے واسطے آسمان ... میں زار
زار روتے تھے ۱۲

اہل اللہ ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد اسکے جماعت واسطے نماز کے آراستہ ہوئی اور امامت کو مسلم
بن عبدالملک [illegible] بن مروان کھڑا ہوا چاہتا تھا کسی نے اسکو زمین پر دھکا دیا جسکا الیاس بن حبیب تو پھر ا
[illegible] چوٹ لگا کر [illegible] ہے تب تو سب اہل جماعت یکایک چلا اٹھے کہ [illegible]
امیر المومنین [illegible] کا جنازہ کیا ہے [illegible] دفن [illegible] آواز تکبیر امام کی سنی تھی پھر سب نے
نماز پڑھی اگرچہ امام کو کسی نے نہ دیکھا کہ کون امام تھے اور یہ آواز کسکی تھی اور ایک عالم [illegible] عالم
حیرت تھا علما نے کہا غالباً حضرت خضر امام تھے بعد تین دن کے ایک رقعہ انکی قبر پر پایا
مضمون اسکا یہ تھا کہ یہ چٹھی ہے اللہ حلیم عزیز کی واسطے نجات عبدالعزیز کے پھر اسکو
خلیفہ وقت کے پاس لے گئے اسنے متحیر ہو کے سب علما اور صلحا کو بلا کر پوچھا کہ یہ کس
چیز پر لکھا ہے کسیکے خیال میں نہ آیا کہ کیا چیز ہے مگر انس بن مالک بولے کہ میں نے جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ہماری امت میں ایک شخص اصغر
نامی کے واسطے رقعہ نجات کے درخت جنت پر لکھا جاویگا کہ عبدالعزیز ایمان سے گیا تھا

حکایت نقل ہے کہ ملک شام میں ایک شخص جہاد میں شہید ہو گیا اسکا باپ ہمیشہ اس کے غم
میں رویا کرتا اور بہت اداس رہتا پھر فضل الہی نے اسکو اس غم سے چھڑایا اور ہر شب جمعہ
کو اسکو خواب میں دیکھا کیا کہ بخوبی باہم ہمکلام ہوتے اور اس خوشی سے سات دن خوش رہتا
ایک بار شب جمعہ کو خواب میں نہ دیکھا پس نہایت رنج وغم دیکھا دوسرے جمعہ کو بدستور
نظر پڑا پوچھا کہ اگلے جمعہ کو کہاں تھے بولا اس روز عمر بن عبدالعزیز نے وفات پائی
تھی سب شہیدوں کو انکی نماز جنازہ میں شریک ہونے کا حکم تھا میں بھی وہاں حاضر تھا ف۲ -

حکایت نقل ہے کہ ایک قوم جہاز میں سوار تھی اتفاق طوفان میں آکر جہاز تباہ ہو گیا اور
کسی جزیرے میں پایا انکا [illegible] اسمیں سے ایک نوجوان بیابان جنگل کی طرف گیا اور
تمام [illegible] آیا پھر سب کو جمع کرکے کہا کہ میرا وقت اخیر ہے یہ دو [illegible] محفوظ رکھو
ایک میں کفن دوسرے میں خوشبو وغیرہ لوازم کفن ہیں بخوبی سب سامان کفن

ف [illegible] ارشاد جناب مولانا شہرت [illegible]
[illegible] خدا [illegible]
[illegible] پارہ میں
ارشاد [illegible] ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا [illegible] لا تشعرون [illegible] جو لوگ کہ
راہ خدا میں [illegible] مردہ [illegible] زندہ ہیں مگر تم نہیں [illegible] ۱۲

دفن کا کرنا اور بڑے بدن کے کپڑے اپنے ساتھ لیجانا جو کوئی نوجوان تم سے کپڑے مانگے
اسکو دینا پھر جنگل کو چلے اور سب انکے پیچھے چلے ایک مقام پر جاکر اچانک رحلت
کر گئے پھر سب ہمراہی بعد غم والم انکے کفن دفن میں مستعد ہوئے اور دونوں پوٹلیاں
کھولیں ایک میں خوشبو عظیم کو کہ سونگھتے ہی جی جان سے دماغ کو معطر کردیا دوسرے میں
نہایت مکلف حلہ بہشتی عنبر بار کا کفن تھا الغرض سب لوازم بخوبی انجام پاگئے وہ
سب سامان جنتی دیکھ کر سب کو یقین ہوا کہ یہ شخص جنتی تھا پھر جہاز پر سوار ہوکر کسی شہر کے
پاس جا اترے ناگاہ ایک جوان خوش لباس آیا بعد سلام علیکم کے اس امانت کو طلب
کیا اسی وقت اہل قافلہ نے اسکے حوالہ کی اُسنے فوراً وہ پہن لی اور اپنے کپڑے قافلہ والوں
کے حوالہ کردیئے کہ شہر میں بیچکر فقرا کو تقسیم کردینا قافلہ والوں نے کہا کہ للہ کچھ احوال اس
جوان دلارام جنت مقام کا فرمائیے کہ وہ کون کامل الایمان تھے کہا کہ وہ گروہ چالیس
اولیاءاللہ سے تھے اب میں انکے قائم مقام ہوا **حکایت** نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ
فرماتے ہیں کہ ثابت بن صفار کہتے تھے کہ ایک مرتبہ بغداد میں رات کو تقریب ایک جنازہ
کے گیا اتفاقاً جنازہ چلا گیا تھا میں ٹھیر رہ گیا کہ واللہ اعلم کہاں گیا ناگاہ ایک طرف سے ایک
خوشبو آئی کہ دماغ جی جان کو معطر کرگئی اور وہی بو میری رہبر ہوگئی جیسا جناب مولانا

فرماتے ہیں سے	بوتا او زاست و رہبر ما ست	می برد تا خلد و کوثر مرترا ست
بوئی آں باشد کہ او بوئے برد	بوی او را جانب کوئے برد	ہر کہ بوئش نیست بی بینی بود
بوی آن بوئیست کان دینی بود	دفع کن از مغز و از بینی زکام	تا کہ ریح اللہ آید در مشام

پھر میں اسی طرف چلا گیا اور ایک قبرستان اولیاءاللہ میں پہنچا دیکھوں تو ایک قبر اسی
مردے کے واسطے کھودی ہے اور اسمیں سے خوشبو اٹھتی ہے **حکایت**
نقل ہے کہ ایک جوان جنتی نے کسی بزرگ سے کہا کہ آپکو غسل میت بھی بخوبی معلوم ہے
وہ بولے کہ ہاں پس وہ جوان اپنے ہمراہ لے گیا اور دروازہ پر بٹھا کے کہا کہ تھوڑی
عرصہ میں اندر آنا اور بلانیکا انتظار نہ کرنا پھر یہ بزرگ وقت پر گئے دیکھیں تو بطرف
وہی جوان باایمان رو بقبلہ لیٹے ہیں بعدہ معلوم ہوا کہ رحلت کرگئے یہ بہت متقی پرہیزگار تھے

ف: موافق روایات صحیح کہ خوشبو آنا قبر اہل اللہ سے صحیح ہے کہ بعد رحلت قبر کے ایک دروازہ جنت کی
طرف سے مقبولوں کے واسطے کھول دیتے ہیں اس سبب سے لطف و آرام حاصل ہوتا ہے
اور ہر وقت خوشبو سے قبر انکی معطر رہتی ہے ۱۲

Marfat.com

کہ یہ جوان صالح اولیاء کاملین سے تھے پھر انکو بخوبی غسل دیا جب تمدکفنانیکا کیا اُسنے آنکھیں کھول کے تبسم کیا میں نے کہا سبحان اللہ مرنے کے بعد بھی ہنستے مسکراتے ہیں اگر زندہ ہو اُٹھ کھڑے ہو ورنہ کیوں ہنسی کرتے ہو پھر آنکھیں بند کر کے فرمایا جب جلال و خوشحال تھی شعر مایرے جب اُٹھاتے ہیں پہ عاشق اس طرح جی سے جاتے ہیں سے عاشقان جام فرح آنگہ کشند کہ بدست خویش خوبان شان کشند بسے کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است کہا ای شیخ اولیاء اللہ کہیں مرتے ہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں جیسے جناب مولانا وصف انتقال اہل اللہ میں فرماتے ہیں سے ہچو نقل از مکان تا مکان پھر آنکھیں بند کرلیں مجکو بہت غم ہوا بعد اسکے کفنا دفنا دیا اور حکایت نقل ہے کہ جب ثابت بنانی نے کہ اولیائے کرام سے تھے رحلت فرمائی تو حضرت حمید الطویل اور حضرت ربیع الصبیح نے انکا جنازہ قبر میں اُتارا ناگاہ دونوں صاحبوں کے ہاتھ سے جنازہ غائب ہوگیا پھر سب متحیر ہوگئے اور ہر ایک پر سکتے کی حالت طاری تھی اور کوئی کچھ کہہ نہ سکتا تھا ایک دوسرے کا منہ تکتا تھا گویا ہر ایک بزبان اشارہ ساتھ اس مصرعہ کے گویا تھا ع سکتے کی سی حالت ہے کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں پھر بمصلحت وقت جنازہ قبر کو بدستور درست کردیا اور کچھ چرچا نہ کیا مگر حضرت حمید الطویل نے حضرت سفیان بن علی کو راز دار جانکر یہ راز کہا انہوں نے بھی بہت تعجب کیا چنانچہ انکو مع چند خادموں کے جاکر قبر کھودی تو تمامی پائی پھر بدستور درست اور ثابت کردی اور ربیع کو ثابت بنانی کے گھر آئے انکی لڑکی بلی آئی پوچھا کہ زندگی میں تمہارے باپ کیا کرتے تھے بولی کیا تمنے انکو قبر میں نہیں پایا وہ اور زیادہ متعجب ہوئے اور کہا اللہ ع این خانہ تمام آفتاب ست پھر کہا کہ وہ دو برس سے رات دن نماز زاری سے دعا کرتے تھے کہ خداوندا میرا جی یہی چاہتا ہے کہ ایک لمحہ تیری دولت حضوری سے دور نہ رہوں اور ہر دم حاضر حضور رہوں اور جب تک جیون تو ایسے ہی جیون اور مرون تو ایسے ہی مرون چنانچہ حسب ارشاد جناب مولانا تازہ دم تھے سے عمر در برگ این ہر دو با حق خوش بود

بی خدا آب حیات آتش بود بی خضر از ہر دو جہان آنجا بود	ہر کجا تو با منی من خوشدلم کہ مرا با تو سر سودا بود	در بود در قعر چاہی منزلم عمر خوش در قرب جان پروردنست

فرمایا جیسا کہ جناب مولانا فرماتے ہیں سے عاشقان کہ جام حق نوشیدہ اند ❊ راز ہا دانستہ و پوشیدہ اند ❊ ۱۲ الخ

Marfat.com

عمر زاغ از بہر سرگین خوردنست | بہر محمود رخدا حب ام طہور ہ | بہر ایں مرغان کور این آبشور

پھر حضرت حسن بصری نے یہ معاملہ سنکے فرمایا کہ فی الحقیقت ثابت ہوا کہ بدولت ایمانی قرب رحمانی میں ہر دم حاضر حضور ہیں چنانچہ یہیں انکو خواب میں نظر پڑتے دیکھو ہدف **حکایت** نقل ہے کہ ایک اولیاء اللہ نے رحلت فرمائی بخوبی غسل دیکر نماز انکے جنازہ کی پڑھی جب قبر میں رکھا دیکھا تو تمام قبر پھولوں سے پھول رہی ہے اور خوشبو مہکتی ہے ہر ایک شخص ہو کر ایک ایک ڈالی اسمیں سے لاکے لیے اپنے اپنے گھر لگائی قدرت خدا سے قریب تین مہینے کے وہ ڈالیاں بخوبی تر و تازہ رہیں پھر تمام شہر میں شہرہ ہوا اور ایک عالم اس قدرتی تماشے کا تماشائی ہوا حاکم وقت نے اس ماجرے سے مطلع ہو کر بخیال فتنہ و فساد کے سب حکم سے وہ ڈالیاں طلب کیں قدرت خدا سے سب جگہ سے گم ہو گئیں **حکایت** نقل ہے ایک پارسا عبادان کے رہنے والے سے کہ ایک مرتبہ ایام شدت گرمی میں ایک نوجوان کامل الایمان نے رحلت کی شدت گرمی سے سب سامان کفن دفن کا اسوقت بخوبی نہو سکا تھا دوسرے وقت پر موقوف رکھا اتفاقاً میری آنکھ ذرا لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ جنگل میں ایک مکان پر خیمہ جواہر کا چمکتا ہے اور وہ ماحورین بکمال خوبی و آراستگی آراستہ اسمیں یا وہ آ ماہیں اور خیمہ سے سر نکالکر کہتی ہیں کہ اے فلانے اس جوان صاحب ایمان کی کفن دفن میں اسقدر کیوں دیر کی ہے ہم سب جی جان سے اسکے منتظر ہیں جلد جاکے اسکو کفنا دفنا دو پھر آنکھ کھل گئی جلدی سے میں نے جا کر بخوبی کفنا کر جہاں خیمہ دیکھا تھا وہیں دفنا دیا **حکایت** نقل ہے داؤد طائی کی کمر کچھ دینار اسکی حلال لقمہ کو پائے تھے انہیں سے سال بھر تک ایک دینار اپنی ضروریات میں صرف کرتے اتفاقاً سب خرچ ہو گئے صرف ایک دینار باقی رہا حجام کو بلا کر حجامت بنواتا اور خود ذکر اللہ میں مشغول ہو گیا شروع کیا حجام نے کہا اول جناب حجامت سے فارغ ہو لیجئے پھر بخوبی ذکر اللہ میں مشغول ہوجئے مبادا آپ میں استغراق ہو جاوے فرمایا سبحان اللہ سب دم ہمارے غفلت میں گذرے تب بھی سہے وہ بھی ضائع جاتے ہیں اس حال میں یاد الٰہی سے کیونکر خاموش رہوں پس بعد فراغ ہونے سب لوازم حجامت کے وہ دینار حجام کے حوالے کیا اور نماز پڑھنا شروع کیا اور سجدے میں جان بجانان تسلیم کی ف

ف۱ سچ ہے جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں سہ راستان در تناب انوار خدا ابی جہم ... ف۲ اللہ تعالیٰ نے انکو مطلع کر دیا کہ وقت مرگ تمہارا قریب ہے اسواسطے دینار حجام کو دیدیا اور ذکر الٰہی نہ چھوڑا ۱۲

Marfat.com

باب انیسواں خواب میں نظر آنے اہل اللہ کے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے **خواب** میں دولت زیارت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کی دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ دونوں [illegible] آں حضرت کے جیسے تارے گرد چاند کے چمکتے ہیں موجود بیٹھے ہیں یہ بھی سلام علیکم کر کے مودب بیٹھ گیا تھوڑی عرصہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم کو لائے فرمایا وہ حاضر ہوئے پھر جلد [illegible] حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے جاتے تھے الحمد للہ میں پاک صاف نکلا اور امیر معاویہ کہتے آتے تھے الحمد للہ کہ میں بھی پاک صاف [illegible] **حکایت** نقل ہے کہ ایک اولیاء اللہ کو خواب میں دولت زیارت آں حضرت نصیب ہوئی کہ آں حضرت ایک مقام پر بیٹھے فرماتے ہیں اور دو [illegible] آپ کے دو ستارے چمکتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص اور نورانی چہرہ آگے آیا پاس [illegible] بہت پیار کیا [illegible] ہزاروں [illegible] وہاں حاضر تھے میں نے پوچھا کہ [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں [illegible] کون ہیں کہا دائیں طرف حضرت صدیق اکبرؓ [illegible] حضرت عمرؓ ہیں اور آگے حضرت کے عمر بن عبد العزیزؒ ہیں ف[2]
حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابراہیم [illegible] کو خواب میں دیکھا کہا کہاں سے آیا [illegible] کہا [illegible] فضل [illegible] جان و زبان سے شکر کرو [illegible] بیشمار ہے مجھکو باب [illegible] مقام عطا ہوا [illegible] کہا باب الشین کس مقام کا نام ہے [illegible] عظیم الشان [illegible] کے ہے اور وہ درجہ سوائے اولیاء اللہ تعالیٰ کے [illegible]

ف [illegible] وَعُيُوْنٍ [illegible] فِي [illegible] اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ یعنے [illegible] سبز گاہوں باغوں [illegible] اور [illegible] سلامتی [illegible] دالی [illegible] جو ان کے جی میں خفگی تھی [illegible] تختوں پر بیٹھے [illegible] **ف۲** فائدہ [illegible] جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں [illegible] اور دونوں [illegible] جیسے حضرت کے صحابہ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ **ف۳** [illegible] والوں کے لباس [illegible] اور لیا گیا [illegible] ہے کہ اس درجہ کے آگے سب درجے گرد ہیں ۔ ۱۲

پروردگار ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہر روز ستر بار روزی کرتا ہے ف حکایت نقل ہے کہ ایک پارسا نے خواب دیکھا کہ جنت کمال حسن و جمال آراستہ و پیراستہ ہے اور ایک خوان مکلف درخت نوری میں معلق ہے اور ایک کرسی مکلف یاقوت سرخ کی نہایت تکلف سے اسکے پاس بچھی ہے اور اسپر ایک جوان کامل الایمان بہت نفیس پوشاک سے آراستہ جلوہ فرما ہے اور اس خوان سے کھانا کھاتا ہے اور ہزار فرشتے مژدہ سناتے خوشخبری دیتے مانند ہالے کے گرد اس ماہ پارہ کے ہیں میں نے متحیر ہو کر کہا یہ کیا مجمع ہے اور یہ چاند سا چہرہ آفتاب سا چمکتا کون ہے کہا یہ جوان مالک بن دینار ہیں کہ دنیا میں اپنے مالک حقیقی کی تابعداری میں ہمیشہ جانفشانی کرتے رہے اور گرد انکے بارہ ہزار فرشتے خوشی کرتے خوشخبری سناتے ہیں اور مضمون آیہ کریمہ سورۂ ق کا لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ادا کرتے ہیں یعنی تمنے ساری عمر ساری ہی خواہش ہماری خواہش کے آگے خاک کر دی اور اب سب ساز و سامان دل و جان میں آگ لگا دی اسکے بدلے ہمنے تمکو یہ دولت عطا کی خوب کھاؤ اور چین اڑاؤ اور جو جی چاہے سو اور چاہو اور مانگو اور ہم اپنی طرف سے وہ نعمت عطا کرینگے جو کبھی تمہارے وہم و خیال میں نہیں گذرے پھر اور طرف جا کر دیکھا تو عجب تماشا قدرت خدا کا دیکھا کہ ایک شخص بہت عالی شان نہایت معظم و مکرم حضرت خدا میں موجود ہیں اور ذوق و شوق بے اندازہ کہہ رہیں دریائے ابل رہے ہیں اور ٹکٹکی باندھے زار زار رو رہے ہیں میں نے حیرت میں آکر پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ معروف کرخی ہیں کہ وقت دیدار ہوش میں آتے ہیں اور انتظار میں مدہوش رہتے ہیں ف حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت یحییٰ ابن رازی کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ جناب باری میں تمہارا کیا معاملہ ہوا کہا اسکی عنایت اور شفقت کس جی جان و زبان سے ادا کروں کہ بے حساب ہے ارشاد ہوا کہ اے یحییٰ دنیا میں کیا کیا اور ہمارے واسطے کیا لایا میں نے عرض کیا کہ اے میرے مالک میں حسب الحکم فخر بنی آدم کہ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ عہ قیدخانہ دنیا سے موافق ارشاد تیرے کہ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ بزار خواری و زاری چھوٹکر سرکار والا میں آیا

عہ یعنی دنیا قیدخانہ ہے واسطے مومن کے اور جنت ہے واسطے کافر کے

ف فی اقوال محمد دوری ... در دولت دیدار پروردگار چنانچہ مولوی معنوی فرمایند آدمی دیدہ است باقی پوست است دیدہ آن باشد کہ دید دوست است دیدہ بینا از لقای حق بود حق کجا ہمراز ہر احمق بود نیز دل را نور حق تزئین بود معنی نور علی نور این بود ف چنانکہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ست غیب را ابر و آب دیگر است آسمان و آفتاب دیگر است ناید آن الا کہ بر خاصان پدید باقیان فی لبس من خلق جدید ...

من خلق جدید ... [illegible]

ہوں اور قیدی جب قید خانے سے چھوٹتا ہے تو صورت سوال ہوجاتا ہے پس وہ مستحق اپنے
کرم کے ہے نہ بالائق دینے کے چنانچہ ہر ایک اسکے حال پر رحم کرتا ہے اور حسب لیاقت اپنی اسکے
ساتھ عنایت کرتا ہے چنانچہ اب میں قید دنیا سے بہزار خواری وزاری چھوٹکر آپکی درِ دولت پہ
… آیا ہوں دیکھوں درِ رحمت سے کیا عنایت ہوتا ہے کہ بہت شہرت … نوازی
… کی سنی اور … ہے کہ تونے بعد … گناہ سے چھڑا … اور
… تیرے لطف و کرم سے کیا عجب ہے کہ اس غلام کو بھی اپنی مراد کو پہنچائے
اور … قبر اور حشر سے بچا دست فرمایا اے … تونے سچ کہا کہ مجھ سے زیادہ میرے بندے
… کون شفیق اور مہربان ہے جا خوش ہو اور خوشی سے رہو کہ تجھکو بھی جنت عطا کی اور
… مغفرت فرمائی حکایت نقل ہے بشار بن غالب سے کہ بعد وفات رابعہ بصری رح
… ہمیشہ انکے واسطے دعا و درود کا ثواب بخشا کرتا تھا ایک مرتبہ رابعہ کو خواب میں دیکھا
بولی ائے بشار خدا تجھکو نجات کی بشارت دے اور خوش رکھے میں تجھسے بہت خوش ہوں کہ
… تیری دعا و درود وغیرہ کا … پہنچاتا ہے اور خوش کرتا ہے پس جو کوئی
مردے کو ثواب کسی چیز کا بخشتا ہے اول اللہ تعالے اُس کو قبول فرما
کر فرشتوں کو فرماتا ہے کہ بطور تحفہ کے نوری خوان میں نوری کپڑے سے
ڈھانک کر اس مردہ کی قبر پر کمال اعزاز سے پہنچا دیں پس فورا فرشتے پہنچاتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اے فلانے بیٹے فلانے کے یہ تحفہ تجھکو فلانے بیٹے
فلانے نے بھیجا ہے پھر وہ مردہ بہت خوش ہوکر کمال خوشی سے اسکو لیتا ہے اور
اسکے سبب سے مردے گنہگار عذاب سے نجات پاتے ہیں اور نیک کاروں
کے درجے بلند ہو جاتے ہیں پس میں مسرور ہوا اور درود معمولی جاری رکھا حکایت
نقل ہے ایک پارسا ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھا قدرت خدا سے کشتی بہہ کے
ڈوب گئی فضل الہی سے سب بچگئے مگر ایک نوجوان باایمان ڈوب گیا سب کو
اس کا بہت غم والم ہوا ناگاہ میں نے اُسکو خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا
حال گذرا بولا شفقت جناب باری کس جی جان سے بیان کروں کہ ڈوبتے ہی مجھے
دریائے رحمت میں ڈبو دیا اور مقام عالی مقام شمس پہ پہنچا دیا میں نے کہا شمس کس
مقام کا نام ہے بولا وہ ایک بڑا مکان عالی شان ہے کہ سوائے شہیدوں دریا میں ڈوبے

ہوؤں کے وہ کسی اور کو نہیں ملتا ف حکایت نقل ہے موسیٰ بن عیسیٰ رح سے کہ ایک مرتبہ خراسان میں میرے پاس ایک شخص بزرگ آئے اور کہا کہ تم شداد موذن کو بھی جانتے ہو میں نے کہا تمہاری اُنسے کیا غرض ہے بولے کہ اتفاقاً میں نے خواب میں جنت دیکھی ناگاہ وہاں اذانکی آواز سنی میں نے حیرت میں آکر پوچھا کہ یہ اذان کی آواز کہاں سے آتی کہا کہ یہ آواز دلنواز شداد موذن کی ہے کہ جب دنیا میں اذان دیتا ہے جنت میں اُسکی اذان کی آواز آتی ہے ف حکایت نقل ہے حضرت ابراہیم ادہم رح سے کہ ایک مرتبہ میں نے بشر حافی کو خواب میں دیکھا کہ ایک آستین میں کچھ بھرا ہے میں نے کہا کہ دربار جناب باری میں کیا معاملہ گذرا اور آستین میں کیا بھرا ہے کہا جو کچھ اُس خداوند نے اس غلام پر انعام و اکرام فرمائے کیونکر بیان کروں کہ بیحد و شمار ہیں پر آستین میں کچھ وہ زر و جواہر ہے کہ جو بعد انتقال احمد بن حنبل رح کی روح پر نثار ہوئے پھر میں نے کہا کہ حضرت احمد بن عبداللہ اور حضرت یحییٰ رازی کا حال کہو کس حال میں ہیں کہا ابھی ان سے ملاقات ہوئی تھی فضل الٰہی سے عرش معلّٰی کے نیچے مقام پایا ہے سبحان اللہ کیا اچھا پایا [illegible] کہ ہر ساعت دولت دیدار جناب باری سے بہت بشاش و لبشاش اور نہایت خوش و خرم [illegible] ارشاد حضرت حافظ کے تازہ دم ہیں ست ۔ گشتہ ام در جہاں و آخر کار ۔ دلبری برگزیدہ ام [illegible] مپرس ۔ ہمچو حافظ غریب در رہ عشق ۔ بمقامی رسیدہ ام کہ مپرس ۔ خاطرم وقتی ہوس کرد کہ بینم چیزی ۔ تا تو دیدم نگرم جز بہ ارادت سوئی ف حکایت نقل ہے کہ ملک شام میں ایک شخص جہاد میں شہید ہو گیا تھا بعد مدت کے اُسکے رفیق نے کہا کہ مقام افسوس ہے کہ اب تک اپنے دوست کی قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں گیا پھر اُسی وقت گئے اور فاتحہ پڑھی [illegible] فضا در ہوا اچھی معلوم ہوئی ذرا آنکھ لگ گئی اتفاقاً اُس دوست کو خواب میں دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے اور چاروں طرف سے اُسپر مار دھاڑ ہے میں نے بہت متحیر ہو کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے بولا کیا کہوں روز مرگ سے لیکے اس وبال میں مبتلا ہوں لیکن فضل جناب باری کا ہر دم امیدوار ہوں اس کو سنکر یہ حال دیکھکر کمال حیرت ہوئی اور نہایت دہشت جی پر چھا گئی کہ جب خدا کی راہ میں جان دینے والوں کا یہ حال ہے تو واللہ اعلم میرا کیا حال ہو گا پھر آنکھ کھل گئی تو آپکو بہت اداس اور بیحواس پایا آخر کار [illegible]

ف [illegible] احادیث صحیحہ [illegible] پاک بیرو دگار [illegible] بزرگ بھی [illegible]

کو تکبیر و تحمید سب موذن کے کلمہ پڑھنے کی گواہی دینگے اور انکی گردنیں بلند ہونگی [illegible]

گفتار کار آیا تیسرے دن پھر اسکو خواب میں دیکھا اور بس خوش و خرم پایا کہ سر پر تاج جنتی اور تاج نورانی سے بکمال زرق و برق آراستہ ہے میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے تجھکو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا اور اب بکمال آب و تاب پایا بولا کل ایک فقیر اس راہ کی طرف سے جا نکلا اسمیں سے کوئی الحمد کوئی قل پڑھ کر اہل قبور کو بخشا تھا اب مردے لئے جنت کا ثواب پایا مجھکو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اسکے بدلے یہ درجہ عنایت فرمایا اور سب عذاب قبر دور فرمایا

باب بیسواں حکایات متفرقات میں

حکایت روایت ہے حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت علی سے کہ ایک مرتبہ سفر میں ہمراہ رکاب اقدس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف تھا میں معجزے عجیب و غریب دیکھے اول یہ کہ ایک مرتبہ جنگل میں آپکو حاجت رفع حاجت کی ہوئی اور وہ دشت کف دست تھا یعنی میدان تھا کہیں درخت اور جگہ کا نشان نہ تھا مگر دو درخت ایک پہاڑ پر نظر آئے حضرت نے مجھکو ارشاد کیا کہ جلد جا کے ان دونوں درخت کو سنا کہ کے آپس میں مل جاتے ہی وہ دونوں درخت سبز بخت فوراً حاضر حضور ہو کر باہم پاس پاس بعد رکوع و سجدہ کے ہوئے آن حضرت نے انکی آڑ میں رفع حاجت فرمائی پھر دونوں درخت حسب الحکم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے مقام پر چلے گئے دوسرے یہ کہ آگے چلکے ایک مقام پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوئے دیکھا تو بڑا مجمع ہے اور ایک اونٹ بلبلاتا چلا آتا ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر زار زار رو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول مجھکو انکی مار سے چھڑائیے اور انکو آخرت کی مار سے بچائیے کہ مجھکو ناحق مارتے ہیں اور خود فرمانبرداری جناب باری سے جی چراتے ہیں آنحضرت نے اس قوم سے فرمایا کیوں اس حیوان بے زبان کو مارتے ہو اور قیامت کے دن اسکا عذر کرنے کا کیا علم رکھتے ہو سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے یہ اونٹ باؤلا ہو گیا ہے کہ ہر ایک کو کاٹتا ہے لاتیں مارتا ہے تنگ ہو رہا مگر ذبح کرنا مناسب جانا مبادا کوئی شخص ناحق ایذا پاوے تب حضرت اونٹ کی طرف متوجہ ہوئے کہ تو کیوں دیوانہ ہو رہا ہے

نوٹ [illegible] سورۃ کا ثواب [illegible] اہل قبور کی طرف [illegible] بخشنے والا بھی ثواب پاتا ہے [illegible] بدولت [illegible] اور [illegible] رسول کے نام پر [illegible]

کہ سب کو کو شنالات مارتا ہے جب اُنہوں نے صاف صاف عرض کیا کہ یارسول اللہ چند روز سے اس قوم نے نماز عشا کی بالکل چھوڑ دی ہے اور کھا پی کر خواب غفلت میں ایسے سوتے ہیں کہ پھر کروٹ نہیں لیتے ہیں خوف الٰہی سے کانپتا تھراتا ہوں کہ مبادا انکے وبال میں میں بھی گرفتار ہو جاؤں کہ فرض الٰہی سے منہ پھیرنا گویا قہر الٰہی اپنے سر لینا ہے اس حالت بیقراری میں کبھی انکو سنہ سے کبھی پیر سے چوکاتا ہوں یہ ہرگز نہیں چونکتے اور جانتے ہیں کہ ہاتھی دیوانہ ہوگیا جو ہمیں تو اتنا کا شنالات مارتا ہے آپ اس قوم کو عذاب آخرت سے ڈرائیے اور خوب تنبیہ فرمائیے کہ اول نماز عشا سے ہرگز نہ سوئیں پھر مجھ کو یہ حرکت کرنی نہ پڑے خطا وار اور مستحق سزا کا سزاوار ہوں تب حضرت نے اس قوم کو نہایت تنبیہ فرمائی اور سب نے توبہ کی اور پھر کبھی نماز عشا ترک نہ کی حکایت ہے کہ جب وہاں سے آگے چلے ایک جنگل میں مجھکو پیاس سے نہایت بیقراری ہوئی وہاں ایک پہاڑ تھا حضرت نے ارشاد کیا کہ اس پہاڑ کے پاس جا کر کہو کہ نبی آخرالزماں نے مجھکو پانی پینے کو بھیجا ہے چنانچہ میں گیا اور پیام ادا کیا پہاڑ کمال تعظیم سے پیش آیا اور حرف ندامت میں ڈوب گیا اور کہنے لگا کہ میرا سلام دعا عرض کیا کہ یا حضرت جس روز سے یہ آیہ میرا وان یارکی فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِی وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ سنی ہے خوف عذاب دوزخ سے ہوش وحواس باختہ ہیں اور رات دن زار زار روتا چلاتا ہوں کہ اے خداوند میرے دوزخ کے عذاب سے بچا اس سبب سے مجھ پر ایک قطرہ پانی کا نام ونشان نہیں ہے چنانچہ درخت پہاڑ سے کسی قسم کا بھی میرے اوپر نہیں ہے فـ حکایت ہے نقل ہے عبداللہ بن مالک سے پال قرطوسی سے کہ میں نے محمد بن احمد عابد سے کہ ائمہ کرام سے ہیں سنا کہ فرماتے تھے ایک مرتبہ روز جمعہ بعد نماز عصر بیت المقدس میں باب سلیمان پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ دو شخص نورانی صورت آئے ایک تو بہت مشابہ آدمی کے تھے وہ میرے پاس آ بیٹھے اور دوسرے ذرا دور بیٹھے مجھکو بہت ڈر معلوم ہوا مگر ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ آپ کون ہیں [illegible]

ف یعنی ہیں بجو اس کی [illegible]

[illegible]

دنیا میں کا علم [illegible] سمجھے گئے ہیں ۱۲

وہ الیاس میں پھر مجھکو کہا کہ تم کچھ خطرہ نکرو تمکو ایک دعا مفید بتادیں اسپر عمل کروگے تو بہت فائدہ اٹھاؤگے یعنی جمعہ کے دن بعد نماز عصر رو بقبلہ بیٹھکر نماز مغرب تک فقط یا اللہ یا رحمن یا رحیم پڑھنا خدا تعالیٰ مراد دلی پوری کریگا تب تو میں بہت خوش ہوا اور جھجک اور ڈر سب جاتا رہا پھر میں نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کا حال تو آپکو خوب مفصل معلوم ہوگا کہا کہ ہاں! حقیقت حال یہ ہے کہ جب آفتاب عالمتاب جود باوجود سراپا سود جناب رسالت مآب اس دار ناپائدار سے غروب ہوا اور تمام جہان بچشم جہانیاں تنگ و تاریک ہوگیا زمین نے بکمال نالہ وزاری جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا تو نے اپنے حبیب جان جہان کو اٹھا لیا گویا میری جان کو نکال لیا اور مجکو طوفان غم والم میں ڈبا دیا اور انکی رونق سے مجکو بے رونق کردیا اب قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا کہ جس کے دیدار سے اپنے دل رنجیدہ کی تسکین کروں اور اپنے جی کو سمجھاؤں حکم حاکم حقیقی آیا کہ اے زمین نہ گھبرا اور واویلا نہ مچا کہ تجکو روشنی اولیاء امت محمدیہ سے آفتاب سا چمکا دونگا اور آسمان سے بھی زیادہ روشن کردونگا کہ ان کے دل انبیاء کی روشنی کے سے روشن ہونگے اور سب کارخانے تیرے انہی کے واسطے سے بدستور جاری رہینگے چنانچہ جناب باری نے ویسا ہی کیا کہ ہر زمانے میں تین سو (؟) ولی اللہ کے واسطے سے یہ سب کارخانے دنیا و آخرت کے جاری فرمائے اور ان کو اہل خدمت مقرر کیا اور وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور ستر اور ہیں وہ نجبا اور ابدال کہلاتے ہیں اور چالیس اور ہیں وہ اوتاد کرکے مشہور ہیں اور دس بلقب نقبا ملقب ہیں اور سات بعرفا نام زد ہیں اور تین مختار کہلاتے ہیں اور جو سب کے سردار ہیں وہ غوث کہلاتے ہیں جب وقت وفات غوث کا آتا ہے تو انکے مقام پر ایک صاحب ان تین میں سے قائم ہوتے ہیں اور ایک صاحب سات میں سے بجائے انکے اور دس میں سے ایک صاحب مقام انکے اور چالیس میں سے ایک صاحب بعہدہ انکے اور ستر سے ایک صاحب بمنصب ان کے اور تین سو سے ایک صاحب بخدمت انکے مقرر و قائم ہوتے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ ورثہ بعد دیگرے تا قیامت جاری رہیگا اور بعضے ایسے مثل غوث روشن ولی ہیں بحکم فخر جہاں آدم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہم پلہ انبیاء علیہم السلام العزم کے ہیں اور حقیقت

سب انبیاء ایک ہی راہ حق پر ہیں مگر بظاہر بعضے احکام میں تفاوت ہوگیا تا فی الجملہ ہر ایک کے دین مذہب میں فرق پیدا ہو جاوے اور دوسرے نبی کے آنے کی وجہ موجہ ہو پیدا ہو جاوے اور ان مراتب مذکورہ اولیاء اللہ سے اصلاً ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی حقیقت سے کما حقہ آگاہی نہیں ہے ورنہ جو اعلیٰ درجہ والا اپنے ادنیٰ درجے والے کے درجہ و مرتبہ سے مطلع ہو تو کہنے کہ یہ فرقہ اعلا خدا کی خدائی سے آگاہ و خبردار نہیں لہٰذا سزا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر فرقہ کو اسی قیاس پر قیاس کر لینا چاہئے یہ بات سنکر مجھکو بہت اچنبھا ہوا فرمایا کہ سورہ کہف میں خضر اور موسیٰ کا قصہ تو نے نہیں پڑھا جو اسقدر تعجب کرتا ہے پھر میں نے کہا کہ مقام قیام آپکا کہاں ہے فرمایا کچھ مقرر نہیں ہر دم اپنی اپنی خدمت مقرری میں ہمدم اور سرگرم رہتے ہیں مجھکو جنگل کی خدمت ہے کہ بھولے چوکے کو راہ بتاتا ہوں اور آفت زدہ کو بچا دیتا ہوں اور غربت کو بستی کے دکھ درد سے چھڑاتا ہوں اور الیاس کو دریا کی خدمت ہے کشتی آدمی جانور ڈوبتے کو بچاتے ہیں میں نے کہا مجھ کو پھر کبھی دونوں صاحبوں کی زیارت نصیب ہوگی کہا کہ ہاں وقت حج اور رحلت اولیاء اللہ میں کہ ہم دونوں شامل ہوتے ہیں اور ایک کاغذ جیب سے نکالا کہ تمام اولیاء اللہ کے نام لکھے تھے پھر دونوں صاحب چلے میں نے کہا میں بھی چلوں بولے تم ہمارے ساتھ چل نہ سکو گے پھر حضرت خضر نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ معظمہ میں رکن شامی پر ادا کرکے بعد نماز اشراق پھر اپنی خدمت پہ جاتا ہوں پھر نماز ظہر مدینہ منورہ میں گذارتا ہوں اور روضہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود و دعا پڑھکے پھر خدمت مقرری پر جاتا ہوں نماز عصر بیت المقدس میں پڑھتا ہوں بعدہ خدمت معمولی پہ سرگرم ہوتا ہوں اور نماز مغرب طور سینا پر ہمراہ اولیاء اللہ کے ادا کرتا ہوں پھر اپنی خدمت پہ مستعد ہوتا ہوں نماز عشا سد یاجوج پہ پڑھتا ہوں پھر صبح کی نماز مکہ معظمہ میں جا کے پڑھتا ہوں تا بروز قیامت حکم حاکم حقیقی میں سرگرم رہوں گا حکایت نقل ہے کہ ایک مرد نے کہ دعوے اپنے لڑکے کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا یا امیر المؤمنین اسکو نصیحت فرمائیے کہ ہرگز میری تابعداری نہیں بلکہ ہر بات میں مخالفت کرتا ہے آپنے اسکو بلا کے کہ

Marfat.com

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ باپ کی نافرمانی میں کیوں خدا کی نافرمانی کرتا ہے اسنے عرض کیا
کہ یا حضرت سب حقوق باپ کے بیٹے ہی پر ہیں یا کچھ بیٹے کا بھی حق باپ پر ہے فرمایا کہ ہاں
بیٹے کے تین حق باپ پر ہیں اول یہ کہ اسکی ماں لونڈی باندی نہ ہو تا کہ اسکو اپنے
ہمسروں میں ذلت نہ ہو دوسرے یہ کہ علم دین سکھائے تیسرے نام اچھا رکھے عرض کیا کہ یہ تینوں
ان تینوں باتوں میں سے ایک بات بھی انہوں نے نہیں کی ہے جیسا دریافت فرما لیجئے کہ میری
ماں ... اور میرا نام ... رکھا اور علم دین سے ایک حرف بھی مجھکو تعلیم نہیں کیا اور
نام جعل ... رکھا ... امیر المومنین اس شخص پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا
جا ... نافرمانی اولاد ... تیری طرف سے ہوئی پھر اس لڑکے کی طرف ... حکایت
نقل ہے ابوالحسن ... کتاب ... میں لکھا ہے کہ ایک شخص جہاز پر سوار تھا
... قدرت خدا سے ایسی ہوا چلی کہ دریا میں طوفان آگیا اور جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے
... سب آدمی ڈوب گئے مگر یہ شخص فضل الٰہی سے بچ گیا اور ایک تختے پر بیٹھ زندگی
... تھا کم الفاظ قدرت خدا سے وہ تختہ ... کسی ٹاپو میں جا لگا یہ شخص اتر
گیا اور شکر خدا تعالیٰ کا بجا لایا آگے جا کر دیکھے تو ایک مکان میں دو آدمی بیٹھے ہیں
اس نے سلام علیک کی انہوں نے کہا تو کون ہے کہاں سے آیا میں نے سرگذشت اپنی بیان
کی پوچھا کس امت سے ہے کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوں پھر میں نے
پوچھا تم کون ہو کہا ہم امت موسیٰ سے ہیں اور ہم دو بھائی تھے رات عبادت الٰہی میں مشغول
رہتے تھے اتنا قصہ ہے الٰہی سے وہ فوت ہوگیا میں تنہا رہ گیا تیرا جی چاہے تو خوبی یہاں رہ
کہ ہم تم باقی عمر عبادت الٰہی میں بسر کریں یہ بہت بہتر ہے چنانچہ مدت تک میں وہاں
رہا ایک مرتبہ سیر کرتے جنگل میں پھرتا تھا کہ ایک چشمہ نظر آیا اسکے کنارے کنارے چلا
گیا ... ایک مقام پر پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کنارے پر زنجیر وں سے جکڑا ہوا
... اور شدت پیاس سے ... مجھے دیکھتے کہنے لگا کہ اللہ ذرا پانی پلا
جب میں اسکے منہ کے پاس پانی لیگیا زنجیریں ... کھنچ گئیں تین مرتبہ یہی معاملہ گذرا
پھر میں نے ... کہا تو کون ہے بولا کہ میں قابیل ہوں بھائی ہابیل کا ناحق قتل

... یعنی اول تو نے اسکا حق ادا نہ کیا تب اسنے تیرا حق ادا نہ کیا پس زیادتی اور حق تلفی
تیری طرف سے شروع ہوئی ہیں دعویٰ تیرا محض فضول ہے نہ قابل قبول ۱۲ منہ

کیا تھا اُسکے بدلے اس عذاب میں گرفتار ہوں اور روز حشر تک گرفتار رہونگا اور جو کوئی کسیکو ناحق قتل کریگا اسکا عذاب بھی یہی ہے اعمال نامے میں لکھا جاتا ہے پھر [illegible] اور یہ سب قصہ اس عابد نے کہا بعد عرصہ دراز کے ناگاہ خیال کر کر آگیا مجھکو [illegible] اُس عابد نے کہا آج تیری طبیعت کیوں اداس ہے کیا [illegible] حال کیا میں نے کہا کہ ہاں ہوتا گھر تیرا کونسے شہر میں ہے میں نے کہا [illegible] کو بلا کر پوچھا انکو کہاں تک جانیکا حکم ہے کہا فلانے شہر تک [illegible] اُن سے بھی پوچھا انہوں نے کہا ہمکو [illegible] تک جانے کا حکم ہے [illegible] ہوا [illegible] ایک لحظہ میں میرے مکان کی چھت پر [illegible] حکایت نقل ہے جب حجاج بن یوسف نے ملک پر تسلط پایا اور [illegible] کریکا مزا پایا تو وہ بے قتل حضرت سعید بن جبیر کے ہوا اور انکو [illegible] ایک مخبر بد اطوار نے پتا بتایا کہ فلانے پہاڑ پر نصرانی عابد کے [illegible] کے پاس ہیں اس ظالم جابر نے بیس پیادے دوڑائے [illegible] پہنچے اس سے پوچھا اسنے کہا وہ عبادت کرتے ہیں پھر سب پیادے انکے پاس جا [illegible] جب فارغ ہوئے کہا کہ تم [illegible] ہمکو بلایا ہے فرمایا ہم سے [illegible] ہمکو کیا معلوم ناگاہ شام ہوگئی نصرانی عابد نے آواز دیکر کہا کہ تم سب میرے پاس [illegible] رات کو شیر سب کو کھا جاویں گے پھر پیادے جلدی سے عابد کی طرف چلے اور [illegible] کو [illegible] آپ نہ گئے کہ [illegible] میں [illegible] کہیں بھاگ نہ جاوے [illegible] شیر [illegible] تعالیٰ [illegible] نگہبانی کرتے رہے [illegible] حفاظت کرنے لگے جب عبادت سے فارغ ہوئے اور صبح ہوگئی [illegible] اے شیر اگر کچھ کہنا ہے [illegible] میری عبادت میں ناحق خلل ڈالا [illegible] حاضری کرتا [illegible] چلا گیا آپنے نماز صبح کی ادا کی [illegible]

ف قدرت خدا سے اس قسم کی [illegible]

كذا صنعنا [illegible] حق ۱۲

ان کے قدموں پر گر پڑے اور بہت معذرت کرنے لگے کہ ولے ہمارے اسلام پر
جو ایسے کامل الاسلام کو ناحق قتل کرانے کو لئے جاتے ہیں پھر سب نے کہا
ہم سب ان کی مرضی کے تابع ہیں مگر آپ اس بلا سے بچ جائیں اور ہم سب
مارے جائیں بات فرمایا تمہاری عنایت ہے مگر مجھ کو اپنے بدلے کسی کو
ایذا دینی منظور نہیں جانتا کہ یہ ذکر ہے اگر مقدر میں موت اسی کے
ہاتھ سے لکھی ہے تو کچھ ضرر نہیں آخر ایک روز مرنا ہے موت سے
کیونکر بچا جا سکتا ہے پھر وہ انکے ساتھ گئے جب قریب شہر پہنچے فرمایا مجھکو وقت نہایت اخیر معلوم
ہوتا ہے آج کی رات مہلت دو تو کچھ سامان سفر آخرت کروں اور اپنے خاوند حقیقی کی طرف دل پھیر کے
بندگی ادا کروں شاید خدا اپنے رنج اور آفت قیامت سے نجات پاؤں پھر سب نماز ادا کرنے
لگے اور اپنے نفس پر ہزاروں نفریں کرتے اور کمال ایمانداری حضرت سے ان پیر پر
لاکھوں آفریں کہتے گئے پھر آپ غسل کرکے کپڑے بدل کے خوشبو لگا کے جی
جان سے تمام شب عبادت الٰہی میں مصروف رہے بعد صبح کے ان ظالم
لوگوں نے ظالم کے آگے لے گئے وہ جاتے ہی اس ظالم نے کہا کہ تمنے اپنے عجیب و
غریب کرشمے دکھلائے ہیں مگر اب بھی دیکھیں تمہیں کون بچاتا ہے تم اپنا کام کرو بہت
مدعا یہ ہے کہ میرے پیر صاحب کو اپنے آگے بلایا اور سختی نالائقی سے پیش
آیا کہ یہ ظالم ان علماء سے عداوت قلبی رکھتا تھا بباعث اپنی بیدینی اور
اونکی کمال دینداری اور تقوی کے پھر بیہودہ پوچھتا تھا ہر بات ناصواب کے جواب با
صواب سے دل کو [illegible] تھا اگر [illegible] الزام رکھکے انکو قتل کروں
وہ [illegible] قتل کرنے میں مبادا بلوہ ہو جاتا کہ یہ صاحب وجاہت اور صاحب
کرامت ہیں اور ایک عالم انکا معتقد ہے سبب اس کے [illegible] نے یہ مضمون ٹھرایا
اون کے [illegible] احکام کو ناحق [illegible] مقتول نے منقول کر لیا قصد کیا اور سوال فضول کرنے شروع
کیے کہا آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا اعتقاد رکھتے ہو فرمایا وہ نبی برحق
اور ہادی مطلق ہیں پھر پوچھا حضرت صدیق اکبرؓ کے حق میں کیا کہتے ہو کہا وہ یار غار اور خلیفہ
اول ہیں پھر حضرت عمرؓ کو پوچھا کہا وہ ناصر دین اور حامی اہل یقین ہیں پھر حضرت عثمانؓ کو
پوچھا کہا وہ پاک کرنے والے گنہگاروں کے اور جامع دینداروں کے ہیں پھر بولا حضرت

Marfat.com

علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں کیا کہتے ہو کہا وہ دروازہ علم و حلم اور داماد رسول خدا ہیں
میں پھر امیر معاویہ کو پوچھا کہا وہ صحابی اور کاتب وحی میں تب تو حسب مقولہ مقبول سعدی
علیہ الرحمہ سے حسود یکہ یک جو خیانت ندیدہ بگارش نیاید چو گندم طپید یکبارگی شعلہ
بھڑک کر آتش غضب سے جل گیا کہا اے سعید تم کو خرابی ہو آپنے کہا کہ ہاں جو نافرمان
جناب باری ہو بلاشک اسکی دارین میں خواری ہو بولا تمہیں کیسی قتل کروں فرمایا جس
طرح اپنی خواری حشر میں منظور ہو بولا بخشش چاہتے ہو فرمایا بخشش خاصہ خاص
خدا ہے پھر حکم دیا کہ باہر لیجا کے قتل کرو آپ ہنسے بلایا اور کہا یہ وقت رونے
کا ہے یا ہنسنے کا بولے کہ مجھکو حیرت ہے کہ ادھر تیرا ظلم حد سے گذرا اور ادھر حلم
خدا حد سے گذرا جو سزا تجھ سے ظالم ناسزا کی روز جزا پر رکھی یہ سنکر
تو غصہ کی آگ میں جل کر خاک ہو گیا اور نیچے آکے قتل کا حکم دیا وہ قبلہ
عالم رو بقبلہ لیٹے اور یہ آیہ کریمہ ساتویں پارہ سورہ انعام کی اِنِّی وَجَّہْتُ وَجْہِیَ
لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ پڑھتے
تھے یہ حال دیکھکے اور بھی آگ ہو گیا بولا قبلہ رو نہ لٹاؤ تب آپنے یہ آیہ کریمہ
پارہ الم سورہ بقر کی وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ
پڑھی پھر اس اوندھے بخت نے کہا کہ اوندھا لٹاؤ تب آپ سعید نے یہ آیہ کریمہ
سولہویں پارہ سورہ طٰہٰ کی مِنْہَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْہَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْہَا نُخْرِجُکُمْ
تَارَۃً اُخْرٰی آپکی زبان پر تھی اور تلوار گردن پر پہنچی شہید ہو گئے حکایت
نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی بادشاہ کافر نے اپنا وکیل بغداد شریف میں بھیجا
اور تین باتیں اسکو تعلیم کر دیں کہ جو کوئی اسکا جواب دے اپنے دین پر رہے
ورنہ ہمارا دین قبول کرے اول یہ کہ خدا کیا کرتا ہے دوسرے یہ کہ کیا کھاتا پیتا ہے
تیسری یہ کہ وہ کیا چیز ہے اور منہ اسکا کس طرف ہے پیام لیکر گیا [illegible]
تین باتیں بآواز بلند کہیں اتفاقاً کسی نے اس حاکم ظالم کے ڈر سے اسوقت جواب نہ دیا
چالیس دن کی مہلت لی کہ اس عرصہ میں جواب دینگے ورنہ تمہارا دین قبول کرینگے قضارا
سوا ایام وعدہ پورے ہو گئے وہ وکیل شاہی میدان میں ایک منبر بنا کے بیٹھا اور سب شہر والوں سے کہا
کہ جواب دو ورنہ اپنا دین چھوڑو اتفاقاً بمقتضائے عالم الغیب ایسی مصیبت کے وقت [illegible]

سب پر چھا گئی کہ سب لاجواب ہو گئے تھے اور زندیق اور دہریہ نہایت خوش تھے خدا کے اتفاق سے امام ابو حنیفہ اس مجلس میں تھے اور سات برس کی عمر تھی آپ منبر پر بیٹھ کر جواب دو ان کو جواب دینے والے دہریے کے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم منبر سے اترو ہم منبر پر بیٹھ کر جواب دیں کہ جواب دینے والے کا درجہ پوچھنے والے سے زیادہ ہے پس وہ سنتے ہی یہ کلام حق ہیبت حق سے ڈر کر فوراً اتر کھڑا ہوا آپ منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے کہ تجھے اتار دیا مجھکو چڑھا دیا اللہ تعالیٰ وہی ہے جس کا حکم ہے تعز من تشاء و تذل من تشاء الخ جس کو جو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کر سکتے ہیں نشانیاں اللہ تعالیٰ کی یہ ہیں جو علم قرآن و احادیث میں موجود ہیں کہ کل یوم ہو فی شان اور دوسری یہ ہے کہ وہ ذات پاک کھانے پینے سے پاک ہے کسی چیز کی حاجت نہیں رکھتا اور دوسری کی حاجت روا کرتا ہے تیسری یہ کہ شمع جو شب کو روشن ہوتی ہے اس کا منہ کیا کسی طرف کو ہے تب ہم اس شمع کی جانب والا روشن کرنے والا کیا دیکھ کر اس طرف سے تب وہ کافر کا فور ہو گیا اور سب مسلمانوں کا دل نور سے معمور ہو گیا فائدہ یہ حکایت نقل ہے داؤد طائی شاگرد امام اعظم کی کہ جب دولت علم قرآنی اور نعمت ایمانی کی بدولت ان کا دل محبت الٰہی میں چور اور سب جسم و جان نور الٰہی سے معمور ہو گیا دنیا اور معاملات دنیا سے ان کا جی کو سوں دور ہو گیا چنانچہ اپنے مکان موروثی میں گذران کرتے تھے اور شب و روز یاد الٰہی میں گذراتے تھے جب وہ مکان بالکل برباد ہو جاتا اور قابل رہنے کے نہ رہتا تو دوسرے مکان میں گذر کرتے اور اس کی مرمت کا خیال نہ کرتے اتفاقاً ہارون رشید بادشاہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ انکی زیارت کو گئے انہوں نے دروازہ بند کر لیا ہر چند پکارا نہ کھولا تب ابو یوسف نے تنگ ہو کے کہا جو علم تم نے پڑھا ہے اس میں یہ بھی مسئلہ ہوگا کہ جو کوئی ملاقات کو آوے تو اس سے ملاقات نہ کرے اور دروازہ بند کر لے فرمایا کہ ہاں یہ علم جو میں پڑھتا ہوں تم سے لوگوں کی ملاقات کو

ملائی الحقیقت ... حق کے مقابل ہوتے ہی بھاگ جاتا ہے جیسے تاریکی روشنی کے آتے ہی گم ہو جاتی ہے چنانچہ ... وہ یہ ہے کہ قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا یعنی حق ... جاتا ہے اس واسطے کہ باطل میں ہرگز یہ طاقت مقابل ہونے حق کی نہیں ۱۲

منع کرتا ہے جیسا جناب مولانا فرماتے ہیں ؎

علم چون بر دل زنی یاری بود	علم چون بر تن زنی ماری بود
علمہای اہل دل حمال شان	علمہای اہل تن احمال شان

اور وصف علم اہل دل میں ؎

خاتم ملک سلیمان ست علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم

چہرنا چار ہو گئے آپکی والدہ کی خدمت میں عرض کیا جب انھوں نے حکم کیا تو مجبور ہو کے دروازہ کھولدیا اور اطلاق فرمایا اور حکم حضرت نبی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فوراً عمل کیا کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِکُمْ الخ نیت اپنی قبول جنت ماں کی فرمان برداری ادنٰی ابھائیں حاصل ہے بادشاہ نے کہا کچھ حاجت ہو تو فرمایا کہ ہاں بادشاہ ایک گٹھری آٹا اپنے سر پر رکھکے لا دیں بادشاہ نے کہا بہت اچھا مگر رات کو فرمایا کہ دن کو بولا تو جنگل کی طرف سے لاؤں گا کہا دن کو لاؤ اور بیچ بازار میں سے آؤ تب تو بادشاہ چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا آپنے کہا کہ مجھکو حاجت آٹے کی نہیں ہے صرف تم کو آزمانا تھا لیکن اسی پودگی پر بادشاہت کرنے چلے اور سارے جہان کا بوجھ اپنی گردن پر لینے کو تیار ہوئے کہ اہل دنیا سے اس قدر شرم آتی اور اہل اللہ اور مقربان بارگاہ خدا سے کبھی شرم نہ آئی پھر بادشاہ زار زار رونے لگا اور بہت زر و جواہر انکے پاس رکھکے چلا گیا آپنے وہ سب زر و جواہر باہر مکان کے پھینکدیا مجبور ہو کر وہ دونوں [illegible] کرنے لگے فی حکایت نقل ہے کہ ایک بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت ظالم تھا طرح طرح کی بنا ظلم ڈالتا تھا چنانچہ ایک مکان بنانا شروع کیا ملازموں کو حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے اینٹ گارا اٹھواؤ اور جلد مکان تیار کرو ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہو چکے تھے اسکو [illegible] ہر چند [illegible]

فقط سچ ہے جس نے نقد جان کو نثار محبت جانان کیا [illegible]
سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں [illegible]
سبحان اللہ کیا خوب ہے [illegible] اطلاق [illegible]
تو فقط سید عالم آپ مخاطب رتبۂ لعلی خلق [illegible]
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے [illegible] ۱۲

عذر کیا کہ مجھکو ذرا مہلت دو کہ دکھ درد جننے سے نجات پاؤں تو تمہارے کام میں بخوبی مشغول ہوں ملازموں نے نہ مانا بلکہ اسکو مارنا پیٹنا شروع کیا اس مصیبت زدہ کو درد پیٹ سے اُٹھنا بیٹھنا بھی دشوار تھا سر پر بوجھ اُٹھانے اور درد سر کا کیا ذکر تھا آخرکار اسکو جب ہر طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی اسکو اپنی زندگی پہاڑ ہوگئی نیم جان سے تنگ آکر جناب الٰہی میں بکمال نالہ و آہ رو کر کہنے لگی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس مصیبت اور آفت میں گرفتار ہے اس حال سراپا وبال میں کون اسکا غمگسار ہے اور حسب ارشاد جناب مولانا روم رح خدا میں بیخود تھی سے

ای کریم و ای رحیم سرمدی	درگذار از بدسگالان این بدی
لنگری از من حمل ناہموار را	تا ببینم روضۂ انوار را
ای سعادت بخش جان انبیا	یا بکش یا باز خوانم کن بیا
آنکہ زد بر سرو آزادی کند	قادر است از غصہ را شادی کند
آنکہ آتش را کند ورد و شجر	ہم تواند کرد این را بی ضرر

کیا تو اسکے حال سے نہیں خبردار ہے ایسی زندگی سے تو موت بھلی ہے یکا یک قہر الٰہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم مع سب درباریوں کے فوراً زمین میں دھنس گیا؛ حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لے گیا وہاں پہنچکے کہا کہ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائیے ابھی کھانا تیار نہیں ہوا وہ لوٹ آئے اسی وقت میں پھر دوڑا آیا کہ جلد چلئے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے جب اسکے گھر آئے بولا ذرا دیر کے بعد آنا پھر وہ بزرگ پھر گئے جب ہی اپنے مکان پر پہنچے تب ہی پھر دوڑا گیا کہ حضرت چلئے کھانا تیار ہے غرض اسی طرح سات بار اُن بزرگوار کو دوڑایا اور اُن اخلاق مجسم کی تیوری پر ذرا بل نہ آیا ہر بار خندہ پیشانی آتے اور جاتے اور حرف شکایت زبان پر نہ لاتے بعد اس کے اس شخص نے بہت معذرت کی اور عفو تقصیر کرائی کہ اس قدر گستاخی اور تکلیف دہی صرف واسطے آزمائش اور دریافت کرنے آپ کے حلم کے ظہور میں آئی فی الحقیقت جیسا سنا تھا اس

Marfat.com

سے بھی زیادہ پایا فرمایا کیا بڑی بات ہے ہر کتے میں یہ خصلت موجود ہے جب اسکو کھانا دکھاؤ گے فوراً چلا آوے گا اور جب جھڑک دوگے چلا جاوے گا چاہو ہزار بار اس کے ساتھ یہ معاملہ کرو کبھی تنگ نہ ہوگا حکایت نقل ہے کہ اخیر وقت حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو کمال حق پرستی اور حق کیشی سے قوت ملکی حاصل ہوگئی تھی کہ کھانا پینا یک قلم چھوٹ گیا تھا حسب ارشاد جناب مولانا ؒ

تو بہ تن حیوان بجانی از ملک	تا روی ہم بر زمین ہم بر فلک
کعبۂ جبریل و جانہا سدرہ	کعبہ عبد البطون شد سفرہ

رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے اور کبھی جو کچھ کھانے کو جی چاہتا تو مسافرین اور مساکین کے ساتھ کھاتے اور سنت حضرت ابراہیم کی ادا کرتے اتفاقاً کسی حاسد کو انکا یہ حال سنکر اعتقاد نہ ہوا چپ سے رات کو مسجد میں جا بیٹھا کہ دیکھوں امام ابوحنیفہ کب تک عبادت کرتے ہیں اور کیا کیفیت اٹھاتے ہیں دیکھا تو امام صاحب نے نماز عشا سے فراغت کرکے نوافل پڑھنا شروع کئے اور ذوق شوق محبت عبادت الٰہی میں محو ہوگئے آخر کو وہ حاسد نیند کے غلبہ سے بے حواس ہوکے وہیں ایک طرف پڑ رہا جب جاگتا تھا امام کو عبادت میں مصروف پاتا تھا یہاں تک کہ صبح کو بعد نماز صبح آپ کے قدموں پہ گر پڑا اور بہت معذرت کرنے لگا کہ یا حضرت میں آپ کو ایسا نہ جانتا تھا اور بہت بدگمان تھا اللہ مجھ کو معاف کیجئے آپ نے معاف کر دیا حکایت نقل ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ محبت الٰہی میں سر تا پا نور تھے خوف الٰہی سے جس وقت جوش و خروش میں آتے اور زار زار روتے تو کوسوں ان کے رونے کی آواز جاتی اور دل کے جلنے کی آواز بھی کوسوں بھر جاتی اور جب [illegible] مبارک انکا جوش [illegible] ہوتا [illegible]

ف اگر یاد رکھو تم وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا کا جاری وزبان کی صاحب عرفان سے جاری وساری تھا کہ حقیقۃً یہ حکم واسطے تعلیم [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے بوجہ من وجہ و لاعادل [illegible] ۱۲

[illegible] آفتاب کو [illegible] ہو [illegible] زردی میں زعفران کی [illegible] کرنا [illegible]

[illegible] وَهُوَ [illegible] خُوفٌ [illegible]
[illegible] بیان کرنے
[illegible] جوش کے
[illegible] مثل آدمی
[illegible] یہ کہ قلم
[illegible] یعنی بڑی عزت
[illegible] آیۂ کریمہ میں بھی [illegible]
[illegible]
[illegible] ان لوگوں کی جو [illegible]
[illegible] کی یاد کی طرف سے عاشق [illegible] خدا
[illegible] فی ذکرہ [illegible]
[illegible] کثرت ہوتے ہیں اور سب
[illegible] ہوتا ہے ۱۲

تمت

ہر قسم کی

دینی کتابیں ملنے کا پتہ

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

[illegible] لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com